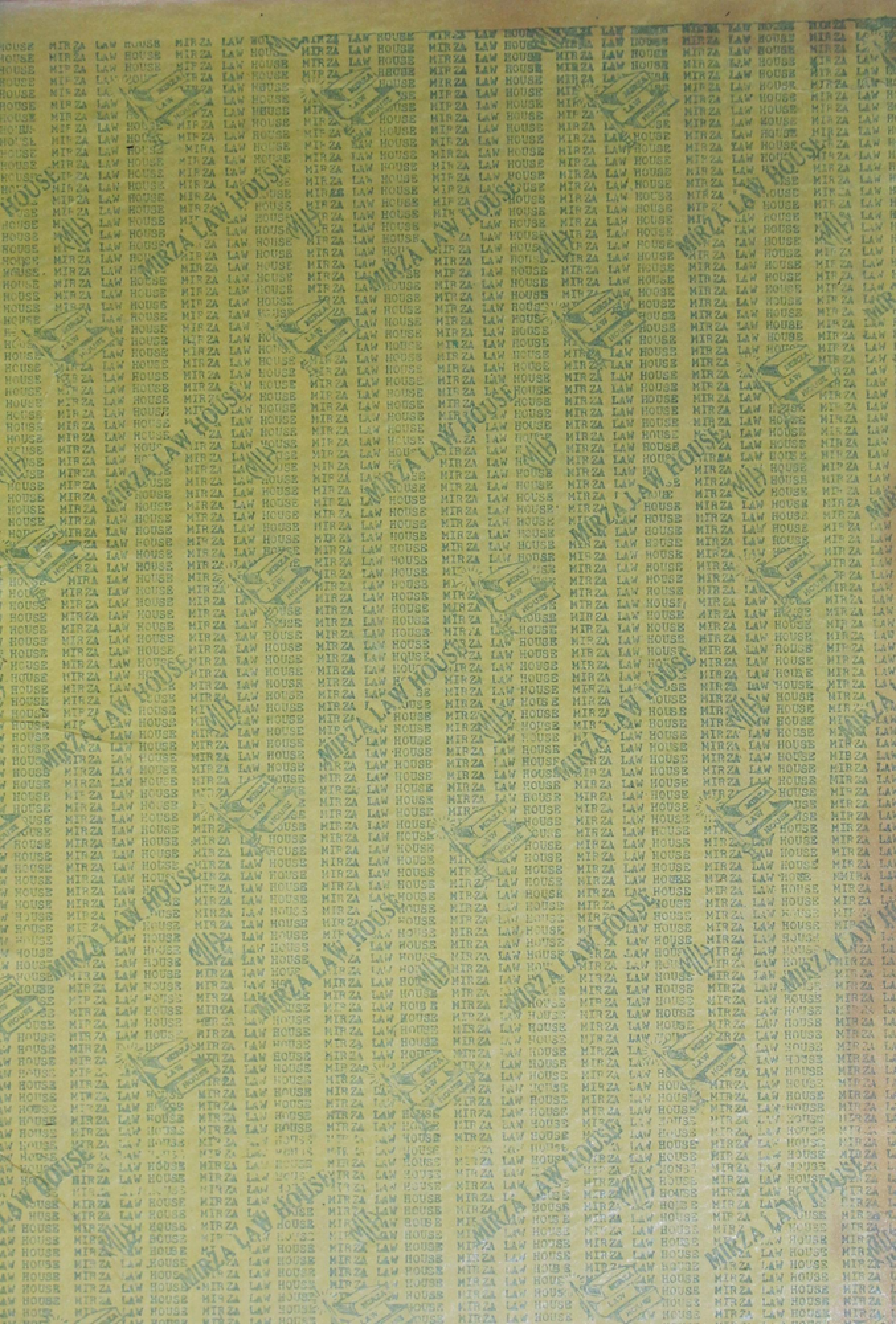

MIRZA LAW HOUSE

Jove

100 yrs old book

به عون صانع مکین و مکان
بفضل خلاق زمین و زمان

مثنوی شور صباحت

مسمی بہ

سوانح عمری

در مطبع خاص منشی محمد سراج الدین کتابی بمبئی طبع یافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرون پہلے حمد خدائے جہان
پھر پیدا کیے جس نے کون و مکان

بنائے ہین جس نے یہ شمس و قمر
جھکے جسکے سجدہ مین جن و بشر

وہی موجد عرش و افلاک ہے
کہ ذات اوسکی ہر شرک سے پاک ہے

بنائے اوسی نے یہ سب بحر و بر
کنارے نہین جنکے آتے نظر

وہ چاہے تو رائی سے پربت کرے
سر خاک پر تاج دولت دھرے

وہ ہے بانی خاص دنیا و دین
بنائے اوسی نے مکان و مکین

سکندر سا پیدا کیا بادشاہ
کیا ہفت کشور مین با عز و جاہ

وہ دارا کہ جس نے ہلادی زمین	کئے ملک لاکھوں پہ زیر نگین
اوسی کے کرم سے ہوا بادشاہ	رہا اس جہان مین بہ اعزاز و جاہ
خدایا ہوی سکو اکدن فنا	رہیگا تو ہی یہان ہے تجکو بقا
غرض کیونکہ ہو حمد تیری رقم	کہ ہے سرنگون اور نادم قلم
تمنا ہے یہ اب گنہ سے بچا	خدائی کے صدقہ مین مجکو خدا
نہ محشر مین عصیان کا ہو میرے نام	طفیل مسیحا علیہ السلام

غزل مولف

ثنا خوان دل سے ہون خالق کی مین مضمون وحدت کا
دو عالم ایک مطلع اوسکے ہے دیوان قدرت کا
کیا سرسبز چھہ دن مین بہار باغ دنیا کو
اوسے آسان ہے جو کام ہے مشکل کا محنت کا
رحیم و راحم و رحمان غفور و خالق و فادار
یہہ سب اسم مبارک ہین وہی موجد ہے رحمت کا
کھلے گرویدۂ عرفان نظر آئین تیرے جلوے

تماشہ دیکھے پھر انسان ہر اک جا اوسکی صنعت کا

خدا کی یاد مین ای شور ہو جاؤ فقیر اب تم
دو عالم مین تمھین رتبہ ملیگا پادشاہت کا

در نعت عیسی مسیح روح اللہ علیہ السلام

عطا ر ساقیا کرمی جام ذات
کہ پیکر مسیحا کی لکھون صفات

مجھے دے صراحی کی ٹھنڈی شراب
کہ آنے لگے دین بوئی کباب

وہ مقبول اپنے خدا کا ہوا
وہ مختار ارض وسما کا ہوا

یہودی کے فرقہ نے ایذا جو دی
تو وہ صبر سے جان پر اوس نے لی

صبوری ضروری سے اوسکی خدا
ہوا خوش لیا پاس اپنے بُلا

بیٹھایا اوسے اپنی ہی دست راست
کہ پیارا تھا وہ اوسکا بی کم وکاست

محافظ کیا عرش و افلاک کا
کہ نور اوسمین تھا جلوۂ پاک کا

وہ زندہ ہے اب تک بہ چرخ برین
مکان ہے وہی اوسکا وہی ہکین

کہ واصل خدا سے ہے وہ پاک ذات
شفاعت سے اوسکی ملیگی نجات

وہی حامی دین و دنیا ہے اب
کہ روح خدا جسکو کہتے ہین سب

لکھون آب زر سے گر اوسکی ثنا
تو شمہ بھی اوسکا نہوے ادا

پھر آخر کو یہہ کہہ کے ہون لاجواب
کہ ذرہ کہان اور کہان آفتاب

غزل مولف

ٹپکے ہے جان دہی وہ ہی رتبہ کلام کا
مداح ہون مسیح علیہ السلام کا

پیک خیال بھی نہین ہوتا وہان رسا
کیا مرتبہ بلند ہے اونکے مقام کا

وہ رتبہ ہے کہ چرخ و ملائک ہین زیر پا
چومون قدم الہی مین اوسکے خرام کا

اونکا ہی مجکو نشہ الفت ہے راتدن
امیدوار اونسی ہون بخشش کے جام کا

اے شور چشم تر کو بنا چشمہ حیات
کہہ ورد جان و دل سے مسیحا کی نام کا

سبب تالیف مثنوی ہذا

پلا ساقیا مجھہ کو جام سرور
سبب مثنوی کا ہے لکھنا ضرور

کہا دوستون نے کہ اے شور یار
ہین مشہور دیوان تیرے تین چار

تخلص ہے شور اور ہے شیرین کلام
ہے شیرین کلامی بھی مشہور عام

فرنگی تجھے کہتا ہے اک جہان
پر اس قوم کی یہہ زبان ہی کہان

کہان سے تو لایا یہہ شیرین کلام
اور اوس پر رکھا شور پھر اپنا نام

نہین میر و سودا سے کچھہ کم زبان
کہ تعریف کرتا ہے سارا جہان

پر اک بات کی اب کمی ہے ذرا
کہ ہو جس سے وہ چند چرچہ تیرا

وہ یہہ ہے کہ اک مثنوی ہی ضرور
رقم کر کہ ہو جس سے سبکو سرور

کہ ہو عمر بھر کا تیرے اوسمین حال
عیان جس سے ہون تیرے سارے خیال

جو گذرا ہو تجہہ پر کر اوسمین بیان
زمانہ کے سب ہون چنین او چنان

بڑا شوق بے چین پھر دل ہوا
قلم پھر نگارش پہ مایل ہوا

مزا چٹکیان دل مین لینے لگا
تکاہل کو بھی طعنے دینے لگا

ذکر مقام پیدایش و ایام طفلی

پلا ساقیا وہ مے پر نگال
کہ یاد آئے جس سے لڑکپن کا حال

وہ گھر ہی سے اوٹھتی چلی ہی گھٹا
وہ مستانہ ٹھنڈی چلی ہی ہوا

ولادت کا ہے کول اپنے مقام
علیگڈہ بھی کہتے ہین جسکو عوام

دسمبر کے پھلی سنہ عیسوی
اٹھارہ سو تیئیس (٢٣) تھی اوس گھڑی

وہی روز ہے اپنی تولید کا
علیگدہ مین تھا جشن اس عید کا

مسرت مین تھے وہانکے سب خاص و عام — مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام

برس آٹھ کا جب ہوا سن و سال — تو علم و ہنر کا پھر آیا خیال

نہ تھے مدرسے یہہ اوس ایام مین — جو رائج ہوئے فی زمان عام مین

معلم تھے گھر گھر ملازم تمام — زمانہ مین مشہور تھا اونکا نام

غرض ہم سپرد معلم ہوئے — میانجی بہی خوب اپنے ہمدم ہوئے

پڑہے چار شخصون سے تب فارسی — کہ تا ہشت سال اسمین کوشش رہی

جو قسمت مین تھا وہ ہوا پھر حصول — گئے اور سب کھیل ہم دلسے بھول

پڑہا علم حاصل لیاقت ہوئی — کہ دولت اوسیکی بدولت ہوئی

گیا جب اٹھارہ پہ یہہ اپنا سن — تو آئے مرادون کے رات اور دن

تھے والد جو اپنے کثیر العیال — نکرتے کچھہ اون سے تہی ہم بہی سوال

بسی دل مین پھر اپنے فکر معاش — کہ گھر سے نکل کیجئے کچھہ تلاش

کہ شوہر ہے یہہ مرد کا روزگار — میسر نہو وے تو ہی دل فگار

مگر ہے وسیلہ بہی لازم ضرور — وگرنہ ہے تقدیر کا پھر قصور

بیان حصول روزگار بہ فضل پروردگار

جھکا دے تو ساقی مے خوشگوار — کہ پیکر او تارون الم کا خمار

چراغون سے ڈہونڈا کئی صبح و شام — نپایا کسی جا وسیلہ کا نام

پہر آخر خدا سے ہوئی التجا — کہ ہے حکم تیرے نہ پتہ ہلا

تو ہے درد کا مرے درمان ہوا — تو مشکل میری بہی آسان ہو

دلا دے مجہے تو کوئی روزگار — نہ محتاج کر مجہکو پروردگار

ندا خواب مین آئی ہشیار ہو — مراد اپنی پائے گا بیدار ہو

ملا حکم سے اوسکے پہر روزگار — خزان تو گئی اور آئی بہار

ہوئی ضلع میرٹھ مین اک نوکری — پولیس مین جو پہرتی تہی ہمنے بہری

گذارے اسیطرح جب چند سال — دگرگون ہوا ضلع میرٹھ کا حال

بدین وجہ استعفا دینا پڑا — صفائی کا بہی حکم لینا پڑا

گئے پہر وطن پاس حکام کے — جو تہے قدردان خاص اور عام کے

سُنا جب اونہون نے میرا حال زار — تو فرمایا پہر و نہ ہو بے قرار

ترقی کا پہر حکم جاری کیا — عطا عہدہ تہانہ داری کیا

غرض خوب گذری وہان چند سال — رہا کچھ نہ پہر دل مین رنج و ملال

زمانہ موافق رہا اپنے ساتھ
جو قسمت مین تہا خوب آیا وہ ہاتھ
مگر رنگ بدلے ہے ہر دم فلک
سحر کچھ ہے اور کچھ ہی پھر شام تک

غزل ابوظفر

نہ ہنسو دیکھہ کے تدبیر کو پلٹے کھاتی
دیر لگتی ہے نہین تقدیر کو پلٹے کھاتے
یون نظر یار کی پلٹے کہ نہ دیکھا ہمنے
اسطرح برق کی شمشیر کو پلٹے کھاتے
دلکو دیکھو میرے بیتاب نہ دیکھا ہو اگر
نہ خنجر کسی نخچیر کو پلٹے کھاتے
بخت برگشتہ عاشق نے نہ کہایا پلٹا
عمر گذری فلک پیر کو پلٹے کھاتے

اے ظفر اوس سے مکر بات کہ دیکھا سو بار
ہم نے اوس یار کی تقریر کو پلٹے کھاتے

مکان تہا علیگڈہ کے اک آس پاس
کہ نام اوسکا اگلاس جائے ہراس
وہان اک مسلمان تھے تحصیلدار
تھے ہم پہلے سی وہان بنے تہانہ دار
کشش ہوگئی اونسے اک بات مین
لگے کھچنے ہم سے وہ دن رات مین
پرانے بہت تہے جو وہ اہل کار
تو حرانٹ کہتے تھے سب یار غار

سب افسر ہی کچھ مانتے تہی اونہین
بڑا بوڈ ہا اک جانتے تہے اونہین

اونہون نے کہی جب حکایت میری
تو حاکم نے سن لی شکایت میری

مربی جو اپنے تہے ہر طرح سے
وہ رخصت پہ تہے خوبی بخت سے

تہا اونکی جگہ ایک کرم پا نگاہ
پہری رہتی تہی سب سے اوسکی نگاہ

وہ خواہان میری نوکری کا ہوا
گلہ شور کا شن کے کھٹا ہوا

اگرچہ ہین اوسوقت تہا بی خطا
مگر وہان پر ہینا ہین سمجھا برا

غرض بہیجا استعفا اوسکی حضور
اوسے تہا ہے منظور کرنا ضرور

لیا وہان سے پروانہ گھر آگئے
پہ قسمت کے دازولی ہم پا گئے

عدو ہم سے رکھتے ہین دایم خلاف
نہین انکا سینہ ہی کچھ ہمسے صاف

یہ کہتے ہین تا چیز ہمکو مدام
تو نخوت کا کلمہ اسیکا ہے تام

خدا ہند و لندن ہین موجود ہے
وہ دونو کا بس ایک معبود ہے

حاصل ہونا پھر مرہم دل شکستہ کا اور پانا آب جو رفتہ کا

نئے سر سے پیتا ہون پھر وہ شراب
کہ حاصل ہو پھر جس سے مقصد شتاب

رہے گھر پہ کچھ روز خانہ نشین
گئے آگرے کر کے پہر عزم جزم

ہوا قصد وہاں پر کہ بھوپال چل
کہ جس سے نکل آئے شکل معاش

مگر اک برادر نے روکا ہمین
کھا آگرہ مین لگائین گے ڈول

کلکٹر سے وہانکے کیا یہہ سوال
براہ خدا اونکو کچھ دیجے کام

وہ حاکم جو تہا اوسنے راضی بدل
رئیس آگرہ کے ہین کرتے ہین چین

ملا اونکی کوشش سے وہان ہمکو کام
ملا کھیڑہ گڈہ کا جو تہانہ ہمین

رہے دو برس وہان بصدق و صفا
وہ حاکم رضامند ہمسے ہوا

عطا پہر خدا نے کی نان جوین
کہ حاصل ہو عشرت کا تا کیف بزم

کہین وہان کی بیگم سے کچھ برمحل
مقدم ہے النسا انکو اوسکی تلاش

بڑی اس مسافت سے ٹوکا ہمین
یقین جاننا تم ہمارا یہہ قول

کہ اک بہائی ہے میر البشکستہ حال
ہے ناکام ہو کر کیا یہان مقام

ہوا فکر اسکار سے منفعل
کہ ہے نام اونکا کانسٹن بیٹن

پولیس افسر مین ہوا درج نام
تو نزدیک تہا وہانسے جانا ہمین

رہا لینے دینے سے خوب اتقا
دیانت سے خورسند ہمسے ہوا

ترقی کا اوسکو ہوا پہر خیال ۔ تو فرمایا دین گے تمہین کار مال

ہوا پہر زمانہ کا وہان انقلاب ۔ فلک نے دکہایا کچھ اپنا حساب

فراموش ہوین اپنے نانا جو تہے ۔ وہ خویشون سے اپنی بگانہ جو تہے

خیال آیا اونکو بہت دنکے بعد ۔ کیا یاد ہمکو بڑے سن کے بعد

سبب اسکا یہہ تہا کہ تہے مبتلا ۔ زن ناک پر دل تہا آیا ہوا

وہ حاوی تہی ایسی کہ تو باہ ہی ۔ وہ مالک سبہی تہی کہ بس واہ ہی

برس ساٹہہ سے اونکی گھر مین وہ تہی ۔ وہ مالک تہی سب اونکے املاک کی

ہماری طرف سے پہر اکرتی کان ۔ وہ خالی نہ رہتے تہی ہر دم ہر آن

غرض یاد مورث نے ہمکو کیا ۔ اوسی پہر تو خاموش رہنا پڑا

کئی بہیجے خط اور کئی نامہ بر ۔ لکہا تہا یہہ اونہین کہ آؤ ادہر

ہمارا جو پہونچا ہے وقت تمام ۔ پاس سب اپنے اب خاص و عام

جدا رہنے سے کچھ بجز غم نہین ۔ یہان مال و حشمت بہی کچھ کم نہین

چلے آؤ تم نوکری چہوڑ کر ۔ خبر گھر کی لو وہان سے موہنہ موڑ کر

یقین ہے ہمارا بہروسہ نہین ۔ تمہارا یہہ گھر ہے کسیکا نہین

یہہ سب حال حاکم سے جب کہدیا — تو اوسنے جواب اسکا ہمسے کہا
کہ انگریز مورث کا کیا اعتبار — اونہین اپنے گہر کا نہین اختیار
تمہارا جو حق تہا وہ سب لی چکے — اوسے غیر ذالک کو وہ دی چکے
وہان جاکے تم کیا کروگے بہلا — ہے اب چہوڑنا نوکری کا برا
ترقی تمہاری بہی کردینگے ہم — یہی آگرہ مین ہے اپنا قدم
کہا مینے یہہ سچ ہے قول حضور — ہے تعمیل مورث بہی کرنی ضرور
مجہے اک مہینے کی رخصت ملی — وہان جانیکی اب اجازت ملی
غرض لیکے رخصت روانہ ہوا — ملا جب تو خوش مجہسے نانا ہوا
کہا مجہسے اب تم کرو یہان مقام — ریاست کا اپنے کرو انتظام
ہماری تو اب زندگانی ہے کم — نہ تنہا ہمین چہوڑو تم ایک دم
مگر پہلے شادی بہی کرلو ضرور — کہ اسمین ہمین ہوگا از بس سرور
تمہاری بہی اولاد ہم دیکہہ لین — یقین ہے کہ پہر یہان سے ہم چل بسین
کرو خانہ ویران کو آباد تم — کہ نام و نشان جس سے ہوئی نہ گم
تمہین نوکری کی ضرورت نہین — مکان ہے تمہارا بنو تم مکین

یہان سے ہی حاکم کو بہیجو پیام — کہ منظور استعفا ہو لا کلام
اور اب کول مین جاکے شادی کرو — ہمین خوش کرو آپ بہی خوش رہو
کر اس کام کو وہان سے جلد آئیے — یہان آکے جلسہ کی ٹہرائیے
کیا عزم پہر کول کا ہم نے بہی — وہان جاکے شادی کی پہر ٹہان لی

پہونچنا بمقام کول والدین کے پاس چرخ کجرفتاری کیا پہر دال و داہن

پیون ساقیا کیا مئے سُرخ رنگ — دکہاتا ہے چرخ اپنا کچھ اور ڈہنگ
وہان جاکے صحت کے لالے پڑے — پریشانیون کے دن آئے بُرے
حرارت ہوئی اور چڑہا وان بخار — نہین اوترا وہ تین دن نابکار
رہا ہوش باقی نہ اوسان تھے — عجب طرح سے ہم پریشان تھے
حکیمون نے آکر جو دیکہا ہمین — نظر آیا کچھ اور لیکہا ہمین
تجاری کا آخر کو وہ زور تہا — طبیبون مین اسکا بہی اک شور تہا
بدلنے تہے نسخے وہ ہر صبح و شام — پر آرام مین تہا ہمارے کلام
طبیعت آخرش ہو کے دق چل دیئے — اور افسوس سے ہاتہہ بہی مل لیئے
رہا چہہ مہینے یہہ ہی حال زار — تجاری سے آتا رہا تہا بخار

ہوئے اپنے مایوس سب اقربا — لگے کرنے درگاہ حق مین دعا

شفا بخش اسے اے ہمارے کریم — کہ شافی تو ہے اور تو ہی ہی رحیم

اسی ضمن مین آئے اک دوستدار — رفیق و شفیق اور پرانے تھے یار

کہ نام اونکا چوبے تھا گھنشام داس — بہت دوستی کا وہ رکھتے تھے پاس

کہا بھائی کیا حال تیرا ہوا — ستم تجھپہ کیا کیا یہہ برپا ہوا

کہا مین نے سب حال ہو بیقرار — تپ غم سے جلتا ہون لیل ونہا

اونہون نے بتائی دوا پر اثر — کہ دست شفا اونکا تھا اوج پر

کئی گولیان پھر کھلائین مجھے — تسلی کی باتین سنائین مجھے

یہہ معلوم تلخی سے اوسکے ہوا — کہ تھی اوسمین کونین ہے بے مزا

بروز سوم اوس سے ٹوٹا بخار — تجاری گئے ہوکے ناچار خوار

غرض ایک ہفتہ یہہ جاری دوا — رہی روز و شب اس سے پائی شفا

ہوئے چوبے صاحب کے مشکور ہم — ہمین کیا دعا گو تھا سارا کٹم

دوبارہ جو پھر مر کے جینا ہوا — قدم چوبے صاحب کا سر پر لیا

ہوا غسل صحت بہ لطف و خوشی — سبھون نے مبارک سلامت کہی

خدا کا کیا شکر پڑھ کر نماز | کہ وہ ہے شفا بخشش بندہ نواز
وہ خلاق عالم وہ جانِ جہان | جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان
کہان تک کرون اوسکی اب مین ثنا | کہ مین کیا ہون اور کیا ہی یہ موتہ میرا

غزل مولف

ہے ذکر جو دیوان مین تیری فضل و کرم کا | مطلع نہین عنوان ہی یہ لوح و قلم کا
تو بحر ہے ذخار مین اک قطرہ ناچیز | پس قطرۂ ناچیز سے کیا وصف ہو یم کا
ہر لحظہ ہے انسان کو عبادت تیری لازم | ہر وقت قلم رہتا ہے پابوس رقم کا
اپنی تو شب و روز یہی تجھسے دعا ہے | محتاج نہ کیجو تو کسی اہل کرم کا

اس ہستی موہوم پہ اے شور نکھو عمر
بیدار ہو غافل کہ بہروسہ نہین دم کا

جانا آگرہ کو بتقریب شادی اور اوس سے فارغ ہو کر روانہ ہونا معہ خورد و بزرگ پاس نانا صاحب کے بمقام ہر چند پور دار السرور

پلا اب تو ساقی مئے لالہ فام | کہ شادی کی ہے اندنون دہوم دہام
اوسے پی کے دل میرا مسرور ہو | طرب اور خوشی میری موفور ہو

ہوا مدتوں مین یہ ناشاد شاد — ملی بعد غم راحت بامراد
کرون پہلے کچھ ذکر اس راز کا — کہ کس جا پہ ٹھہرا تھا یہ سابقا
میرے دوست والد کے تہی سلوادور — کہ تھا راجہ ہین کے راج اونکا شور
ملازم وہ تھے گوالیر مین قدیم — سر صوبہ تھے اور رئیس عظیم
بڑے نامور تھے وہ ذی اختیار — کہ تھا راج سب اون سے خوش بے شمار
تو والد نے ٹھہرائی اونسے یہ بات — کہ ہم تم رہین مثل شیر و نبات
غلامی مین بیٹا میرا ہو قبول — زیادہ ہے طول تمنا فضول
اونھون نے کیا اسکا ایجاب جب — تو شیر و شکر ہو گئے سب کے سب
ہوا آگرہ مین یہ سب اہتمام — فریقین نے وہان کیا انتظام
غرض اونکی پوتی سے شادی ہوئی — خوشی اسکی طرفین نے خوب کی
رہا جلسہ دو روز با خاص و عام — بہ رقص و سرود و شراب و طعام
دیا خوب سا جو کہ مقدور تھا — بڑا چھوٹا سب اونکا مشکور تھا
رہے آگرہ مین بہ لطف و نشاط — بچھا عیش کا راتدن تھا بساط

غزل رجب علی سرور لکھنوی

شادی و جشن سزاوار مبارک ہوئی — دولہا دلہن کا یہہ دیدار مبارک ہووے

صد و سی سال سلامت رہین با امن و امان — حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے

یہہ وہ ہی دن ہی جو سہرہ بندہ سر پر انکی — سب خوشی سے کہو ہر بار مبارک ہووے

بعد شادی کے خدا دی کوئی فرزند رشید — ہم کہین آپکے یہہ دیدار مبارک ہووے

خار کہاتے رہین کم بخت جو دشمن ہون ضرور

دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے

ہوا بعد ہفتہ کے رخصت کا روز — ہوے آبدیدہ محبت فروز

یہہ دستور ہے ہند کا اک عجب — کہ ہنگام رخصت کے روتے ہین سب

غرض آگرہ سے پھر آئے وطن — مبارک سلامت سے دولہا دلہن

ہوئے بعد ہفتہ یہہ سامان ضرور — کہ جاتا تہا سب کو یہہ ہر چند پور

وہ منزل بمنزل چلے رخش پر — کہ جب تک نہ آئی تہی یہہ ریل ادہر

لکہا تہا یہہ نانا مے جلد آو سب — کہ سامان شادی ہی تیار اب

جو پہونچے وہان سب بوقت سعید — تو نانا کو وہ دن ہوا روز عید

بجی شادیانے ہوئی دہوم دہام — لگا چلنے پھر جام صبح و شام

مبارک مبارک کی آئی صدا ۔ پڑا شور شادی کا وان جابجا
جو پوچھا کسی نے یہہ کیا ہو رہی ۔ کہا شادیٔ شور کا شور ہے
ہوئی بزم شادی کی آراستہ ۔ اور اوسمین تھا سامان دل خواستہ
ہوا رقص اور روشنی جابجا ۔ اکھاڑہ کا اندر کے آیا مزا
تہین میرٹھ کی رقاصہ جو خوش ادا ۔ تو ڈھلے کے نقال اونسے سوا
رہا جلسہ یہہ آٹھہ دن صبح و شام ۔ کسیکو نہ تہا اس سوا اور کام
شرابون کے چشمے یہہ جاری رہے ۔ کہ ہردم نشے سب پہ طاری رہی
بہت زاہدون کا ٹوٹا وضو ۔ لنڈہانے لگے وہ سبو پر سبو
طوایف تہی ایک کوکلا جسکا نام ۔ پسند اوسکو کرتے تہی سب خاص و عام
ہوئین سب اوسی سنکے نغمہ سرا ۔ سماں پھر تو گانیکا خوب ہی بندھا
فراسو کوین نکتہ دان خوب تہے ۔ تہے شاعر ہی شعراء زبان خوب تھے
طوایف نے جو جو غزل گائین وہان ۔ تو صاحب نے اون پر بنائین وہان
رہا لطف جلسہ کا لیل و نہار ۔ کہ ہے آجتک کیف کل یادگار
ہوئی شادی ایسی کہ ہوا شاد دل ۔ طرب سے ہوا خانہ آباد دل

پس جلبہ انعام سب کو دیا | علی قدر وسے کے راضی کیا

غزل حافظ شیرازی

ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما | مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم | اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما
ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان | کاید بجلوہ سرو وصنوبر خرام ما

حافظ ز دیدہ دانۂ اشکی ہمی فشان
باشد کہ مرغ وصل کند میل دام ما

مرادین ہر ایک کی بر آئین تمام | ہوئے شاد و خورسند سب خاص و عام
ہوئے مہمان داری کی وہ رسم ادا | کہ مہمانون کا دل بہت خوش ہوا
پہر آخر قریب آیا رخصت کا وقت | کہا کرتے ہین اسکو حسرت کا وقت
خوشی ہو کے پہر سبکو رخصت کیا | سبہون نے وہان جام رخصت پیا
دیا قافلہ سب علیگڈہ کو چل | رہے دولہا دلہن فقط در محل
لگے رہنے مصروف با کاروبار | ریاست کے کام آئے پہر روبکار

پڑنا غدر ۱۸۵۷ء کا بعد دو ماہ کے شادی سے

ہنسا کر جو ساقی رولاتا ہے تو — یہہ کیا جام حسرت پلاتا ہے تو

فلک تجہسے بہی یہہ توقع نہ تہی — کہ شادی مین دیگا ہمین تو غمی

نظر کس شرابی کی مجکو لگی — کہ وقت سرور آپڑی کہلبلی

ابہی عیش کا موںہہ تک آیا تہا جام — آیا فلک سے الم کا پیام

بیان ایسی فتنہ کا کیونکر کرون — جگر تہامون یا چشم کو تر کرون

زبان قلم اور سینہ ہے شق — ہوا جاتا ہے رنگ رو میرا فق

پہر آخر کو کچھ لکہنا ہوگا ضرور — پڑہسند مین بے طرح اب فتور

مفصل لکہون گا مین اسکو لا — اگر ہاتہہ مین ٹہرے خامہ میرا

کہ اک روز دہلی کو جاتا ہوا — بروز سوم وہان سے آتا ہوا

تو اثنا رہ مین سُنا حال غیر — کہ دہلی کی ہے کچھہ ہین آج خیر

سنی یہہ روایت تو آئی ہنسی — کہ بازاریون کی ہے یہہ گپ کوئی

غرض دن ڈہلے پہونچے ہر چندپور — سُنا وہان بہی دہلی مین ہی اک فتور

تو پہر کچھہ تو ہم سا دل مین بہا — ارادہ ہوا اسکی تحقیق کا

ہنگائی خبر بہیج کر آدمی — تو اوس نی یہہ ہر طرح تصدیق کی

کہ یہہ سچ ہے باغی دہان چڑہ گئے — خلل کے ہین آثار کچھہ پڑہ گئے

یہان تک کہ انگریز مارے گئے — حکومت کے چہنڈے اوتارے گئے

یکایک جو میرٹہہ سے آئی سپاہ — تو گورے ہوئے اونکے ہاتون تباہ

ہوئی غدر کی پہر تو صورت بپا — کسی کا کسی نے نہ پہر کچہہ سنا

غزل مولف

ٹہرے گا کب فلک میری نالونکی سامنے — بچی ہے کب سپر بہلا بہالونکی سامنے

نقشہ جمانہ افشان کا اوس زلف کی حضور — گورون کے پانو اوٹہہ گئی کالونکی سامنے

ایدل تو اوسکی مانگ سی ہر دم پناہ مانگ — مشکل ہے بچنا ایسی دوبالونکی سامنے

ایسی ہوا زمانہ کی بگڑی کہ آج کل — قدر شریف کم ہے رزالونکی سامنے

ہوگی نجات شور نہ بی حکم ذوالجلال
کیا دیگا تو جواب سوالون کے سامنے

چلی پہر تو وہ تیغ وسنگین کی — دہائی پہری شہر مین دین کی

سبب اسکا اب تک نہ معلوم ہے
کہ کیا خرخشہ اور کیا دہوم ہے

سنی یہہ خبر ہوش پران ہوئے
قیامت کے آثار و سامان ہوئے

لگے پہر تو اوڑنے روایت نئی
شکایت نئی اور حکایت نئی

کسی نے کہا خوب میرٹھ چلی
کسی نے کہا تیغ بہی وہان چلی

حقیقت مفصل یہہ اظہر ہوئی
کہ یہہ فوج اسطرح ابتر ہوئی

ہوا حکم تہا کارطوسون کو لو
ہین ایجاد نو اسسے تم کام دو

گمان فوج کو اوسمین چربی کا تہا
اسی باعث انکار اوس نے کیا

دکھایا گیا رعب انکار سے
زیادہ چوبہا دل مین یہہ خار سے

کہا فوج نے ہے یہہ مذہب کی بات
کہ ہم دینگے اسمین تمہارا نہ سات

ہر ایک فوج برگشتہ اسپر ہوئی
تو بندوق اور تیغ چلنے لگی

لگی پہلے میرٹھ تعصب کی آگ
بُجی کب تہی اولٹا تہا حاکم کا بہاگ

خبر جبکہ میرٹھ کی ٹلکون اوڑہی
قیامت سی پہلے قیامت ہوئی

پہری فوج اور پہر رعیت پہری
شہ وقت کی دم مین قسمت پہری

اسی ضمن مین کمپ دہلی جو تہا
ہوا کشت و خون اوسمین بہی خوب سا

ہوئی وہان سے صاحب بہت سی قرار
کہ ساتھہ اونکی تہی بچہ وزن بہی زار

تومنجملہ اونکے چلے وہانسے بیس
مصیبت نے ڈالا اونہین پیس پیس

ہوا باری اک گانو اونکا مقام
کہ تہا موضع کھیکڑہ اوسکا نام

فقیروں نکے گھر پر وہ شبکو رہے
سحر اوٹہہ کے اندوہ از حد سہے

فقیر دن نے اونکی ہمین دی خبر
بولایا اونہین آدمی بہیج کر

ہماری سواری مین آئے وہ سب
اونہین دیکہہ کر دل پہ ٹوٹا غضب

کہ تہے بعض اونمین سے زخمی و زار
بحال پریشان اور دل فگار

نہلایا دہولایا اونہین با وقار
دیا اونکو پوشاک سے بہی سنوار

لگا اونکے زخمون پہ مرہم دیا
لگے کہنے مرہم گئے یا خدا

یہان آکے پہر دل نے پایا قرار
ہے احسان تیرا بہت بے شمار

رکھا اونکو دو روز ہر چند پور
تواضع سے آیا اونہین کچھ سرور

اسی ضمن مین اک ترپ آگیا
وہ یا دل اسا اوس گانو پر چہا گیا

کہ تہا وہ ہوا خواہ شاہنشہی
قبول اوسکو تہی جاہ شان ہی

او سے ساتھہ کر سبکو رخصت کیا
سواری مین اپنے دیا تہا بیٹھا

رعیت کو اپنے کیا اونکے ساتھہ | کہ اب شرم اپنی ہے مولا کے ہاتھہ

کہا انکو میرٹھہ مین پہونچا کے آؤ | رسید انکی ہمراہ تم جلد لاؤ

غرض پہلے چلنے سے وہ خوش ہوے | تو خوش ہوکے سرٹیفکٹ دی گئے

لکہا شکر و احسان کا مضمون تہا | سراپا لیاقت سے مشحون تہا

وہ مضمون ایسا تہا کچہہ با اثر | کہ آگے کو دونگا پہر اوسکی خبر

چلی پہر تو چارون طرف خوب تیغ | ہوا کشت و خون ہر طرف بے دریغ

فرنگی کو بس ڈہونڈ پایا جہان | تہ تیغ کرکے کیا بے نشان

زن و بچہ کا خون تہا گو ناروا | پر اونکو بہی چہوڑا نہ بہر خدا

مسدس مولف

اپنے آقاؤن کو مارا ہی گنہ گارون نے | کچہہ کیا پاس نمک کا نہ نمکخوارون نے

کردیا دین خراب آہ جفاکارون نے | حکم مانا نہ خدا کا ہی ستمگارون نے

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کارون نے

ان کو فتویٰ یہہ دیا کونسی دیندارون نے

مجتہد انکا ہے شیطان یہہ باطل ہی جہاد | نہ مدد چاہی ہمراہ سپاہ بیداد

حرص دنیا کی لئے کرتے ہین ناحق دل شاد — دعوی دین ہے اور دین کیا ہی برباد

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کارون نے
انکو فتوی یہہ دیا کونسی دیندارون نے

رحم افسوس نہ آیا انہین معصومون پر — ایسی بے جرمون کے خون میحانہ کیا خوف و خطر
ان کو کیا ترس خدا آئی کہ پتھر ہی جگر — یہہ سیہ دل ہین وہی جنکا جہنم مین ہی گھر

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کارون نے
انکو فتوی یہہ دیا کونسی دیندارون نے

کون سی شرع ہی یہہ کونسا مذہب ہے نیا — زن و بچہ کا نہین ہے کہین بہی خون روا
نہ تو ہی کوئی حدیث اور نہ ہے حکم خدا — فقہ والون نی لکہا اور نہ امامون نی کہا

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کارون نے
انکو فتوی یہہ دیا کونسے دیندارون نے

ان تلنگون نے کیا گرم ستم کا بازار — یہہ وہ کالے ہین کہ دل گورونکا جن سے ہی نزار
سب کہے شیطان مجسم ہین نہین ہین دیندار — شور تاریخ لکہو ان کی سپاہ غدار ۱۲

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کارون نے

انکو فتوی یہہ دیا کونسی دیندارون نے

روان فوجین ہونے لگین صبح وشام
کیا اونکے بٹر گڈنے دہلی مقام

رعیت کا سر ساتہہ اونکے پہرا
دماغون مین سبکے خلل پڑ گیا

نہ آیا نظر آسمان نے زمین
لگے کہنے بیہودہ سب دین دین

کھلا پہر تو دہلی مین وہ رنگ جنگ
نظر آیا محشر کا صاف اوسمین ڈہنگ

چلے گولے دنرات طرفین کے
اوڑے رنگ رخ سے فریقین کے

وہ گولے نہ تہے بلکہ اولے تہے صاف
شب و روز چلتا تہا اونکا گراف

پہاڑی پہ گورے تہے اک سو مین چار پر
بہر اشہر کالون سی تہا بے شمار

رسد بند کردی تہی کالون نے جب
تو گورونکو تہا سخت رنج وتعب

مگر کچھ پہونچتی تہی پنجاب سے
گذر تہا اسی پیچ اور تاب سے

نہ چہوڑی پہاڑی بحالِ تباہ
چلا گولہ او سپر بہی تا پنج ماہ

باین قلتِ فوج وسامان کے
تہے انگریز بہی آن اور بان کے

لڑے خوب جرات سے کالونکی ساتہہ
پہر آخر کو کہیت آیا گورونکے ہاتہہ

رعیت نے دیکہا جو اس حال کو
بدل ڈالا اپنے بہی کچہہ چال کو

لگے لوٹنے مال اور مارنے
سُنا جب کہ کالے ادہر آیئن گے
یہہ سُنتے ہی نکلی زمین پانو سے
چلے چہوڑ ہم سب تو ہر چند پور
ہوئی جبکہ طے نصف میرٹہہ کی راہ
کہ تہی راستہ مین جو ہنڈن ندی
نہ کشتی کا نام اور نہ ڈونگا وہان
کہٹولہ فقط چار مٹکون پہ تہا
ہمارا ہی دس بیس کا قافلا
ہوئے دیکہہ امواج سب دلفگار
سحر سے لگا تہا اوترنے کا وار
چلے وہان سے میرٹہ مین داخل ہوئے
مگر پایا میرٹہہ مین امن وامان
کیا فوج نے گورے کی انتظام

کیا تازہ رنگ اونکی تلوار نے
ہمین جان سے مار وہ جایئن گے
نکلنا ہوا اپنا پہر گانو سے
ولے نانا صاحب رہے وہان ضرر
گئے ہوش اوڑ کر خدا ہے گواہ
چڑہی تہی غضب اوسنے مہلت ندی
چلا باغیون نے کیا بے نشان
اوسی پر مسافر اوتارا گیا
اوسی چارپائی پہ اوترا گیا
کیا ناخدا نے خدا کہہ کے پار
ہوئی شام تک چڑہ کے مٹکون پہ پار
بروز دوم ہوش حاصل ہوئے
چلی دو ہی دن یہان تہی تیغ وسنان
خزانہ بچا یا ہوا اونکا تام

رہی فتح تک اور میرٹھہ مین ہم
الہی تو یہہ معرکہ دور کر
سنا کرتے تہے روز خبرین نئی
سُنا نام اتنے مین اک نانا راو
کیا او سنے یورپ مین وہ قتل عام
ہزارون فرنگی بہائے گئے
ہوا بیلی گارد مین محشر بپا
بہا کالے گورون کا خون اسقدر
غرض جا بجا تہا وہ کالون کا شور
یکایک سُنا یہہ کہ ہرچند پور
کہ پہلے توکی مال کی لُوٹ مار
فراسو کوین اون سے مضروب ہین
کہا اون سے دیدی خزانہ ہمین
نپایا خزانہ تو کر مار دہاڑ

دعا تہی خدا سے یہہ ہی دمبدم
عمل پہر فرنگی کا منظور کر
سنا تے تہے غمخوار اپنے کئی
نہ تہا رحم کا جسکے دلمین لگاو
کہ دریا بہائے لہو کے تمام
بیٹہا ناؤ مین وہ ڈوبائے گئے
کہ سب لکہنو جس سے غارت ہوا
کہ رنگین ہوا جس سے ہر بحر و بر
کہ دم بند گورون کا تہا ادر زور
پڑے آکے کالے اوٹہا وہان فتور
ہوئی پیچھے چابک سی پہر چہیڑ چہاڑ
وہ غالب ہوئے اور یہہ مغلوب ہین
روا ہے ہترا مارا جانا ہمین
اونہین لائی پہر گھر سے باہر لتاڑ

گیا دوسرے گانو آکر مقام
وہان پانچ سو لیکے کہایا طعام

گیا مال اور نقد پر جان بچی
کہ صدقے مین جاسکے وہ دولت گی

یہہ سب کام کرکے وہ چلتے ہوئے
گئے دہلی لڑنے مچلتے ہوئے

بہت دن مین نانا نے پائی شفا
ہوئی صحت اور دور رنج و بلا

یہان کا یہہ سب ذکر چہوڑا یہان
علی گدہ کے آگے سنو داستان

بیان خانہ بربادی وطن بارنج و محن و روپوشی بزرگان بخانہ اہل اسلام مقبول ایزد سبحان واقع علی گڈہ

پلا ساقیا جلد کوئی راحت کا جام
کہ اوس سے ہی کچھہ غم ذرا ہو تمام

نہین اچھے ملنے کا اب آسرا
دوکان ہند مین حشر برپا ہوا

اسیکو مین پیکر کرون کچھہ رقم
کہ حال وطن ہے برا دمبدم

کرون کیا مین رنج علی گڈہ بیان
کہ بند اب قلم کی ہے اوس سی زبان

علیگڈہ پہ زور آزمائی ہوئی
کہ چار و نطرف کی چڑہائی ہوئی

وہ رستہ مخالف کے آنیکا تہا
لڑائی پہ دہلی کے جانیکا تہا

جو آئی وہان فوج کی مار مار
کیا شہر کو لوٹ کر بہر اوجاڑ

شب و روز تھی آمدِ فوج وہان — بہا کرتی کالونکی اک موج وہان
فرنگی رہا تھا نہ اک نام کو — گئے چھوڑ کر دہ در و بام کو
گئے آگرہ مین بہ حالِ تباہ — کہ لی جا کے قلعہ مین سبنے پناہ
عمل شہر مین تھا مسلمان کا — رہا خوف ہر شخص کو جان کا
کوئی صوبہ تھا اور کوئی کوتوال — یہہ ہی فکر تھی لو جان و مال
یکایک تلنگے پڑے لوٹ کر — وہ آئے تھے آمدہ ہو لوٹ پر
مُسلح نظر آتے تھے سب کے سب — صفا کر چکے وہ میرے گھر کو جب
ہوئے جان کے پھر وہ خواہان لعین — فرنگی ملے تو دکھایئن زمین
پڑا وقت والد پہ یہہ آ کے تنگ — بنی جان پر جبکہ دیکھا یہہ رنگ
چھپے جا کے کوٹھہ پہ جانکو بچا — کہ دو ساتھہ اونکے تھے اور اقربا
خدا کو جو منظور جان رکھنی تھی — تو کالونکی آنکھہ اونپہ پڑتے ندی
بہت ڈھونڈا کالونے گھر دیکھہ بھال — بچایا خدا نے اونہین بال بال
مگر صاف گھر کر کے کالے گئے — مکان چھوڑ حق کے حوالے گئے
اوتر بام سے نیچے والد نے آ — نظر ڈالی گھر دیکھا اُجڑا پڑا

کیا شکر معبود دلسے ادا — کہ صدقہ مین جان کے گیا سو گیا

اسی طرح چندی گذارا کئے — بحکم خدا دم نہ مارا کئے

مگر خوف جان کا رہا رات دن — کہ پہر چہڑہ نہ آئین کہین کالے جن

اسی فکر مین تہے پڑا غلغلہ — کہ پہر شہر پر آئی کالی بلا

یہہ سنکر ہوئی شبکو گھر سے فرار — لیا جا کے والد نے باہر قرار

چہپے جا کے وہ اپنے دہوبی کی گہر — گذارے اسیطرح شام و سحر

خبر پا کے کالے وہان بہی گئے — بچایا خدا نے وہ اولٹے پہرے

ہوئی شب تو والد وہان سے اوٹہے — کہ پدرون صاحب کے گھر جا چہپے

غرض جب یہہ دیکہا مصیبت کا حال — تو ہمسایہ سے یہہ کیا جا سوال

ہماری کسیطرح جان کو بچاؤ — ثواب آخرت کا ذرا تم بہی پاؤ

کرون وصف کیا مین اون ہمسایہ کا — کہ ولیون کا سایہ پڑا اون پہ تہا

اگرچہ کہ وہ مرد اسلام تہے — بہی خواہ ہر خاص ہر عام تہے

کہ ہے شیخ خوشوقت علی اونکا نام — رئیس و زمیندار و عالی مقام

تعصب نہ تہا اونکا ہرگز شعار — کیا کالے گورون کو یکسان شمار

نہین رحم ہوتا ہر انسان مین | جو ہوتا ہے تو اہل ایمان مین
اسی سے خوش اقبال مشہور ہین | کہ اولاد و حشمت سے معمور ہین
خدا اون کا رکھے ابد تک قیام | ہمارے وہ جان بخش ہین لاکلام
جو جان بر ہوئے اونسے عیسائی چار | تو اون پر بہی ہو سایۂ چار یار
کہا سب سے دل جمع اپنا رکھو | میرے گانو مین چل کے آرام لو
کہ وہ گھر بہی ہے بس تمہارا قدیم | رہیگا وہان تمپہ فضل کریم
جہان تک کہ بس اور مقدور ہے | حفاظت بدل مجکو منظور رھے
علی گڈھ سے دس کوس تھا وہ مقام | کہ تہا اوسکا سہنول مشہور نام
وہان لیگئے سبکو جرات یہہ کی | تو چارون فرنگی کی بس جان بچی
رکھا گھر مین اپنے اونہین پنج ماہ | رہی ہر طرح اونکی پشت و پناہ
وہ ہین شیخ صاحب بڑے راست دوست | تواضع زگردن فرازان نکوست
نہ تھا کوئی تکلیف کا وہان نشان | خورد و نوش سب تہا مہیا وہان
یہہ ہی روز سننے مین آتی مقال | علیگڈھ ھے باغی ہی بس پایمال
یہہ ہی آگرہ مین بہی ہے لوٹ مار | کہ رہتا شب و روز ہے کارزار

ہزارون ہین قلعہ مین اہل فرنگ ۔ نکلنے کا باہر نہین کوئی ڈہنگ
وئلے عقل و حکمت سے انگریز کی ۔ صفائی بہی پہر آگرہ کی ہوئی
کہ خاکی رسالے بہت کچھ لڑے ۔ ہر ایک سمت کو لوٹ کر کے پڑے
نکل قلعہ سے پہر تو گورے چلے ۔ وہ دہا وہ کیا خون کے نالے بہے
وہ دریا سے خون باغیو نسے بہا ۔ نہ رکھا نشان صاف مطلع کیا
وہ ہی فوج پہر مرتے اور مارتے ۔ علیگڈہ مین بہی آکے دم مین پڑے
وہان بہی پہونچکر کیا قتل عام ۔ ہوا کام کالون کا سارا تمام
مسلمان بہی دہانکے مارے گئے ۔ وہ شوکت کے جہنڈے اوتارے گئے
وہ فوج اگرہ کو پہر الٹی پہری ۔ علیگڈہ کو بہی خوبسا گہر گئی
علیگڈہ مین حکم فرنگی ہوا ۔ عجب ڈہنگ پہر رنگ چنگے ہوا
ایک انگریز بہی ہو کے جج آگیا ۔ لگا کرنے خاطر وہ سب کی سوا
یہہ سنکر میرے والد و عم گئے ۔ کہ جج ان کے ملنے سے راضی ہوئے
کہا شیخ صاحب نے لیجے انہین ۔ جو ممکن ہو امداد دیجے انہین
میرے گہر مین تہے جان بچائی ہوئے ۔ میرے ساتہہ اب ہین یہہ آئے ہوئے

ہوئے شیخ صاحب سے صاحب خوشی
یہہ فرمایا دولتو سے اب گھر رہو
مگر شیخ صاحب نے یہہ بہی کیا
وگرنہ اونہین ملنا سرکار سے
ولے شکر و صبر اونکے حصّہ مین تہا
اگر غور کیجے ولی کا ہے کام
صفت اونکی اب مجہسے ہوتی نہین
اسیطرح اولاد اونکی لیٔق
غرض دولتو صاحب گھر اپنے گئے
ولے بعد دو ہفتہ پہر غل مچا
یہہ سنکر ہوا کاکس صاحب فرار
قلعہ مین وہ جا آگرہ کے چہپا
گئے والد و عم بہی پہر آگرے
کیا فتح دہلی تلک وہان قیام

کہا آپ نے یہہ بڑی بات کی
دعا حکم سرکار کی تم کرو
کہ اس کام کا کچھہ نہ چاہا صلا
بہت مال و انعام دربار سے
لہذا اونہون نے نہ کی التجا
کہ ایسی قناعت کرے وہ مدام
کہ ذرّہ ہون مین اور وہ مہر مبین
کہ میرے وہ سب ہین رفیق و شفیق
رضائے خدا پہ وہ شاکر رہے
کہ آتا ہے کالون کا لشکر بڑا
علیگڈہ کا جو جج تہا عالی وقار
لیا جان کو یون بمشکل بچا
کہ پہر گھر پہ رہنے کے لالے پڑے
رہے مبتلا فکر مین صبح و شام

اب اس ذکر کو چھوڑتا ہون یہان ، کہ دہلی کی ہی فتح لکھنی عیان

بیان فتح دہلی وحصول روزگار بحکم حاکمان والا تبار

پلا اب تو ساقی مئے لالہ فام ، کہ پیکر کرون رنج کا اختتام

دل غمزدہ کو ہو حاصل سرور ، بفضل رحیم وکریم وغفور

یقین تھا کہ ہو فتح دہلی بہی اب ، مہیا ہو سامان عیش وطرب

ہوا حال دہلی نہایت تباہ ، لڑائی رہی راتدن پنج ماہ

نئی آفت اک قلعہ پر آگئی ، خبر کالون نے بادشہ کی بہی لی

کیا کرتے تہے روز حیران اونہین ، پہر آخر کیا گھر سے ویران اونہین

لکھا شہ سے فتوی یہہ تم دو ہمین ، فرنگی کا ہم قتل جایز رکہین

لکھا شہ نے فتوی مین دونگا نہین ، کہ اسطرح جایز نہین ہے کہین

نمانا کیا شاہ کو خوب تنگ ، ہوا شاہ اور قلعہ کا پہر کوڈہنگ

گئے لیکے دس بیس انگریز وہان ، کیا اپنے لوہے کو پہر تیز وہان

وہ بندوق اون پر چلایا کئے ، غضب جان شہ پر اوٹہایا کئے

بُڈھو گو میّان رکھا شہ کا نام ، کیا پہر یہہ کالون نے وہان انتظام

کہ شہزادون کو ساتھہ اپنے لیا ۔ اونہین فوج کا اپنی افسر کیا

بنا کوئی جرنیل اوس فوج کا ۔ فرنگی سے لڑنے کو پکا ہوا

ہوا کوئی کرنیل کالون کا وہان ۔ کہ گورون کو کرنے لگا بے نشان

بنایا کسی کو تو تحصیل دار ۔ رسد دے تلنگونکو لیل ونہار

اور اک اونمین تہا شہر کا کوتوال ۔ مجسم تہا شیطان شیطان خصال

غرض سب نی اپنی چلائی وہان ۔ کی انگریز سے پہر لڑائی وہان

کیا قلعہ اور شاہ کو پہر خراب ۔ ہوا نام گم تخت کا بے حساب

اگر شاہ قلعہ سے آتے نکل ۔ تو حالت مین ہوتا نہ ایسا خلل

پکڑتی نہ مہی نے کبہی شاہ کی ۔ یہہ روٹی نہ لیتا کوئی شاہ کی

سنا کرتے انگریز یہہ سارا حال ۔ کہ رہتی تہی جاسوسون سے قیل وقال

منگائے کئے فوج مغرب بڑے ۔ تو پہر گورے کالونکے پیچہے پڑے

لگا مورچہ جب کہ دہلی کے پاس ۔ اوڑے سب تلنگونکی ہوش وحواس

گہسے گورے کشمیری دروازہ سے ۔ کیا حملہ سب نے اک اندازہ سے

بہا پہر تو وہ خون کالونکا وہان ۔ کہ بازار سب ہوگیا خون فشان

ہوئی پشت پر کھا گئے کالے فرار　　نہ گوردن کے آیا کوئی روبکار

پڑی شہر مین کھلبلی برملا　　لگے بہاگنے جان اپنی بچا

نکل آئے جب قلعہ سے سبکی سب　　کیا قتل گوردن نے ہو پر غضب

اوسی غول مین تھے ظفر بادشاہ　　کسی نے نہ دی اونکو کچھ بہی پناہ

ہمایون کے وہ مقبرے مین چھپے　　کہ دو کوس دہلی سے وہ تہا پرے

خبر پاکے گورے تعاقب کنان　　پکڑ لائے شہ کو وہان سے یہان

کیا پہر نظر بند گورونکے پاس　　گئے اونکے سب ہوش و عقل و حواس

پہر آیا جوان بخت بیٹا صغیر　　رکھا اوسکو بہی پاس شہ کے اسیر

پکڑ آئین بیگم جو تہین تاج محل　　پکڑ لائے گورے کہ تہا اونکو سہل

جوان بخت کی ما جو تہین بے گمان　　اسیر بلا ہو گئے آئین وہان

ہوئی قید جبرنیل وکرنیل بہی　　ملی جنکو کالونکی تہی افسری

بجا پہر فرنگی کا تنبور وہان　　ہوئی کالونکی فوج کافور وہان

لگا جنگی پہر ہونے اک انتظام　　ملین پہانسیان باغیونکو تمام

گئے راجہ نواب پہانسی دے　　کہ باغی ہوئے تھے وہ سرکار سے

وہ جرنیل وکرنیل مارے گئے | بنے باغی اور سر اوتارے گئے

ہوا حکم پہر فوج کو لوٹ کا | تو خوب اوسنے دہلی کو غارت کیا

مہینون تلک شہر لٹتا رہا | بہت مال و دولت کا دریا بہا

اوڑی ملکون ملکون خبر صبح وشام | ہوا فتح دہلی سے گورونکا نام

فتح گڈہ پہاڑی پہ تیار ہو | ہر اک گورہ گورہ عمل دار ہو

ہوئے شہ مقید تو رنگون مین | گئی تیری اولاد سب خون مین

رہا تاج باقی نہ وہ تاجدار | سدا نام خالق رہے برقرار

ہوا جابجا حکم سرکار کا | وہی راج اور وہی ڈنکا بجا

خدا کو لگا تہا برا کچہہ غرور | سزا تہی فرنگی کی اس سے ضرور

اوسے عجز پیارا ہے اور نیک چال | شہ وقت یہی رکہے اسکا خیال

ہوا آگرہ مین بہی سب مطلع صاف | قصوران باغی ہوئے سب معاف

سب انگریز قلعہ سے آئے نکل | گئے جابجا گھر بجاتے بغل

علیگڈہ مین پہر آئے والد میرے | عمل مین وہ انگریز کی خوش رہے

ملا اونکو سرکار سے سیم وزر | لگے کرنے اوقات اوس سے بسر

ہوئی ضبط پہر باغیون کے مکان — ملے خیرخواہون کو وہ بے گمان
ہوئی نصف دہلی بہی مسمار پہر — رہے نام باغی نہ رہنہار پہر
ہوا اس روش لکہنؤ بہی صفا — نشان باغیون کا نہ مطلق رہا
ہوا آگرہ کا بہی نقشہ یہہ ہے — محاذی قلعہ کے صفائی ہوئی

مسدس نظیر اکبرآبادی

جہان مین کیا کیا خرد کی اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہو پنڈت کتہا بکہانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
جو چاہو کوئی یہہ بہید کہولے یہہ سب ہین حیلے یہہ سب بہانے
پڑے ہے بہٹکتے ہین لاکہون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکہا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

یہہ کون جانی کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کرے گا
کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے لنڈہاوے کسے بہرے گا
کسی کے گہر کون ہوئے پیدا کیسکے گہر کون سا مرے گا

کسیکو ہرگز خبر نہین ہے کہ کیا کیا ہے اور کیا کریگا

پڑے بہٹکتے ہین لاکھون دانا کڑورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکہا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہین ہے شادی کہین غمی ہے
کہین ترقی کہین تنزل کہین گمان اور کہین یقین ہے
کوئی گہستا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے
یہہ بہید اپنا وہ آپ جانے کسیکو ہرگز خبر نہین ہے

پڑے بہٹکتے ہین لاکھون دانا کڑورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکہا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہین کوئی مکدر کوئی صفا ہے
کسیکی سر پر ہے تاج شاہی کسیکے شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیری مین دل خفا ہے
سبہون کو اس جا خیال آیا یہہ حق کی قدرت کا گنجفہ ہے

پڑے بہٹکتے ہین لاکھون دانا کڑورون پنڈت ہزارون سیانے

جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجیب طرح کا یہہ حال ہے گا کہئے گا کہمند کہئے و یا کہمندا

نہ چھوٹے چیونٹی نہ چھوٹے ہاتی نہ کوئی وحشی نہ کوئی پرندا

سبہونکی گردن پھنسی ہی اسمین کسیکا ٹوٹا نہ ایک پہندا

نظیر اتنی مجال کسکی کہان خدا اور کہان یہہ بندا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے

جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

حاصل ہونا روزگار کا اس خاکسار کو بعد فتح دہلی سرکار دولتمدار سے اور عطا ہونا دیہات کا نانا صاحبکو بہ جلدوی خدمتگذاری افسران سرکاری

پلا مجہکو ساقی وہ جام نشاط
کہ طرفہ بچھاؤن خوشی کی بساط

چلے او سپہ دور اب دما دم تیرا
پرانا ہوا دور پھر کر نیا

ہوا جب کہ برباد ہر چند پور
فراسو کوین کا بدن سب تہا چور

چلے ہو کے مجبور وہ گانو سے
تو میرٹھ مین آکر فروکش ہوئے

تلنگونکی ضربون سے تہے وہ اوداس
نہ کوڑی نہ پیسا رہا کوئی پاس

کہ باغی نے اک پیسہ چھوڑا نہین
نشان مال زر کا نہ تہا کچھ نہین

اسی باعث اونکی پہری اب نظر
تہا ہم دونو بہائی کو فکر بشر

کہا تم کرو کچہہ تلاش معاش
کہ بیٹھے سے ہے اب جگر پاش پاش

بغیر اسکی اب کسطرح گذرے گی
کہ گھر مین رہا ہے نہ کچھ خاک بہی

فقط ایک پنشن ہماری ہی یہان
سو وہ بہی ہین اک مختصر کوڑیان

حقیقت مین گاڈی ہے چلتی کا نام
وگرنہ بڑا چہوٹا آئے نہ کام

یہہ کہکر گئے وہ کمشنر کے پاس
ہمین لیگئے اور کیا التماس

کہ ہے فتح دہلی سے ہمکو سرور
ہوا خواہ ہم ہین تمہارے ضرور

کرو دستگیری یہہ دو ہین پسر
مین بوڈہا ہوا ان کی تم لو خبر

اوسی دم لکہی چہٹی اور اونکو دی
کہ جاؤ یہہ پائینگے اب نوکری

گئے ہم جو گوڑگانوہ حاکم کے پاس
گذاری وہ چہٹی کری التماس

ادہنون نے مجہے کر دیا کوتوال
کہ جاؤ ریواڑی وہان ہے زوال

کروگے وہان کا جو تم انتظام
یقین ہے ملیگا ترقی کا کام

غرض مین روانہ اوسی دم ہوا
گیا غم میرا شاد و خورم ہوا

مگر چھوٹے بھائی جو تھے در گئے ۔ کبھی گھر سے باہر وہ نکلے نہ تھے

بروز دویم وہ روانہ ہوئے ۔ یہہ سن شاد خویش و بیگانہ ہوئے

صعوبت کی برداشت اونکو نہ تھی ۔ کری چاکری تھی نکوئی کبھی

رہے ناز پروردہ تھے عمر بھر ۔ زمانہ کی اون کو نہ تھی کچھہ خبر

مگر ہم تھے مشتاق اور کردہ کار ۔ مصیبت بھی ڈرتی تھی لیل و نہار

گئے ہم رواڑی کیا انتظام ۔ رعیت کو خوشنود رکھا مدام

گذارے وہان ہمنے تا چار ماہ ۔ ہوا راضی حاکم بھی عالم پناہ

تھے ولیم فورڈ نام عالی مقام ۔ سپرد اونکے تھے اون دنون چند کلیم

کمشنر وہ پرمٹ کے تھے اوس گھڑی ۔ ترقی ہماری اونہون نے بھی کی

کیا چھہ برس ہم نے پرمٹ کا کام ۔ رہے ملک باگڑ مین ہم شاد کام

اِس عرصہ مین گھر کا سنا پھر یہہ حال ۔ فراسو کوین ہو گئے مالا مال

کمشنر نے جب خیر خواہی لکھی ۔ گورنر نے خوش ہو کے قدر اونکی کی

وہ حاکم جو دہلی سے آئے تھے وہان ۔ سراپا کرم منصف و قدردان

اونہون نے بھی لکھہ خیر خواہون نام ۔ دیا تھا جو ہر چند پور کے مقام

سعی اونمین ایسی ہوئی تہی رقم
ہوئے تین قریہ فراسو کے تام
وہ ہی قدردان اپنے کام آگئے
کیا ذکر ان کا تہا اوپر سبہی
خدا انکو ہر دم رکھے شاد کام

کیا اوس پہ سرکار نے یہہ کرم
گورنر نے خوش دیئے لا کلام
وہ ہی یہہ زمیداری دلوا گئے
انہین کی بدولت یہہ دولت ملی
طفیل مسیحا علیہ السلام

نوحہ رنج وملال از حادثہ انتقال برادر عزیز جان کوین پیش و فراسو کوین صاحب رئیس ہرچند پور ضلع میرٹھ

نہ دے مجکو ساقی تو اب تازہ جام
کرون کیا زمانہ کی خوبی رقم
برادر جو رہتے تہے ہرچند پور
رہا کرتے تہے وہ تو نانا کے پاس
لیا گود نانا نے اونکو جو تہا
یکایک ہوئے ہیضہ مین مبتلا
مرض ہے یہہ سخت اور ہے لادوا

مین چکر مین آیا میرے سر کو تہام
خوشی ہے بہت کم زیادہ ہی غم
اونہین گھر کے ہی کام سے تہا ور
اونہین ہر طرح پر تہی نانا سے آس
تو نام اپنا کوین بہی اونکو دیا
دوائین بہت کین نہ پائی شفا
خدا ہی کے ہاتہو ہے اس سے شفا

غرض تیسرے دن ہی وہ چل بسے — یہہ داغ اپنا نانا کو بہی دے گئے

اجل کے وہ ہمراہ روانہ ہوئے — مُرادونکے دن فسانہ ہوئے

کیا جا کے جنت اونہون نے مقام — ہوا کام بس ماندونکا یہان تمام

ہوا حال نانا کا ایسا تباہ — لکہون کیا مین اوسکو خدا ہے گواہ

وہ رو رو کے سر اپنا پیٹا کئے — بپا حشر تہا اونپہ ہر دوسرے

یہہ کہتے تہے ثمر تہا میرا میان — مجہے چہوڑ کر تم گئے ہو کہان

مجہے ساتہہ اپنے لیا کیون نہ ہائے — مجہے کس پہ چہوڑا یہان تم نے وائے

مین اب جی کے یہان کیا کرونگا بہلا — کہ ہے جیتے جی مجہکو مرنا روا

یقین تہا کہ پہلے تو جان دینگے ہم — رہے گا تمہارا یہان دم قدم

جلاؤگے مرقد پہ میری چراغ — رہے گا میرا نام روشن نہ داغ

دکہایا فلک نے یہہ اولٹا مجہے — کہ جیتا ہون مین اور تم مر گئے

زمین جائے پہٹ تو سما جاؤن مین — کہان تمسا فرزند اب پاؤن مین

نہین جائیگا یہہ کبہی دلسے غم — ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

گئے چہوڑ اک دختر خورد سال — حمل مین تہا پر دوسرا نونہال

اوسی دیکھکر سینہ ہوتا تہا شق
ہوائین اوڑا کرتین موہنہ ہوتا فق

بجز صبر کچھہ اسکا چارہ ناہین
رضائے خدا مین اجارہ نہین

غزل مولف در نوحہ برادر

صدمہ مرگ یہہ گلعذار دیا
دل لیا رنج بے شمار دیا

زندگی ہے بشر کی مثل حباب
موت نے پہلے یہہ پکار دیا

جانکر اِس جہان کو دار فنا
حکم رب نے نہ پایدار دیا

اِس طلسم جہان مین ہمکو فلک
گھہ بگاڑا گھے سنوار دیا

ہے یہہ شکوہ خدا سے چلتی وقت
ساتھہ اپنے نہ کوئی یار دیا

ہائے گلچین نے یون کیا تقسیم
گل لیا آپ ہمکو خار دیا

دل دُکھاتی ہے کسلئے الفت
اوس سے پوچھونگا جسنے پیار دیا

ہے فنا سبکو جانتے جب ہو
دل کو کیون رنج بار بار دیا

بام جنت پہ چڑھ کے تمنے بتش
شور کو دل سے کیون اوتار دیا

الہی غم ہوا تہا نہ یہہ اختتام
فلک نے دیا دوسرا غم کا جام

فراسو گوین تہے جو اک کبرسن
قریب آگیا آخری اونکا دن

نواسہ کے غم نے اونہین کہا لیا
بُرا ہوتا ہے داغ اولاد کا

رہے دو برس تک وہ افسردہ دل
پہر آخر بہت ہو گئے مضمحل

تہے پہلے سے مفلوج بہی وہ قدیم
علاج اونکا سب کر چکے تہے حکیم

مرض وہ گیا اونکے دم کے ہی سات
کہ جیتے جی اوس سے نپائی نجات

خلل ہو گیا اون کو اسہال کا
ہوئے جب وہ اس حال مین مبتلا

تو میرٹھ سے آئے بہ ہر چند پور
کہ ہوگا علاج اسکا وہان بالضرور

وہان پانچ دن تک وہ زندہ رہے
دوا اور شفا سے وہ عاری ہوئے

چھٹے روز آیا پیام اجل
گئی روح قالب سے دم مین نکل

گیا جا کے دار البقا مین مقام
دیا چہوڑ دار الفنا کا قیام

ہوا سُنکے پرمٹ مین یہہ مجکو رنج
فراہم ہوا رنج کا دل پہ گنج

کہ سایہ بزرگی کا اب اوٹھ گیا
نہین کوئی سر پہ ہمارے رہا

مسدس نظیر اکبرآبادی

دُنیا مین کوئی خاص نہ اور عام رہیگا
نے صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا

زر دار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا | شادی نہ غمِ گردشِ ایام رہیگا

نہ عیش نہ دُکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا

یہہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبدِ ازرق | یہہ چاند یہہ سورج یہہ ستارے ہیں معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق | سب ٹہاٹہہ یہہ اک آن میں ہو جاینگا ہو حق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہیگا
آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہے کوئی خلق میں مشہور | یا کشف و کرامات میں ہی صاحب مقدور
یا ایک کا ہے نام و نشان خلق میں مذکور | اک دم میں پلک مارتے ہو جاینگی سب دور

مستور نہ مشہور نہ گم نام رہیگا
آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہیں کوئی اونسے یہہ پوچھو | دارا و سکندر رہ گئے آہ کدہر کو
مغرور ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو | اس دولت و اقبال پہ مت پہولو امیرو

نہ ملک نہ دولت نہ سرانجام رہیگا

آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختاری کی غرّہ سے جو کرتے ہین سدا کام
جب آکے فنا ڈالیگی اک گردش ایام

یا جبر سے مجبوری کی رکھتے ہین کئے دام
اک آئین اوڑ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا
آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہہ شعر و غزل اب جو بناتے ہین زبانی
دیواں بنایا کوئی قصہ کہ کھانی

آگے ہی بہت چہوڑ گئے اپنی نشانی
کچھ باقی نظیر اب نہین سب چیز ہی فانی

خمسہ نہ غزل فرد نہ ابہام رہیگا
آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

گیا لیکے رخصت مین ہر چند پور
کہ بعد اون کے ہم سے نظر پھر گئی
یقین تھا گورنر کا انعام سب
مگر وہان جو دیکھا تو تہا اور طور
وصیّت تمامی او سے کر گئے

تو دل مین اوس عورت کے دیکھا فتور
جو باہر کی عورت ہے کسکی ہوئی
ہمین لکھ گئے ہون گے لاریب اب
کہ مرنے سے پہلے کھلا گل کچھ اور
اوس عورت کا دم مرتے دم بھر گئے

عطیہ گورنر کا اور اپنا مال — دیا اوسکو ہمکو کیا پایمال

وصیت رجسٹر پہ بہی چڑھ گئی — مکمل وہ سرکار سے پھر ہوئی

یہہ سنکر نکلنے لگی تن سے روح — رہے ہوش باقی نہ فکر فتوح

الہی یہہ کیا حشر برپا ہوا — کہ مورث گیا خاک مین گھر ملا

رہے مونھ کسی کو دکہانیسے ہم — ہوئے بے ٹھکانے ٹھکانیسے ہم

خدا ایسی عورت سے سبکو بچائے — کہ جادو کی پوریہ سے یہہ سوائے

یہہ ہشیار ہوتی ہے سب کام مین — خردمند کو دم مین لے دام مین

فراسو کوین تھے بڑے باوقار — تھے عالی منصب اور پڑہے بیشمار

ولے دام تزویر مین پھنس گئے — لیے غیر کے دل ہین بے بس گئے

نہ اولاد کا پھر کچھ آیا خیال — کیا حق تلف سبکا اور غیر حال

لکہا کچھ نہ بی بی کی اولاد کو — سنیگا خدا اوسکی فریاد کو

کہ رازق مطلق وہ سب کا ہی حق — پسند اوسکو ناحق نہین بلکہ حق

سمجھ اسکو سچ ہم بہی چپ ہو رہے — خدا سب کا ہے سوچ مین کیون پڑے

اوسی نے کیا پیدا اوری ہی جان — وہی دیگا تا زندگی ہم کو نان

مگر دل پہ تھا اک برادر کا غم
دوم نانا صاحب کا رنج والم

اور اوس پر یہہ طرّہ ہوا تیسرا
کہ روٹی گئی اور گھر ہی چھٹا

غرض ہم اوس عورت سی رخصت ہوئے
گئے نوکری پر یہہ حسرت لئے

تنزل پڑنا روزگار پرمٹ مین بہ گردش چرخ کجرفتار ناہنجار بعدہ پھر ہونا خانہ نشین بادل اندوہگین

پیون خاک ساقی مین جام خوشی
کہ قسمت مین میری لکھی ہے غمی

نظر کیا کہین تیری مجکو لگی
اوترتا گلو سے نہین جرعہ بھی

ہلاہل ملا کر اگر دے شراب
تو ہوگا تجھے اک بڑا ہی ثواب

کہ مین جان سے اپنی اب تنگ ہون
جو آئے اجل اوسکے مین سنگ ہون

ہوا پھیر تقدیر کا پھر عجب
کہ بگڑا بنا کھیل میرا وہ سب

جو ہوتی ہے میعاد ہر کام مین
نہو وے کم و بیش انجام مین

یکایک نصیبون نے دھکا دیا
کہ پرمٹ سے ہی پھر جدا ہو گیا

چلی میرے گلشن مین باد خزان
کہ رنگ اوڑ گئے خار دیکھے وہان

ہوئے غم پہ غم ہائے میرے نصیب
پھرا پھر زمانہ بہ حال عجیب

نہ سمجھے کہ یہہ چرخ کا پھیر ہے
کہ پرمٹ مین ہوتا یہہ اندھیر ہے

بدل کر وہ پٹ رول آیا وہان
جو مشہور ہے پٹ تہا اندر جہان

بسانہ کی چوکی پہ مامور ہم
مہم مین وہ منحوس لایا قدم

عدو تہا وہ اگلے جنم کا میرا
کہ آتے ہی برہم وہ مجھسے ہوا

بہرا پہر شکایت کا میری جو دم
کمشنر کو جہوٹا کیا کچھہ رقم

کمشنر تہا میرٹھ مین کچّا مسان
لکھے کو گیا او سکے فی الفور مان

مثل کو نہ دیکہا نہ کچھہ پہر سُنا
تنزلِ کا وہ حکم دے ہی دیا

یہہ سنکر مین ششدر رہوا اور زار
یہہ کیسی بلا آئی پروردگار

نہ میری خطا تہی نہ کچھہ تہا قصور
ہوا کیون یہون سنگِ ستم سے مین چور

گیا پیش حاکم کلان پہر اپیل
سنی او سنے میری نہ کچھہ بہی دلیل

کہ منٹگمری صاحب تہا سب سے کلان
گورنر تہا پنجاب کا بے گمان

رہا مدتون حکم کا انتظار
غریبون کی سُنتا نہ تہا زینہار

گذر گئی میری اوسپر پکار
کیا درد کو اپنے پہر آشکار

تو اوسپر یہہ ہی حکم صادر ہوا
تمہاری مثل کا نہین یہان پتا

نہین پیش ہرگز وہ پیش حضور
لکھا جاتا ہے اطلاع ضرور

یہہ سنکر میرا ہوش پران ہوا
مثنہ مثل کا روانہ کیا

چٹہا ڈاک گھر کے رجسٹر پہ تہا
لفافہ جو پہلے تہا بہیجا گیا

رسید اوسکی اب من نے بہیجی وہان
کہ تصدیق کردیگی میرا بیان

چٹہا حکم اوس پر مگر یہہ چٹہا
کہ ہو گے معطل جو پہر دق کیا

یہہ انصاف پاکر لیا دل کو تہام
تہی سکتہ کی حالت اجل کا پیام

سُنا مینے لوگون سے پہر جا بجا
کہ پرمٹ کا ہے محکمہ بے سرا

کمشنر ہی تک اسکا ہے حکم خاص
نہین سُنتا آگے کوئی التماس

جو اوسوقت گذری خدا ہے گواہ
کہ دل پر تہا صدمہ لبون پر تہی آہ

تنزل سے استعفا پہر دیدیا
ہین پرمٹ کو اک پوچ سمجہا کیا

پہر اوس روز دل یہہ کہتا ہوا
کہ انگلش کی ہے نوکری بے مزا

رہا کچھہ اب انصاف اصلا نہین
شریفون کا انصاف ہوتا نہین

پہر آئے وہانسے بہ ہرچند پور
تہا سنگ حوادث سے دل چور چور

ہوا یہہ اوس عورت پہ بہی آشکار
نہ پردہ رہا اوس سے کچھہ زنہار

بظاہر وہ خاطر تو کرتی میری
مگر دل مین جو بات تہی وہ ہی تہی

یہہ ہی دل مین تہا اوسکے جمنی بنایٔن
رہین چند روزہ کہین پہر یہہ جایٔن

ارادہ تہا قایم ہو وارث میرا
اوسے یہہ ریاست مین دون برملا

کوئی ہندوا اپنا بناکر پسر
حوالہ کردن گھر اوسے سر بسر

کہ جس سے رہے میرا نام ونشان
فراسو کا گم ہو نام اور نہان

بولایا پہر اک شخص جیپور سے
چلی چال وہ مکر اور زور سے

کہا یہہ بہتیجا ہے میرا ضرور
رہیگا یہان پر کہ ہے ذیشعور

بتایا کہ ہے رام سنگہ اسکا نام
ہے رجپوت ہم قوم عالی مقام

کہا میرا اور اسکا مذہب ہے ایک
دوئی کچہہ نہین اسمین اور ہی یہہ نیک

کریگا جو اب آکے یہان یہہ قیام
تو ہو جایٔگا اس سے خوب انتظام

غرض آگئے وہ میری روبرو
بڑی ٹہاٹ سے پہر رہے دوبدو

میری تاک مین رہتی پر صبح وشام
کہ یہہ جایٔن باہر تو ہو میرا کام

ملیگی مجہے یہہ بہی جایداد
پہوپی صاحبہ ہین بہت مجہسے شاد

مگر میرے رہنے سے دونو خموش
پہوپی اور بہتیجہ کے اوڑتے تہی ہوش

نظر آیا جب مجکو یہہ رنگ ڈہنگ — تو کارندون کو پہر لیا اپنی سنگ
کہا اونسے یہہ گہر چلا صبح و شام — جو ممکن ہو تم سے تو لو اسکو تہام
یہہ جم جائینگے باگڑی جب یہان — تو گم ہو گا مورث کا نام و نشان
جو تم حق بجانب میرے ساتہہ ہو — تو بہتر ہے ورنہ مجہے جانے دو
ریاست کے دو تہے وہان غمگسار — سپرد اون کے تہا کلہم کاروبار
یکے شیخ صاحب دوم لالہ جی — پرانے نمک خوار ہی تہے یہہ ہی
اوس عورت کا تہا ان پہ دار و مدار — بغیر ان کے کرتے نہ کچہہ گہر کا کار
ولے خوف تہا شیخ کا بر ملا — کہ کچہوہ کو اس ذات نے دی دغا
وہ حاوی رہا کرتا اوسپر مدام — اور اوس پر یہہ طرّہ کہ مختار عام
میرے وہان سے جانیکا مانع ہوا — مگر ساتہہ ہے اوسکے طامع ہوا
کہا کچہہ مجہے دو تو مین روک لون — ریاست بہتیجہ کو دینے نہ دون
یہہ پیغام آیا میرے پاس جب — تسلی ہوئی دل کو یک گونہ تب
کہ وہ دشمن جان تہا میرا بہی — ہمیشہ کیا کرتا میری بدی
وہ کہتا تہا جب تک نہو میرا کام — انہین حق سے محروم رکہون مدام

نہ ہاتہہ آیا کچھ ان سے میرے ادہر — تو مل جاؤن گا باگڑی سے ادہر

مجھے خوب تصدیق اسکی ہوئی — زبان باگڑی نے بہی یہہ اوسکو دی

کہ کردینگے ہم تجکو از حد نہال — نواسہ کو تو دے یہانسے نکال

مگر حاکمون نے ڈرایا اوسے — خبردار ہو شیخ اِس مکر سے

جو حق تلفی حقدار کی تونے کی — تو بکہریگی محشر مین مٹی تیری

بنے جسطرح باگڑی کو نکال — خدا تجہسے خوش ہو کریگا نہال

دیا شیخ پہر تو یہہ تدبیر کی — کہ قابو مین اپنے وہ عورت رکہی

کہا جب تلک یہہ نواسہ نہ جائین — ابہی آپ کچہہ بہی زبان پر نہ لائین

یہہ سمجہا اوسے کام کرتا رہا — ولے اپنے مطلب سے غافل نہ تہا

کہ ہمراہی پٹواری اپنا کیا — سو وہ بہی تہا معقول حد سے سوا

تہے لالہ بہی حق بین اور خیر خواہ — طمع سے تہے خالی خدا ہے گواہ

ہمیشہ کہا کرتے وہ خیر کی — کہ دیکہو تمہارا ہے گہر شیخ جی

تم اب اسکو برباد ہونے ندو — بہلا ہو گا تم اِس بہلائی کو لو

پڑو حق بجانب کی تم بات مین — دل عورت کا لو اپنے تم ہاتہہ مین

کیا اک برہمن نے بھی یہہ کلام
کہ ہے شیخ تیرے ہی ابات کام

فرنگی کا گر ہوگا تو دست گیر
کرینگے ثنا تیرے برنا و پیر

برہمن کو بلرام کہتے تھے وہان
گرو گرچہ عورت کا تھا بے گمان

ولے اوسکے دلمین اوتر آیا رام
لگا حق کی باتین وہ کرنے تمام

کھا دیبی پرشاد لالہ نے بھی
کہ بلرام سچ کہتے ہین شیخ جی

عظیم الدین تھا نام اوس شیخ کا
کہ تھا سو مین وہ ایک سلجھا ہوا

ذرا کہنے سُننے سے خوش ہوگیا
ستایش سے بی علم کا دل بڑھا

کھا شیخ نے پھر اوس عورت سے جا
ہے ایک عرض میری جو سنئے ذرا

کہ بالفعل رہنا بھتیجہ کا یہان
نہین مصلحت پیش دانشوران

چلے جاینگے جب نواسہ کہین
بولا لینگے پھر اونکو فوراً یہین

اگر اب لکھوگے ریاست مین نام
تو تکرار ہوجاے گی لا کلام

کریگا نواسہ بھی دعوی ضرور
پڑیگا عدالت مین پھر یہہ فتور

اگرچہ ہے سب آپکو اختیار
مگر ہوگا برباد زر بے شمار

نواسہ کو رہتی ہے فکر معاش
وہ پھر جانے والا ہین پھر تلاش

یہان چند روز رہے اونکا مقام
وہ رہنے کے ہرگز نہین ہین مدام

یہہ سُنکر بہتیجہ کو رخصت کیا
جو لینا تہا وہ خوب سا لے گیا

ولے راز اوس شیخ کا پا گئی
خموشی کو پہر کام فرما گئی

کہ بے شک فرنگی سے ہی یہہ ملا
جو کہتا ہے مطلب کے پہلو بچا

وہ عورت جہان دیدہ بسیار تہی
زمانہ سے اچہی خبردار تہی

رہی چندے خاموش سمجہی یہہ کام
نہو گا نہ بے شیخ کے انصرام

رہے تہا مگر دین ارمان یہہ ہی
کہ یہان آئینگے کب میرے نان جی

رکھا نان جی تہا بہتیجہ کا نام
اوسے یاد کرتی تہی وہ صبح شام

خوشی ایک دن وہ ہوئی سرسری
کہا پا کے دل شیخ نے اوس گہڑی

جو منظور ہو آپ کہہ دیجئے
سمجہکر اوسے پہر لکہا لیجئے

مین نوکر قدیمی ہون سرکار کا
کرونگا مین حقِ نمک کو ادا

مین اسطرح لکہہ دونگا پوشیدہ کر
فرنگی تلک ہو نہ اسکی خبر

وہ بولی کہ کُل تمکو ہے اختیار
میرا مدعا تمپہ ہے آشکار

غرض حکم یہہ اوس سے لے شیخ جی
ہوئے پہر تو آمادہ لکہنے کو بہی

لکھایا اونہوں نے سبھی میرے نام ‏ پھر اونہین کیا اپنے مطلب کا کام

کہ دو ثلث اک موضع کا خود لیا ‏ اور اک ثلث لالہ کو اوس نے دیا

رہا وہ عدالت تلک برقرار ‏ کہ کاتب بڑا ہی تہا ایمان دار

ملا حق بہی کاتب کو اسکا بڑا ‏ ولیکن نہ اوس نے لیا ایک ذرا

کہ مشہور ہے خوب چند اوسکا نام ‏ بہرا خوبیوں سے ہے وہ لاکلام

تسلی ہوئی جب یہہ تحریر کی ‏ خبر کچھ ملی اپنی تقدیر کی

اوٹھائی بہت ہمنے تکلیف بہی ‏ وہاں سے ولیکن نہ ٹلتے بنی

کہا اہل کاروں نے راحت ہے یہہ ‏ کہ تکلیف اللہ کی رحمت ہے یہہ

کوئی دنین انجام ہوگا بخیر ‏ نکل جائیگی سب یہاں سی یہہ غیر

جو تم جاؤگے یہاں تو کچھ پاؤگے ‏ وگرنہ تم آخر کو پچتاؤ گے

بالاخر ہے اونکی ہمت سے ہم ‏ گئے جان و دل سے وہاں ہم بہی جم

گذارہ کیا دو برس تک وہاں ‏ بہ فضلِ خدا اور مسیح الزمان

پھر ناگاہ مہر رزاق عالم کا اپنے حال پُر ملال پر اور وفات پانا بائی صاحبہ مالک ہرچند پور کا بہ عارضہ لسنوان بہ حکم یزدان

پلادے وہ ساقی مے خوشگوار
بہت دن سے مین غم اوٹھایا کیا
خدا نے دیا رنج سے اب نکال
نہین کہلتا ہے اوسکی قدرتکا بہید
یہہ قول حسن یہان خوش آیا مجھی
اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار
یکایک وہ بیمار بائی ہوئی
خلل ناف سرکا اوسکو مدت سے تہا
اوٹھا کرچہ اُس مین بہت سیم و زر
رہی اوسکی تدبیر تا بست سال
بجز حکم شافی شفا ہے نہین
کہا کرتی اکثر وہ دن اور رات
یہہ ہی سوچ کر کچھہ دوا بند کی
غرض وقت چلنیکا جب آگیا

شگفتہ میرا غنچۂ دل ہو یار
کرون غم غلط اوسکو پیکر ذرا
خوشی سے کیا پہر مجھے مالا مال
کوئی ہو نہ اوس سے کبھی نا امید
کہ قدرت نے اوسکی دکہایا مجھی
نہو اوس سے مایوس امیدوار
ضعیفی کی جو تہی دبائی ہوئی
رہا کرتی تہی اوسمین ہی مبتلا
دوا اور دعا مین نہ پایا اثر
معالج ہوئے چند صاحب کمال
دوا ہے نہین اور دعا ہے نہین
مرض جائیگا یہہ میرے دم کے سات
خدا پر یہہ بیماری پہر چہوڑدی
اوسی عارضہ نے لیا آدبا

یکایک یہی چنگی گھبرا گئی | پریشان بستر پہ ہی جا پڑی
اسیطرح وہ آٹھہ دن تک رہی | نہ اپنی کہی نے کسیکی سُنی
نہ کھانیکو مانگا نہ کھایا گیا | فقط پانی پیکر گذارا کیا
نوین دن پھر آیا پیام اجل | گئی بولتی بولتے جان نکل
کسی سے نہ خدمت کو اپنی لیا | اوسے مرتے دم تک مگر ہوش تھا
اوٹھے بیٹھے جرات سے اپنے تمام | کسی سے مدد کا بھی لیتی نہ کام
اگرچہ تھی ستّر برس کی ضرور | مگر دل کی مرد اور خبر دین تھی ور
نہ بوڑھا رہیگا یہان نے جوان | روانہ سبھی ہوینگے بیگمان
فقط جو رہے گی تو نیکی مدام | یہہ ہی یادگار جہان ہے مدام
یہہ دو دن کا جینا ہے مثلِ حُباب | یہہ سب کارخانہ ہے مثلِ سُراب
اسی پر یہہ جھگڑا ہے سب جابجا | کہ لڑتے ہین کہکر یہہ میرا تیرا
خدا کو بھی جاتے ہین دولت پہ بھول | پڑھے اور لکھے اور عقیل وجہول
نہ خوفِ قیامت ہے انکو ذرا | نہین جانتے پیش آئی گا کیا
لیا جائیگا نیک و بد کا جواب | نہ خالی رہیگا کوئی بے حساب

بند مخمس نظیر اکبر آبادی

مت حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دلیس بدلیس پھرے مارا
قضاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدہیا بھینسا بیل شتر کیا گونین ملا لبا ڑا
کیا گیہوں چانول موٹھہ مٹر کیا آگ دہواں انگارا
سب ٹھاٹ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدہیا لادے بیل پھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا کھاتا آوے گا
قضاق اجل کا رستہ مین جب بھالا مار کر آوے گا
دہن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا
سب ٹھاٹھہ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہو تلوارون پر مت بھول بھروسے ڈہالون کے
سب پتہ توڑ کے بھاگین گے موتہہ دیکہہ اجل کے بھالونکے
کیا ڈبے موتی ہیرونکے کیا ڈہیر خزانے مالون کے

کیا بُغچے تاش مُشجّر کے کیا تختہ شال دوشالونکے

سب ٹہاٹہہ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

جب چلتے چلتے رستہ مین یہہ گون تیری ڈہل جاویگی

ایک بدہیا تیری مٹی پر پہر گہاس نہ چرنے پاویگی

یہہ کہیپ جو تونے لادی ہے سب حصونمین بٹ جاویگی

دہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی

سب ٹہاٹہہ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے ہین کیون مرتا پہرتا ہے بن بن

ٹک غافل دل مین سوچ ذرا ہے ساتہہ لگا تیرے دشمن

کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن

کیا مندر مسجد تال کوئین کیا گہاٹ سرا کیا باغ چمن

سب ٹہاٹہہ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

جب مرگ پہرا کر چابک کو یہہ بیل بدن کا ہانکیگا

کوئی ناج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سئے اور ٹانکیگا

ہوڈہیر اکیلا جنگل مین تو خاک لحد کی پہانکے گا
اوس جنگل مین پہر آہ تنظیر اک تنکا آن نہ جہانکے گا

سب ٹہاٹہہ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

غرض اوسکو منزل پہ پہونچا دیا
بنایا تہا جو اوس نے اپنا دہرم
اگرچہ تہی سر پہ سنگ وہ سر بسر
جو کچہہ دینا تہا اوسپہ وہ بہی دیا
بنائی نہ تہی اوسنے نانا کی قبر
نہ تہا وہان برادر کا کوئی مزار
گئی یہہ خبر حاکمون کے حضور
کہ بائی جو تہی مالک دیہہ و مال
ہوئے پیش حاکم سے ہم بہی طلب
مسماۃ کی مُہر ثبت اوسپہ تہی
گیا حکم حاکم کا تحصیل کو

بڑی دہوم سے اوسکا مرنا کیا
کیا اوسطرح پر ہی کریا کرم
ہمین بحث کچہہ تہی نہ اوسوقت پر
کہ نانا کا نام اپنے اچہا کیا
اوسے بہی بنا کر کیا ہمنے صبر
اوسے بہی بنا پہر کیا اور کار
کہ خالی ہوا آج بہ چہنڈ پور
قصا راہوا اوسکا آج انتقال
دکہائی وصیت جو اوسکی تہی سب
شہادت بہی مختار کی تہی لکہی
کہ تحقیق کر کے رپوٹ اسکی دو

وہان سے رپوٹ آئی اسباب کی
کہ وارث بہی اور ہے قابض بہی

عذر دار ہونا زوجہ برادر مرحوم کا سرشتہ کلکٹری مین اور درخواست اندراج نام طفلان نابالغ کی داخل خارج مین

ضرورت نہین مجکو ساقی تیری
مجہے دے نہ دے یہہ خوشی ہی میری

مین غم کے ہی نشہ مین سرشار ہون
اسی مین ہمیشہ گرفتار ہون

دلیہ کی جانب سے گذرا سوال
کہ بچہ بہی ہین وارث نصف مال

تمنا ہے چڑہ جاے انکا بہی نام
ہو انصاف حاکم سے انکا بہی کام

کلکٹر خفا مجہسے ہو جل گیا
یہہ بچون کو کرتا ہے حق سے جدا

کیا اوس نے داخل مخارج نہ صاف
شکایت لکہی صدر کو برخلاف

سمجہہ مین نہ آئی کچہہ اوسکی یہہ بات
نہ کی کچہہ وصیّت پہ بہی التفات

اوسے صدر سے خوب آئی لتاڑ
ہوا پہر خموش اور بہت شرمسار

یہہ حکم آیا تمکو نہین اختیار
نہین دخل دیوانی مین زینہار

یہہ بے ضابطہ ہے تمہاری رپوٹ
سراسر نظر آتا ہے اسمین کھوٹ

جو قابض ہو داخل کرو اوسکا نام
فریق دوم کو یہہ دو حکم عام

که دیوانی مین اپنا دعوی کرو — اور امید ہمسے نہ تم کچھہ رکھو

کلکٹر نے یہہ حکم اون کو دیا — تو گردن ہی پہرا اونکی لوٹی ذرا

ہوا نام داخل ہیرا مال مین — نہ بن آیا کچھہ اونکو اس حال مین

ہے اک گانو ہرچند پور کے قریب — که نام اوسکا ڈولہ ہے بیڈول عجیب

وہان رہتی تہی اک زنِ فاحشہ — که بیسون بِسہ بیسوا سے سوا

ولیہ کی تہی وہ بہی اک دوستدار — زمانہ مین مشہور تہی نابکار

دیا اپنے گھر سے اوسے دو ہزار — یہہ قصہ کیا اب تو کر رو بکار

که دیوانی مین ہو گا یہہ فیصلہ — بغیر اسکے بچون کا حق کب ملا

لگائی پہر اوس نے وہ اِس گھر مین آگ — بجھی مشکلون سے که اچہے تہی بہاگ

ولیہ کی یہہ خوبیِ عقل تہی — که مانگے نہی اولاد اوسکے ندی

اگر دیتی اولاد وہ ہمکو جب — پڑہاتے لکہاتے اونہین دیتے سب

نہ دینے سے اور اونکا حق کہو دیا — مقدر نے بچون کے سُن رو دیا

اور اوس پر یہہ طرّہ کیا دوسرا — جو اس گھر سے حق اپنا تہا کہو دیا

کیا پہر نہ بچون کا کچھہ بہی خیال — ہوئی کیف مین اپنے وہ مالامال

پڑہایا نہ کچھہ علم کامل اونہین
ہوئی تہوڑی شُد بُد سی حاصل اونہین

غرض ہے یہہ قصہ رہا ایکسال
ہوا یا ہہی اسکا پہر انفصال

ملے اونکو دوگانو اور ایک مکان
رہے پہر وہ ٹہیکہ مین میرے ہی یہان

ہوا تا بلوغ اون کے اور یہہ قرار
لئین پندرسو اونہین سال وار

نہ اس زر مین کچھہ علم اونکو ملا
ولیہ لئے برباد سب خود کیا

وہ خرّاچ و عیاش تہی اسقدر
کہ دو گھر گئے اوس لئے زیر و زبر

وہ ضدّ تہی مزاج اوسکی مین بےحساب
ہوئی جس سے لڑکونکی مٹی خراب

پڑہانے مین اونکے نہ آیا وہ کام
جو زر یہان سے ملتا تہا ٹہیکہ کے نام

سپرد اوسکے شوہر یہ تعلیم تہی
خرابے مین اوقات تقسیم تہی

دیا کرتا دس بیس تنخواہ سے
کیا کرتا تعلیم اس راہ سے

رہے علم مین اس لئے ناتمام
گذارا کئے کہیل مین صبح و شام

اور اوسپر یہہ طرّہ کہ ہرسون مقام
رہا وہان کہ جسکا تہا کلکتہ نام

وہ ایسی جگہہ اور صحبت خراب
کہ بنکر بگڑ جاتے ہین وہان شتاب

اثر اوسکا لڑکون پہ آخر پڑا
کہ خودرو ہوئے دولو نوہان بڑا

نتیجہ تہا یہہ خام تعلیم کا
وہ باہر ہوئے جبکہ اسکول سے
ہوا پہلے بیٹے کو ما سے نفاق
گیا ڈر ہمارا ہی دل سے نکل
ہوئی مانع ما اور برادر بہی
کری شادی ایک شخص بدنام سے
شراب اوسکی ہے حد سے بڑہ کر خراب
اگر غور سے دیکہو شیطان ہے
رکہا کرتا ہی گھر مین اکثر فتور
کوئی خویش و بیگانہ ملتا نہین
بڑون کا اوچہالا پسر نے بہی نام
بزرگون کے بے مرضی شادی کری
نہ ہٹری کا کچہہ فکر رکھا ذرا
کیا ایسے ادنی سے رشتہ کا ڈہنگ

کہ پختہ نہ کچہہ علم اونکو دیا
تو تہے خود پسند اور مجہول سے
کہ ما کو رکہا اوس نے بالائے طاق
گئے وہ بری چال پر پہر پہسل
مگر ضد جو تہی وہ نہ ہرگز ٹلی
کیا سب کو ناراض اِس کام سے
کہ ہر شخص کو اوس سے ہے اجتناب
نہ انسان ہے بلکہ حیوان ہے
لڑائی بہڑائی کا عادی ضرور
کوئی آگے گھر کے نکلتا نہین
زیادہ کیا حد سے یہہ خوب کام
وہ گویا سراسر تہی غم سے بہری
فقط گورہ چہرہ پہ دل دید یا
کہ اعلی بہی سنکر ہوئے سارے دنگ

ہوا تہا نہ یہہ خاندان مین کبہی ‏ دکہایا پسر نے جو اپنی خوشی

یہہ سنکر کلیجہ لیا ہمنے تہام ‏ پڑا صبر کرنا ہمین لاکلام

اوسی دن سے ملنا کیا ہم نے بند ‏ سلام ایسے بچون کو جو خود پسند

جو اولاد صالح ہو کر دے نہال ‏ وگرنہ ہو پہر زندگی بہی وبال

یہان سے ذرا حال فرزند کا ‏ ہے سُننے کی قابل اسے سُنیگا

کہ پڑہ کر وہ انگریزی اک تہوڑی سی ‏ لگے کرنے کر اور خود بینی بہی

ہوا کالے شخصون سے اونکو گریز ‏ بنے وہ فرنگی بڑے ایک تیز

یہان تک کہ ہمپر بہی طعنہ ہوا ‏ کہ ملتے ہین کالون سے یہہ برملا

ہے پوشاک ہندی سی رغبت انہین ‏ لباس فرنگی سے نفرت انہین

کیا ماکے کہنے سے پہر ہاتہ صاف ‏ کری ہمپہ نالش ہوئے برخلاف

دوبارہ کیا ہمکو پہر زیر بار ‏ صفائی گئی دل مین آیا غبار

اگر ہوتے پہلے سے یہہ اپنے پاس ‏ تو کیون ہوتا دل پر ہراس اور یاس

پڑہاتے انہین بہیج لندن مین ہم ‏ تو حاصل نہ ہوتا کبہی علم کم

وہان سے جب آتے ہوتا سرور ‏ یہہ تعظیم کرتے ہماری ضرور

پہر آنکھون پہ ہم لیتے ان کو بیٹہا
کیا پر ولیہ نے ان کو تباہ

زر و مال یہہ تو سب انکا ہی تہا
جہالت سے اپنی خدا ہے گواہ

زبانِ قلم اب بین کرتا ہون ہند
رہین وہ جہان خوش رہین اپنی گھر

وہ ہوتا ہے جو ہو خدا کو پسند
ہمین کچہہ نہین اون سے مطلب مگر

نہ ملنا نہ جُلنا نہ کچہہ اون سے کام
ہم اپنے ہی حصہ پہ قایم ہوئے

وہ جیتے رہین تا قیامت مدام
ریاست کے سب کام دایم ہوئے

ہوا ہمکو بہی غم سے کچہہ دن فراغ
نکرتے برادر جو شادی وہان

رہا دل پہ لڑکون کا لیکن یہہ داغ
اوٹہاتے یہہ غم دل پہ ہم کیون یہان

یہہ ہی رنج والد کو بہی تہا مدام
وہ دونو یہہ ہی کہکے پہر مر گئے

یہہ ہی والدہ کو رہا لا کلام
کہ فرزند افسوس ہم سے چہٹے

غرض کرتا ہون اب یہہ مضمون تمام
خدا کے ہین یہہ کارخانہ مدام

ہونا انتقال والدین مولف کا اس عرصہ مین اور یتیم ہو جانا مولف کا
خوبی تقدیر و گردش چرخ و رضائے قادر قدیر سے

کدہر ہے تو اے ساقی غم تراش
مجھے پہر تیری اب ہوئی ہی تلاش

مجھے تھوڑی ٹھنڈ بسی دیدے شراب — وگرنہ یہہ دل ہوگا جل کر کباب

کہ بیٹھے بٹھائے پڑا چرخ ٹوٹ — مجھے دونو ہاتھون لیا اوسنے لوٹ

کیا اوس نے مجکو یکایک یتیم — ہوا غم سے اب حال میرا سقیم

کہ والد کا میرے کویل تھا مقام — گذاری تھی عمر اپنی گھر پر مدام

بہت دن سے نزلہ مین تھی مبتلا — دوا اور دعا سے نہ کچھہ بھی ہوا

یہان تک کہ انکھین بھی جاتی رہین — بنانے پھر وہ بگڑ ہی گیئن

اسی عارضہ مین ہوئے ناتوان — یہان تک کہ پھر ہو گئے نیم جان

کیا آنکھ کے درد نے بیقرار — ملا پھر نہ اک دم بھی اونکو قرار

بالآخر ہوئی جان اوس مین فنا — گئے وہ یہان سے بملک بقا

ہوا غم مجھے اسکا پھر بے حساب — لگی زندگی میری ہونے خراب

رہا کوئی سر پر نہ میرے بڑا — مین چھوٹون سے بھی بدتر رہ گیا

بلا لے مجھے پاس اپنے خدا — یہان رہ کے تنہا کرونگا مین کیا

میری آبرو اب تیرے ہاتھ ہے — بجز غم نہ کوئی میرے ساتھ ہے

ہوا دل پہ یہہ والدہ کے بھی غم — کہ تنہا اوٹھاؤن مین کیونکر الم

ضعیفی مین مجکو یہہ صدمہ ہوا
تمنا ہے مجکو بہی اب لے بولا

اور اس سے سوا ہے پسر کا جو غم
پسر سے محبت تہی لیل و نہار

رہین زندگی بہر گرفتار غم
پسر کا بیان پہلے مین کر چکا

بہ حکم خدا اوسکو جنت ملی
غرض آے کویل مین پہر اک دبا

ہوا والدہ کو بہی اوسکا اثر
کہ بے حکم ربی شفا ہے کہان

اوسی مین کیا عزم ملک بقا
ملا اونکو باغ ارم کا مقام

ہے اچہون کا دو نوجہان مین بہلا
پڑا لوٹ کر کوہ دُنیا تمام

رضا پہر تیرے شکر ہے اب خدا
تیرے زیر مقدم رہون گی سدا

تو یہہ بہی ستم ہے ستم ہے ستم
کہ چہوٹے پہ ہوتا ہے اکثر پیار

اوٹہا اون سے آخر نہ کوہ الم
جوانی کے عالم مین وہ مر گیا

ہماری دعا اوسنے دل سے سنی
کہ نام اوسکا ہیضہ پیام قضا

ہوئی کچھہ دوا نے دعا کارگر
رضا مین نہین اوسکی ہی دخل یہان

کہ آخر فنا ہے پہر آخر فنا
خدا مہربان ہو گیا لا کلام

بڑون کو کوئی بہی نہین پوچہتا
دبے اوسکے نیچے تہے ہم صبح و شام

ہوا دل پہ وہ غم خدا ہے گواہ — ہوا روز روشن سے شام سیاہ
کہ دونو کا سایہ بہی سر سے اوٹھا — اور آخر ہوئے فکر مین مبتلا
دعا یہہ جناب الہی مین کی — کہ شرم و حیا تو رکہیگا میری
بلائے زمانہ سے مجکو بچا — مین بندہ ہون تیرا تو میرا خدا
وصیت یہہ دونو کی تہی میرے نام — ہمین رکہنا تم باغ مین لا کلام
وگرنہ تمہین ہوگا اسکا عذاب — کہ پکڑینگے دامن بروز حساب
غرض حکم کی اونکے تعمیل کی — بنانے مین مرقد کے تعجیل کی
بنا یادہ بہتر کا ایسا مزار — کہ نام اونکا اوس سے رہا یادگار
مگر باغ اونکے مین جاتا ہون جب — نصایح وہ یاد اونکے آتے ہین سب
وہ باتین وہ کلمے جوا ہر نگار — لکہون آب زر سے اونہین بار بار
مزا اونکا اسوقت گو تلخ تہا — پر اب قند سے بہی ہے شیرین سوا
رئیس ایسے ہوتے ہین پیدا کہان — کہ خوبی ہو جن کی پہ کون و مکان
نہین مرتے مقبول پروردگار — کہ نیکی ہے جنکی سدا یادگار
وہ زندہ ہین اب تک یہان نام سے — خدا خوش رہا اونکے ہر کام سے

مثل ہی یہہ مشہور اندر جہان — کہ زندہ ہے نیکی سے نوشیروان

نہین مجہسے ہوتی ہے انکی ثنان — کہ ذرہ ہو مہر سے کب سوا

و لے اس پہ کرتا ہون اختصار — دعا ہو یہہ مقبول پروردگار

کہ مل جائے دونو کو باغ جنان — کرے مغفرت بہی خدائے جہان

غزل مولف

یادگار جہان تہے یہہ لوگ — مغتنم فی زمان تہی یہہ لوگ

ایسے دیکہے کہین نہ اور سنئے — خوش زبان خوش بیان تہے یہہ لوگ

اپنی حالت کے ایک تہی سو مین — صاحب آن بان تہی یہہ لوگ

فیض بہی ایسے ہر بشر کو تہا — مرجع صد جہان تہے یہہ لوگ

تہے بزرگ انکی خاص اہل فرانس — صاحب خاندان تہے یہہ لوگ

بہید انکا کہلا نہ تا دم مرگ — اک ولی بے گمان تہے یہہ لوگ

اس علیگڈہ مین تہے یہہ لاثانی — موجد عز و شان تہے یہہ لوگ

اک زمانہ انیس تہا ان کا — فخر ہندوستان تہی یہہ لوگ

رکن تہے شہر کی بہی یہہ مشہور — ہر دل و جان کی جان تہی یہہ لوگ

جاتے ہی خلد مل گئی انکو | با خدا راز دان تھے یہہ لوگ

شور یہی خاکپاران کا تہا
اسکے بہی قدر دان تہے یہہ لوگ

تاریخ وفات جناب فیضمآب مسٹر جان پٹش صاحب عالیجاہ جنت آرام گاہ قوم فرنچ والد بزرگوار مولف خاکسار رئیس شہر کول ضلع علی گڈہ

شد ز ہستی عمدۂ اہل فرانس | آنکہ بود اعلی و ادنی را جلیس
شور چون تاریخ رحلت را بخواست | داد ہاتف مادہ از بس نفیس

یعنی از اعظم بر آورد و الف
گفت گور جان پٹش اعظم رئیس
۱۸۶۷۲

تاریخ رحلت جناب مخدوم معظمہ مس مدلین پٹش صاحبہ رئیسہ علی گڈہ والدہ ماجدہ مولف غریق رحمت و نصیب جنت

وہ ہی تو جیتے ہین دنیا مین اور دین ہین
جنکے کہ فیض و بخشش ہر دم سرشت مین ہین

مدلین پیش یعنی یہہ تہین ریئہ کویل
عیسے کی مہربان انکی نوشت بین ہین

تاریخ کا تردد تہا جب کہ شور مجہکو
ہاتف یہہ بول اوٹہا باغ بہشت ہین ہین

ناگاہ بیمار پڑنا میم صاحبہ مولف کا بہ عارضہ لنسوان بحکم یزدان
اور مبتلا رہنا اوس مین تا ہفت سال با رنج و ملال اور معالج ہونا
چند حکماے و ڈاکٹران بے مثال کا

کردن پیگے لیساقی اب کیا شراب
نہین چین دیتا مجہے یہہ کبہی
ذرا ہوئے مہلت تو پی اسکو لون
ہوئین ناگہان میم صاحب علیل
ہوا عارضہ اون کو عورات کا
کیا مختصر پہلے گہر کا علاج
ہوئی اوس سے تخفیف کچہہ چند روز

کہ غم دن بدن مجکو ہے بی حساب
کہ پیچہے پڑا میری جانکے یہہ ہے
تجہے بہی دعائین دل و جان سی دون
یہی تازہ تہی رنج و غم کی دلیل
پڑا دل پہ صدمہ اک آفات کا
کہ ہوتا ہے عورات مین جو رواج
ہوا درد پہر جان گنزا اور سوزہ

حکیموں کی تدبیر کردی شروع — رہی مدتوں تک اونسے رجوع
مرض کا لکہوں کیا جو تہا ماجرا — نہ ہوتہا کم بلکہ اکثر سوا
اطبائے حاذق بہی حیران تہے — دوا کرتے کرتے پریشان تہے
مہینوں حکیموں کی دارو رہی — شفا اوس سے کچہہ بہی نہ حاصل ہوئی
پہر آیا طرف ڈاکٹر کی خیال — کرے شاید اس سے کرم ذوالجلال
مچل صاحب اک ہیں بڑے میر بار — کہ ہیں وہ بہی میرٹہہ کے جاگیردار
ملازم تہا اونکا بڑا ہوشیار — تہا مشتاق اور چیدہ روزگار
امانت علی نام تہا ڈاکتر — ہر اک عارضہ کی تہی اوسکو خبر
سُنا جبکہ صاحب نے یہہ حال زار — دیا حکم تم چہوڑو سب کارو بار
رہو جاکے تم پیش صاحب کے گہر — دوا میم کی تم کرو غور کر
کیا اوس نے اخلاق سے پہر علاج — خلیق وہ بہت اور تہا خوش مزاج
علاج اوسکا سہ ماہ جاری رہا — بہت تجربہ تہا کچہہ اوسکا بڑہا
رہا اوس سے آرام تا چند ماہ — کیا اوسکو رخصت باعزاز و جاہ
پہر آخر کو نکلی کرم گنگری — وہی ہائے ہو اور ہونے لگی

ہوئے یہانسے عاجز تو دہلی گئے
وہان بہی بہہ لینے کے دینی پڑے

کیا وہ حکیمون نے وہان بہی علاج
سمجہہ مین نہ آیا مرض بے مزاج

ہوی اک مہینے وہان بہی گذر
قیامت سے افزون تہے شام و سحر

جو حالت مریضہ کی ہوئی تباہ
تو دل ٹکرے ہوتا خدا ہے گواہ

غزل مولف

بولے طبیب ہو چکا بیمار کا علاج
حکمت مین اب نہین ہی اس آزار کا علاج

تہمتے نہین ہین خون کی قطرے یہہ ایک پل
کس شکل سی ہو دیدۂ خونبار کا علاج

مرہم بہی جاہین تو بہی نہ مرہم لگائین اب
ہوگا خدا ہی سی دل افگار کا علاج

دق ہوکے سب حکیم بہی بالین سے اوٹہہ گئے
بے حکم رب نپایا دل زار کا علاج

پانی نہ مانگے ایسی لگا تیغ کہینچ کر
قاتل یہہ ہی ہے تیرے گنہگار کا علاج

پر باندہ کر جو پہر چہری کیا کیا یہہ خوب
صیاد تونے مرغ گرفتار کا علاج

شبنم جو زخم گل پہ چہڑکتی ہی تو نمک
یہہ ہی چمن مین ہے دل افگار کا علاج

اب شور کی دوا نہ کر حضرت مسیح
آیگا راس اسکو نہ سرکار کا علاج

کیا پہر دانہ اونہین گوالیار
امیر علی اونکو کہتا جہان
وہ راجہ کے نوکر تہے اک خاص وہان
رہا دو برس تک پہر اونکا علاج
میرے حال پر بہی کرم اونکا تہا
مخاطب دل و جان سے وتہی ادہر
تہی دستِ شفا مین مسیح الزمان
کتابون کو وہ دیکہہ کرتے دوا
پہر آرام ہوا اون کی تدبیر سے
رہا دو برس تک افاقہ بہت
دلے حکم رب سے نو چارہ نہین
ہوا زور پہر وہ مرض جان گزا
قیامت کا دن پہر ہوا روبکار
دواؤن کا پہر کہانا جاری ہوا

وہان بہی معالج تہے اک نامدار
کہ حکمت مین وہ تہے ارسطو زمان
تہا لقمان بہی اونکا اک پاسبان
وہ پہچانتے تہے مرض اور مزاج
غنیمت خیال اور نہرم اونکا تہا
کہ ہمدرد صادق تہے اٹہون پہر
وہ مقبول خلّاق تہے بیگمان
دقیقہ کوئی رکہا نہ تہا
تہی بڑہکر دوا اونکی اکسیر سے
مرض سے رہا علاقہ بہت
گیا کا بہی اوس مین اجارہ نہین
کہ وہ جان کے ساتہہ جانیکو تہا
قرار اوٹہہ گیا دل ہوا بے قرار
وہ ہی جن سے پہلے ہوئی تہی شفا

پر آرام اون سے نپایا کبھی
تو عاجز ہوئے اور جان پر بنی

دوبارہ روانہ ہوئے گوالیار
گئے پاس اونکے جو تھے غمگسار

کیا پھر مداوا اسر نو شروع
کری التجا اور اونسے رجوع

سپرد اونکے کرکے گھر آئے جو ہم
تو ماتم سرا گھر تھا اور اپنا دم

یہان کا تو غم ہین نے چھوڑا یہان
اب آگے سنو غم غلط کا بیان

بسر کرنا ایام تنہائی کا بہ شغل سرود سرایان عشرتکدہ قال و دفع کرنا رنج و ملال بہ شوق شاعری و صحبت احباب شیرین مقال واقع میرٹھ

مجھے اب تو ساقی دے آبِ بقا
کہ دم ہی لبون پر میرا آگیا

سر نو اوسے پیکے ہین جی پڑون
کسیطرح دُنیا مین دو دن رہون

لگا کاٹ کھانیکو جب میرا گھر
ہوئے اور دشمن بہی دیوار و در

تو احباب بولے کہ ایسا نہو
کہین تم بہی اِس غم مین جان اپنی دو

کرو تم علاجِ دلِ پُر الم
مٹے تا کہ اِس دل سے کچھہ نقش غم

لکھو کچھہ مضامین خلافِ ملال
کہ جن سے طبیعت ہو کچھہ نو بحال

پہر اونکو کسی خوش گلو سے سنو
کبھی تو ذرا زندہ دل تم بنو

مضامین سے چارہ غم کیا | خوش الحانون سے اوسکو سننے لگا

مغل جان پھر تھہ مین ہے خوش نوا | خوش انداز اور خوش گلو خوش ادا

اوسے پھر تفریح لوکر رکھا | مہینا بھی پنجابہ کا کر دیا

کیا قصد دل مین کہ یہہ مشغلہ | رہے تا شفائے مریضہ روا

دل غمزدہ کو وہ بہلاتی تھی | غزل شور کی شور سے گاتی تھی

جگر سے جو وہ لیتی تھی کھینچ تان | فلک پر پہونچتی تھی مانند بان

سم و نال کا وہ مزا اوسمین تھا | کہ بیچو ہوا سُن اوسے باورا

وہ کھٹکا غضب سا تھہ ہر تانکے | کہ کھٹکا کرے دلمین انسان کے

خیالون کا جب دل پر آیا خیال | ہوئے سامعین غش بھی ورایا حال

اوٹھایا جو ٹپہ تو یہہ غل مچا | کہ شوری بھی شور اوسکا سن جی پڑا

لی ڈہرپٹ تو پھر دھیرے سے ہی پت گئی | بُری سُننے والونکی نوبت ہوئی

غزل مین وہ لفظونکی صحت کمال | کہ رہ جائے زیر و زبر کیا مجال

وہ شائستہ لہجہ وہ شستہ زبان | پڑہونکے کترتی تھی ہر دم وہ کان

وہ چلتی سی ٹھمری چلا چل کی بات | دل سامعین بھی چلا اوسکے ساتھہ

بتاتے ہین اوسکے عجب بات تہی
کہ باتین بنا کر وہ لیتی تہی جی

وہ شیرین زبانی سے کرتی تہی بات
کوئی سامنے اوسکے کرتا نبات

وہ ناز و ادا رقص مین اوسکے تہا
پری کو پرے رکہتی تہی دلربا

ہوا کرتا جلسہ جب ایسا یہان
سبہی سننے آتے تہی پیر و جوان

ہوا کرتی دعوت بہی احباب کی
عجب دل لگی تہی عجب دل لگی

سنا کرتے ہر وقت کا ہم بہی راگ
کہ شاہون سے کم تہی نہ اون روز بہاگ

جو گاتی کبہی راگنی سوہنی
تو موہ لیتی تہی دل کو وہ موہنی

جو دیپک کو وہ چہیڑتی تہی کبہی
تو ہو جاتی تہی دل پہ اک روشنی

کبہی دل لگا کر وہ گاتی جو دیس
ارادہ یہہ ہوتا کہ چل دو بدیس

جو سارنگ گاتی تہی وہ دلربا
تو ہمسا ہی رنگ ہوتا تہا بزم کا

سمجہتا جو کوئی تہا اوسکا بہاگ
بڑی اوسکی دنیا مین تہی سب سے بہاگ

سحر کو جو گانے لگی بہیروین
تو دل کا بہی نٹ کا ہوا پہیروین

اوسے تہا نہ بے راگ اکدم بہی چین
کہ تہی اوسکے گانے پہ غش تانسین

سحر سے جو لگتا تہا گانیکا تار
تو اس نشہ کا شب کو ہوتا اوتار

جو شب سے کبھی آگیا اسکا وار — گریبان سحر کا ہوا تار تار

غرض یہہ رہا سانگ تا چند سال — کہ بی اپنا لہنا ہوئی وہ نہال

ہوئی پہر تو گانے مین مشہور وہ — بڑہا بس دماغ اور ہوئی دو روہ

بولائی وہ جاتی تہی نزدیک دور — ہر اک قدر کرتا تہا اوسکی ضرور

رہا اسطرح گو غلط اپنا غم — مگر گھر کی جانب سے پژمردہ ہم

سو یہہ بہی فلک کو ہوا ناگوار — بنا کر بگاڑا ہمین بار بار

نظر بدلی ہمسے دکہا اپنا رنگ — لگا چال چلنے وہ ہم سے کو ڈہنگ

یہان سے بیان کرتا ہون اوسکی چال — پہر آئی قیامت ہوا غیر حال

پہر ترقی پر پہونچنا مرض میم صاحبہ کا بارنج و ملال اور گوالیار سے آگرہ مین آکر رہنا تا عرصہ یکسال اور شروع کرانا علاج ڈاکٹر مکند لعل صاحب کمال رئیس آگرہ

یہہ کیا جام ساقی پلایا ہے مجہے — مزا درد کا پہر چکہایا مجہے

کہ پیتے ہی اوسکے اوڑے میرے ہوش — نہ صحبت رہی وہ نہ جوش و خروش

بُری آئی پہر گوالیر سے خبر — مرض ہے ترقی پہ شام و سحر

رہی مدتون جاری ہماری دوا — شفا کی نہ کیون آئی باری خدا

وہ ہی مہربان اپنے تھے جو حکیم
وہ شاکر ہوئے بررضائے کریم

لگے کہنے اپنے سے مین کرچکا
مگر حکم شافی مین ہے دخل کیا

دوا مین اثر نے دعا مین اثر
کسی کو نہین غیب کی کچھہ خبر

یہہ ہے راے میری کہ بدلو ہوا
دوا کرتے کرتے مین دق ہو گیا

کرو جاکے اب آگرہ مین علاج
بدلتا ہے آب و ہوا سے مزاج

ہے اک ڈاکٹر وہان بڑا ذی شعور
ہے نامی و مشہور نزدیک و دور

شفا اوس سے ہوگی مقرر انہین
لو جلدی سے لیجاؤ وہان پر انہین

چلے وہان سے پھر آگرہ مین رہے
دوا اور دعا سے نہ غافل ہوئے

کیا سال بھر تک وہان پر قیام
معالج وہ ہی ڈاکٹر تھے تمام

پڑائی تھی اون سے بڑی رسم و راہ
مخاطب رہے دل سے شام و پگاہ

کرون اس سے بڑھکر مین تعریف کیا
مسیحا ہین وہ یا ولی خدا

یہہ اظہار بھی مجھکو کرنا پڑا
مرض نے مریضہ کو مجنون کیا

ہوا اسکا آغاز تھا گو الیر
سمجھہ اسکو پہلے گیا ڈاکٹر

کہا پہلے ہین فکر اسکی کرون
کہ ادویہ حار سے ہے جنون

کرونگا مین اک سال اسکی دوا ۔ گیا یہہ تو پہلا مرض بہی مٹا

غرض سال بہر تک رہی اسکی فکر ۔ یہہ ہی کام تہا اور نہ تہا کچہہ بہی فکر

دوا تازہ آتی تہی ہر صبح و شام ۔ دل و جان سے مصروف تہے لا کلام

برادر کے گھر مین سب آرام تہا ۔ عنایت سے اونکی میرا کام تہا

ولے جبکہ ٹوٹے کے بوٹے تہو ۔ دوا اور دعا طاق مین سب کہو

بجز حکم اوسکے شفا ہے کہان ۔ دوا ہے کہان اور دعا ہی کہان

نہ اونرا جنون جسنے مجنون کیا ۔ یہہ قدرت نے اوسکی تہا افسون کیا

ہوئی ڈاکٹر بہی پہر ہائے یاس ۔ گیا لوٹ دل اونکا ہو کر ہراس

کہا اب یہہ بچنے کی صورت نہین ۔ نہ امید اسکی رکہو نے یقین

بالاخر اوسی شب ہوئین وہ تمام ۔ اجل آئی جنت کا لیکر پیام

اوٹہائی جو تکلیف تا ہفت سال ۔ وہ جنت کا سامان تہا انتقال

گئی قالب خاک سے جان نکل ۔ ارم کے محل مین گئی بر محل

ہوا اپنی آنکہون مین عالم سیاہ ۔ فلک سر پہ ٹوٹا بہ حال تباہ

کیا خانہ ویران میرا تونے ولے ۔ کیا مجکو برباد یون ہائے ہائے

بقول حسن سچ ہے یہہ مدعا
کہ تو مدعی سب کا ہے برملا

تو دو دل کو یکجا بیٹہاتا نہین
کسیکا تجھے وصل بہاتا نہین

اگرچہ بہت اب ہی ہین رشتہ دار
مقابل نہین اوسکے ہے زینہار

یہہ جائیگا غم بہی میرے دم کے ساتہہ
فراموش ہوتا ہے دنکو نہ رات

کری اوسکی تجہیز و تکفین وہان
پہر آئے جو گھر پیر تو گریہ کنان

خدا کرا دے سالون جنت نصیب
تیرے حکم سے ہم بہی پہونچین قریب

گھر اگرچہ دیکہا تو ویرانہ تہا
وہ ہی پہیلا اوجڑا ہوا خانہ تہا

تاریخ وفات مرحومہ از مولف

گیئن دنیا سے جس دم میم صاحب
تو دل مین اپنے غم نے ہائے جالی

کہا دل نے پئے تاریخ ای تنور
ہوا ہے ایک کے بہہ خانہ خالی
۱۲۹۶

ایضاً

میم صاحب گیے انتقال سے یہہ
گھر چمن تہا سو اب بیابان ہے

خار خار غم خزا ہی رہا
نہ وہ گل ہے نہ وہ گلستان ہے

فکر سال وفات تہی ناگاہ | کہا ہاتف نے کیون تو حیران ہے

لب جنت سے صاف کہہ شور
خانہ ویران ہے خانہ ویران ہے

یہہ سنکر پہر آئی مغل جان بہی
رہا چند روزہ وہ پہر مشغلہ
در و بام سی تہی صدا رونیکی
ہنسی کا نہ کچہہ لطف نے رونیکا
اسی رنج مین تہی طبیعت میری
لگی ہونے فرمایشین کچہہ کلان
اسی وجہہ سے اوسکو رخصت کیا
بہت دوستون نے تعجب کیا
کہا بہی کرتے تہے برنا و پیر
نہ تہا اس سے آگاہ مطلق کوئی
کیا جب کہ انکار دل سے تمام

ادا رسم پرسہ کی اوسنے بہی کی
مگر دل نہ پہلا اسا اوس پر لگا
ہمین پڑ گئی اپنی جان کہونیکی
مزا کرکرا ہو گیا جو کہ تہا
مغل جان سے تکرار لفظی ہوئی
اوٹہا ہم سکے وہ نہ بار گران
دل و جان پہ سنگ صبوری رکہا
کہ کیونکر یہہ چہوٹیگی ان سے بلا
کہ ہو جائینگے صاحب اپنے فقیر
کہ انکی طبیعت اب اس سے پہری
تو پہرتا نہین اوس سے مردونکا کام

برس دن جب اس بات کو ہو گیا — تو پہر سب کو بیشک یقین ہو گیا

کہ صاحب نے ترک اب ملاقات کی — رکہی آن پہر اپنی ہی بات کی

بُلا دوسرے کو لیا اوس نے کام — کہ رمضانو تہا اوسکا مشہور نام

ملازم رکہا اوسکو تا ایک سال — کہ شاید طبیعت ہو پہر بہی بحال

وہ راگ اور تہے رنگ مین ہی بہری — گلہ باز پہر اوس سے بڑہکر نہ تہی

نہ کچہہ یاد کرنیکا تہا اوسکو شوق — ہمارے کلاہون سے کم رکہتی ذوق

سبب اسکا یہہ حافظہ کچہہ نہ تہا — اور عیاشی کا اوسکو چسکا پڑا

وہ رہتی کبہی تہی نہ اک دو پہ بند — کہ ہرجائی تہی اور بڑی خود پسند

نہ شیرین زبانی کی جب لطف اوٹہے — تو پہر شور اوس سے بہی کتنے ہوئے

رفو چکر اوسکو بہی پہر کر دیا — کہ چکر سے اس قوم کے دل بہرا

بہی دل مین ٹہانی کہ توبہ بہلی — نہ آئینگے پہر بس مین انکے کبہی

کیا پہلے غفلت سے نقصان مال — ہوا طعن خلقت سے پہر انفعال

غرض چہوڑ کر کفران سے بچے — خدا سے ملے اور بنو تسبے پہرے

کیا شکر گہی کہا کے پگڑی رکہی — ولیکن نہ تہتی یہہ سر پر کبہی

یہہ تہا قول سعدی کا بہی دل نشین
کہ بہولے تہے اسکو کبہی ہم نہین

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

بہ سوئے حلال آیا پہر دل تمام
مٹا اسکے صفحہ سے حرف حرام

لگا رونے وہ خانہ ویرانکو دیکہہ
غم ظاہری رنج پنہان کو دیکہہ

مسیحا سے پہر کی یہہ ہی التجا
میری درد و غم کی تو بہیج اب دوا

کہ اس خانہ ویران کو آباد کر
دل غمزدہ کو پہر اب شاد کر

وہان سے ندا خواب مین یہہ ہوئی
کہ اے شور مضطر نہ ہو نا کبہی

ترا گہر پہر آباد ہو جائے گا
خدا مشکل آسان فرمائیگا

مگر تجہہ کو لازم ہے گہر سے نکل
کہ جوئندہ یابندہ ہے یہہ مثل

گہر سے نکلنا بہ تلاش خانہ آبادی و ہونا از سر نو شادی بخانہ سوائے سکندر صاحب مرحوم رئیس گوالیار عالی وقار نامور روزگار

پلا ساقیا اب وہ نوری شراب
کہ ذرہ کو جس سے ملے آفتاب

او سے پیکے تا شاد پہر شاد ہو
سر نو سے گہر بار آباد ہو

ہوئے فرس ہمت پہ پہر ہم سوار
فلک نے کیا مہر اور ہمکو پیار

گئے آگرہ وہان ہوئی جستجو ‎ ‎ نہ ہاتھہ آیا اپنے کوئی نیک خو
ہوا دل مین گرجا کی جانب خیال ‎ ‎ تو وہ لوگ اپنے نہ تھے حسب حال
رہے وہان پہ چندی رہا دل اوداس ‎ ‎ چلے آگے کو لیکے ہمراہ پاس
کیا لکھنو وہان سے چلکر قیام ‎ ‎ تلاش اسکی کرنے لگے صبح و شام
ملی گرچہ دو چار گھر بہی ضرور ‎ ‎ مگر میل سے اپنے وہ بہی تہی دور
نہو جب تلک رنگ اور اپنا ڈہنگ ‎ ‎ تو اوس سنگ کو کہنا لازم ہی سنگ
اگر ہو نہ زن اپنے کچھہ کام کی ‎ ‎ تو دوزخ ہے دُنیا مین ہے جیتے جی
چلے وہان سے بہی ہو گئے مایوس ہم ‎ ‎ تو گہر پر ہے آکر لیا ہم نے دم
رہا فکر مین ڈوبا دن رات دل ‎ ‎ ہوئی ڈور اور دہوپ مین مضحل
گیا خود بخود ہی پہر اپنا دہیان ‎ ‎ کہ ایک گوالیر مین ہے عالی مکان
سوائی سکندر ہے مشہور نام ‎ ‎ کئی راج ہین بہت نیک کام
ہمارے وہ پہلے سے تھے رشتہ دار ‎ ‎ قرابت کا ہوتا ہے کچھہ اعتبار
ولے شک یہہ تہا ہم ہوئے کبر سن ‎ ‎ ہماری نہین اب ہین شادیکے دن
کہ اِس وجہہ سے شاید انکار ہو ‎ ‎ تو پہر غنچۂ دل پہ ایک خار ہو

کرے جو خدا اور خدا کا رسول
ہوئے تہے وہان منقضی چند سال
مگر میم اونکی نہین قایم مقام
اونہین خط مین لکہا کرم کیجیے
مجہے آپ سے ہے نیاز قدیم
اونہون نے وہ خط پڑہ کی بہیجا جواب
لکہا یہہ کہ راضی ہین ہم با سرور
کہا سنکے دہان دشمنون نے وہ کلم
دیا پادریکو یہہ فقرہ عجیب
نہین اوسکا لازم ہے ہونا کبہی
علاوہ ازین وہ بہت ہی خراب
یہہ سنتے ہی شک پادریکو ہوا
تو آئیگا جب تک کہ حکم لبشپ
خبر یہہ لبشپ کو جو بہر دی گئی

کیا یہہ بہروسا گئے غمکو بہول
کہ صاحب کا تہا ہو گیا انتقال
شریف زمان فیض بخش انام
غلامی مین اپنے مجہے لیجیے
کہ ہین آپ مقبول رب کریم
کہ مملو عنایت سے تہا باصواب
چلے آو عند الطلب تم ضرور
کہ ہونے نپائے یہہ کام النصرام
کہ دونو کا رشتہ بہت ہی قریب
مخالف ہے مذہب کے صورت ہوی
جو آتا ہے شادی کو یہان پر شتاب
اونہون نے پہر انکار یون کر دیا
پہرے عذر کا ہی وہ ہی ہے سبب
اونہون نے بہت اسکی تحقیق کی

نہ ثابت ہوا جبکہ رشتہ قریب
لقب کا ملا حکم رحمت نصیب

گیا حکم پہر پادری کو وہان
کہ دولہو کی شادی کرو بے گمان

یہہ سنکر خجل ہو گئے سب عدو
نہ بن آئی آگے کو کچھہ گفتگو

گئے ہم وہان پہر خوشی با خوشی
لئے ساتھہ اپنے تھے چند آدمی

نظر آئے دشمن کے گولا کہہ پیچ
کیا غور جب ہمنے سب تھے وہ ہیچ

ہماری بدی پہلے کیا کیا ہوئی
ادہر کی برائی بہی ہم سے کہی

پر انجام کو کچھہ نہ بس چل سکا
خدا کو جو منظور تہا وہ ہوا

بقول حسن یہہ بہت راست ہے
کہ اس مین نہ کچھہ بہی کم و کاست ہے

کسیکی بدی تو نہ کر عیب ہے
کہ اُسکا خدا عالم الغیب ہے

طرفثانی تھے خوب پختہ مزاج
کسیکی نہ مانی کیا اپنا کاج

غرض دہوم سے پہر تو شادی ہوئی
نصیب عدو نامرادی ہوئی

سہرہ مولف ازمولف

شور صاحب کے بندہا آج جو سر پر سہرہ
دوسرا تہا یہہ مقدر مین مقرر سہرہ

ہوا رشتہ جو سوای سکندر سے لا
اپنے مقسوم کا تہا یہہ سکندر سہرہ

بڑھا اتنا ہے خوشی سے کہ سر بزم میں آج
سر و پا سے بھی ہوا جاتا ہے باہر سہرا

بعد ایک سال کے پھر بھی یہ گھر آباد ہوا
فخر سے چرخ پہ سو بار چڑھا سر سہرا

ساقیا دور چلے آج کہ دل خوش ہے میرا
گاؤں گا پیکے برانڈی کا میں ساغر سہرا

اب کوئی دن میں خدا دیوے چراغ خانہ
روشنی اوسکی سے روشن ہو سراسر سہرا

اہل مجلس نے کہا شور سے یہ ہاتھ ہلا
لو مبارک ہو تمہیں اپنی برادر سہرا

رہا خوب جلسہ بھی دو دن وہاں
کہ ٹھہیا طوائف تھی جانِ جہاں

وہ ٹھہیا مٹاتی تھی دُکھتا کا رنج
گلے میں بھرا تھا یہ تانوں کا گنج

سحر اوٹھ کے ٹھہیا کا لیوے جو نام
تو دیکھا یا الم پھر نہ ہوتا بہ شام

وہ گانیکا رنگ اور بتانیکا ڈھنگ
کہ ہو جائے پانی اگر دل ہو سنگ

گلے میں وہ کھٹکا خدا کی پناہ
کہ کھٹکا کرے دل میں شام و پگاہ

اوٹھاتی جگر سے تھی جب کوئی تان
چلاتی تھی تیر و سنان تان تان

سُنے اوسکی جب تان جن اور پرین
گئے بھول تان اپنی تان سین

وہ تھی رقص میں اوسکے چھل بل بنے
کہ زہرہ کے بھی دل میں بل پڑ گئے

لگا ایک ٹھوکر اوٹھایا اونہین
سرونکی گردن اوسکی کیا ہین صفات
رسیدہ نہ ہوتی سِن وسال مین
کہ چال اوسکا چنچال سے کم نہ تہا
بچائے خدا اوس خوش آواز سے
تھے اوس جلسہ مین ایک عالی وقار
مہاراج کے وہ نمک خوار ہین
کہ ہے نام اونکا دومنیگ انطون
ہمارے وطن دار ذی احترام
شریک طرب ہمدم انبساط
صُراحی کا نغمہ سنا خوب سا
برادر وہ ایسے ہین باغ وبہار
کہ سُکھیا سے وہ بھی رہے پھر سکھی
سنا اب ہے ہمنے کہ وہ مر گئے

جو مرتے تھے اوس پر چلا یا اونہین
کہ بے سُر کے مردم سے کرتی نہ بات
تو پھنستے جوان اوسکے ہی جال مین
خرام اوسکا بہو چنچال سے کم نہ تہا
رکھے دور ہر ناز انداز سے
برادر ہمارے تھے اور غم گسار
رسالہ کے افسر ہین سردار ہین
بیان صاف کرتا ہون اونکا مین کیون
وطن سروہنہ اونکا عالی مقام
رہے بزم مین وہ بہ لطف و نشاط
پیالہ کا دورہ رہا خوب سا
ہزارون مین اک گل وہ ہین رنگدار
نہ پاس آیا دکھ اونکے ہرگز کبھی
دلون پر وہ سنگ الم دھر گئے

خدا اونکو بخشے ہو جنت نصیب
اور اک دوست اوس بزم مین تہے میری
برادر رہے تہے وہ اور بہن تہا نام
اونہونے کیا ترک دنیا کا گھر
بڑی خوبیان ساتہہ وہ لے گئے
ہیرا اون سے رشتہ بہی تہا اک قریب
خدا نے دیا اونکو باغ ارم
اور اک اور بہی تہے ہیر رشتہ دار
رہے وہ بہی شادی مین ہمدم میرے
قضا نے پر اونکو بہی چہوڑا نہ ہائے
خدا بخشے اونکو بہ فضل و کرم
غرض خوب خاطر ہماری ہوئی
دقیقہ نہ باقی کوئی بہی رکہا
سحر کو جو رخصت ہوئی پہر برات

کہ اک شخص تہے وہ عجیب غریب
شکیلہ جمیلہ بہت خوب تہے
محبت بہری دلمین تہی لا کلام
کیا تہوڑی سن مین یہان سے سفر
ہزارون مگر داغ دل دے گئے
خلیق و شفیق و جوان عجیب
فرشتون سے انسان تہے نہ وہ کچھ
کہ تہا ہر کلس نام بہی طرحدار
کہ اک رنگ ایسے نہ دیکہے سنے
جوانی کا کچہ لطف دیکہا نہ ہائے
غنیمت تہا گہر او تکے ہین اونکا دم
تواضع تکلف سے ساری ہوئی
طرفتانی نے خوش کیا خوب سا
تو داخل ہوئی آگرہ رات رات

ہوا جلسہ اک آگرہ مین بہی خوب ❊ کہ مسرور سبکے ہوئی وہان قلوب

کیا چار دن آگرہ مین مقام ❊ وہان سے کیا کول آکر قیام

مبارک سلامت کو آئے شفیق ❊ پرانے جو غمخوار تہے اور رفیق

وہان سے چلی آئے میرٹھہ مین ہم ❊ مہینا گیا اس مین کچھ بیش و کم

یہہ گھر از سر نو پہر آباد ہے ❊ گیا غم خوشی آئی دل شاد ہے

کیا شکر معبود کا صبح و شام ❊ کہ اوس نے کیا اسکا سب انصرام

بجز حلم اوسکے نہ جوڑا ملے ❊ نہ جوڑا ملے اور نہ گھوڑا ملے

کیا جیسے آباد حق نے یہہ گھر ❊ اسیطرح ہو ہر بشر بہرہ ور

عنایت الہی سے بعد یکم سال پیدا ہونا دختر نیک اختر کا بمقام علیگڈہ اور بجائے فرزند ارجمند اوسکو سمجھکر تہنیت کرنا اوسکی بمقام مذکور دار السرور وطن مولف

پلا ساقیا آج تازہ شراب ❊ کہ دیکھون نظر بہر رخ آفتاب

پیا پے پیون اور خدا یاد ہو ❊ تو پہر غیب سے میری امداد ہو

ضعیفی کے عالم مین جسکا تہا داغ ❊ دیا مجکو خالق نے روشن چراغ

دیا یہہ جو پیری مین روشن دیا ۔ دیا کچھہ بزرگون کا ہم کو ملا
ہمین اسکی کچھہ بہی نہین تہی امید ۔ ثمر پایا تازہ خدا کا ہے بہید
ہوا اسمین عرصہ تو تشویش تہی ۔ طبیبون سے پہر اسکی تفتیش کی
سبہون نے کہا ہے مرض لاکلام ۔ دوائین کرو اسکی جلدی تمام
چلی ایک صاحب کی فکر رسا ۔ جو تہے گوالیر مین بہت سے دُکا
کیا اک مہینے برابر علاج ۔ نہ آیا وہ اصلا رفیق مزاج
ہوئی ایسی تکلیف جان پر بنی ۔ کہ آخر کو اونکی دوا چہوڑ دی
خدا نے کیا پہر سر نو کرم ۔ جو منظور اوس کو تہا یہہ مبدم
کہ دونگا مین اس گھر مین روشن چراغ ۔ کری دل سے اس گھر کے جو دور داغ
خدا کی نظر اور انسان کی اور ۔ کہ اوسکی نظر کا کسے پایا طور
کوئی بہی نہ سمجہا یہہ راز تہان ۔ کہ یون وقت پر ہوئیگا وہ عیان
گذر جب گیا اس مین یکنیم سال ۔ خدا نے دی اک دختر خوش جمال
صحیح اور سلامت وہ پیدا ہوئی ۔ خدا نے سبہی کی نظر نیچے کی
گئے اوسکی قدرت کو تہی جو کہ بہول ۔ ہوئے سرنگون سب ظلوم و جہول

گردن وصف اوسکا بقول حسن
وہ ایسا ہی یکتا ہے معبود ہے
کیا پیدا جس نے زمین وزمن
قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے

تاریخ تولید دختر نیک اختر از مولف

مژدہ تولید دخت کا ستکر
یہہ تو فرزند کی برابر ہے
مچ گیا شور شادیانہ کا
متفق قول ہے زمانہ کا

فکر تاریخ گر تجھے ہے شور
لکھدے ہے اسکو چراغ خانہ کا
۱۳۱۸

چھٹی دختر مذکور از مولف

ہوئی شمار جو پہلے سی ساز کا چھٹی
خدا نے شور کو بخشے جو نور کی پتلی
اسیطرح سے خداوی ہے نونہال دلا
سُنا جو حورون نے جنت کی اسکو تیسر یدن
مبار کی کی صدا چار سمت سے آئی
خبر خوشیکی جو ساتون فلک تلک پہونچی
تو چارون سمت سی کرتی ہی کیا پکار چھٹی
تو اوسپہ مہر کو لائی ہے نثار چھٹی
کہ چند سال سے تھی یہہ امیدوار چھٹی
تو لائین چاند کی چوتھی کو کر سنگھار چھٹی
نہ کیونکر دلین پہر اترا ہے بار بار چھٹی
تو گائی دل سی ہی زُہرہ نے کیا پکار چھٹی

دکہایا وقت ضعیفی مین یہہ خدا نے دن
خوشی رہیگی جو چالیس دن تلک اسکی
صدا جو پہونچی ہے ہنسلی گرڑ دنکی کانونمین

زمانہ کہتا ہے ہوا لیسے بیس بار چہٹی
تو ہو گی اوسپہ یہہ سو سو طرح نثار چہٹی
ضرور وقت کی اپنی ہی مال دار چہٹی

کرو نہ شور کچہہ اسمین تم آج ستّا اور پانچ
نصیب ہوے تمہین ایسی سال وار چہٹی

ہوی پہر تو وہ خوشی تا دو ماہ
شب و روز شکر اوسکا کرتے رہے
رہے پہر تو جلسے برابر عیان
لگین دعوتین ہونے ہی صبح و شام
وہ دختر نہ تہی بلکہ تہا اک پسر
خوشی کی ہوی اسقدر دہوم دہام
ملا سبکو آخر زر و پارچہ
بڑی دہوم سے آئی چہوچک تمام
تکلف سے وہ تہی سراسر بہری

کہ دل کو خبر یا خدا ہے گواہ
ترحم کا دم اوسکے بہرتے رہے
کہ مسرور تہے خویش و بیگانہ وہان
دیئے کُرتے ٹوپی سبہونے تمام
خدا کی عنایت تہی وہ بسر
کہ اب تک وہ ہے یادگار انام
دعا گو جو گہر کے تہے صبح و مسا
جو بہیجی تہی نانی نے با احتشام
ہوی بی تکلف سب اوس سے خوشی

علیگڈہ مین ہمشیرہ جو تہی میری — وہ بیوہ تہین اولاد سے تہی تہی
تمنا تہی اونکو کہ مین گود لون — براد کی اولاد کی ما ہون
چنانچہ وہ لڑکی علی گڈہ رہی — کہ فرزندی مین اونکو وہ دیگئی
اونہون نے دل و جان سے پالا اوسے — پلا یا کئین امرت کا پیالہ اوسے
رکہی دائی اوسپر بہت ہوشیار — رہین اوسپہ خود دمبدم جان نثار
شب و روز رہتا اوسیکا خیال — وہ ہی جان اونکی تہی اور وہی مال
یہان تک کہ بہول اپنے کو وہ گئین — اوسی کے کہلانے مین مصروف تہین
جو دن کو وہ سر پر تو سینہ پہ رات — کہ اُن دن عید تہا اور شب برات
وہ سو جاتی دم بہر تو یہہ جاگتین — مگر اپنے آرام سے بہاگتین
وہ لڑکی بہی جان اونکو اتنا گئی — کہ انجان تہی اوسکے آگے سہی
نہ تہی دین و دنیا کی کچہہ بہی خبر — کہ دو لو تہین وہ مثل شیر و شکر
اونہین دیکہے لڑکی کو ہم آئے گہر — برابر خوشی تہی ادہر اور ادہر

ٹوٹنا کوہ الم کا گردش سپہر نے مہر سے سر اور گذرنا صدمہ عظیم وفات
دختر نیک اختر کا دل و جگر پر بعارضہ نموی دندان بمقام علیگڈہ

کرون کیا بیان تازہ رنج والم | کہ ام سدا سے ہی شادی و غم

خوشی ہوتی تھوڑی ہی اور غم بہت | اسی مین رہے مبتلا ہم بہت

کسی پر نہ اسرار غیبی کھلا | کہ ہے آج کیا اور کل ہوگا کیا

ہے غفلت کا پردہ جو رخ پر پڑا | اسی سے یہہ انسان غافل رہا

ملاتا ہے ارض و سما کی طناب | نہین یہہ خبر مین ہون مثل حباب

قضا و قدر کا جو ہوا اختیار | نہ پاکو زمین پر رکھے زینہار

پر اس پر ہی دعوی خدائیکا ہے | تماشا بڑا خود نمائے کا ہے

یہہ ہی چاہتا ہے کہ راجہ بنون | میری حکمرانی ہو سب پر فزون

نہین جانتا بے رضائے خدا | نہین برگ کو ہوتی جنبش ذرا

یہہ بیٹا ہی میرا یہہ بیٹی میری | یہہ ہے مال میرا یہہ ثروت تیری

غرض یہہ اسی نشہ مین روز و شب | ہے سرشار و بیخود بہ عیش و طرب

نہین علم ہے یہہ ہی دنیا سرائے | ہین مہمان ہم اسمین دو دن کو ہائے

نہ کچھ ساتھہ لائے نہ لے جاینگے | جو نیکی کرینگے تو کچھ پاین گے

خوشی ہے یہہ دو دن کی غم ہے سدا | کوئی یہان رہیگا نہ کوئی رہا

ہوئی ختم اسپر یہہ تمہید ہے | کہ ہر روز ہوتی نہین عید ہے

وہ اکدن تہا لڑکی جو پیدا ہوئی | خوشی اوسکی گھر گھر ہویدا ہوئی

اور اکدن ہے یہہ آج غم کا بہرا | کہ ماتم سے اوسکے جگر خون ہوا

رہی نو مہینے وہ زندہ ضرور | خوشی با خوشی دلکو دیتی سرور

یکایک مرض مین ہوئی مبتلا | کہ دانتون کا جزوی ساتہا خرخشہ

دوا اوسکی پہر کی بخوبی تمام | مگر ڈاکٹر نے کیا یہہ کلام

کہ اسکے جگر پر ورم آگیا | خدا ہی ہے اب اسکا حافظ بڑا

غرض جو نہ کرنا تہا وہ بہی کیا | نہ حکم شفا اوسکے حق مین ہوا

یہہ سُن ہم بہی دوڑے گئی بدحواس | کہ صدمہ جگر پر تہا اور دل اوداس

ہوا اوسکا پیمانہ لبریز وائے | وہ طوطا اوڑا ہاتہہ سے ہائے ہائے

دوا نے کیا اور نہ دارو نے کام | خدا نے جو چاہا ہوا وہ تمام

نہ بن آیا کچہہ ہاتہہ ملتے رہے | تپ دل سے شعلے نکلتے رہے

نوحہ دختر متوفیہ از مولف

پہر چمن چرخ نے بگار دیا | گل شوری کو شور گاڑ دیا

عمر بہر مین کہلا تہا نخل مراد
باغبان نے بنا بنا کے چمن
تہے دلا و رجہا نمین ہم بہی بڑے
کوہ غم سے یہہ دل ہی بیٹہہ گیا
ٹکڑے دامن کے کہہ گئے ہم تے

تو نے باد خزان اوجاڑ دیا
کہیل کیطرح پہر بگاڑ دیا
صدمہ غم نے پر پچہاڑ دیا
کیا فلک نے مجہے پہاڑ دیا
کہہ گریبان جنون مین پہاڑ دیا

صدمہ شوری کا وہ ہوا اب شور
پانو دنیا سے ہی اوکہاڑ دیا

لکہون کیا جو گذرا تہا بستره پر
کہا یہہ کہانی مین کس سے کہون
وہ پیاری سی حرکت وہ بہولی سی بات
نہ لطف اوسکی لینیکا پایا ذرا
یہہ امید بیٹی نہ تم سے تہی واے
تہارا رمان منت بڑہاؤن گی مین
تیرا بیاہ کر کے مین ہوتی نہال

کہ روز و کے آنکہین کرین خون تر
کہ مرجاے وہ اور مین جیتی رہون
یہہ جائینگی اوسکی مرے دم کے سات
مجہے داغ قسمت نے میری دیا
اکیلا مجہے چہوڑ جاؤ گی ہاے
خوشی سے نہ پہولی سماؤن گی مین
یہہ دن دیکہہ مسرور ہوتی کمال

سمجھتی تھی گھر کا تجھے مین چراغ
مگر تو نے مجھکو دیا ہاے داغ

اسیطرح ارمان بہت تھے میرے
کہ وہ دل مین باقی سبھی رہ گئے

رضائے خدا مین نہین اختیار
اجل سے نہین چارہ کچھ زینہار

مگر تیرے غم سے گئی میری ٹوٹ
خدا نے لیا مجھکو گھر بیٹھے لوٹ

تیرے غم مین جی سے گذر جاؤنگی
تیرے پاس دکھیا مین خود آؤنگی

ہے جینا مجھے ہجر مین ناگوار
فلک نے کیا مجھکو ہے بے قرار

خدا دیوے ایسا کسیکو نہ غم
غضب یہہ بڑا ہے ستم ہے ستم

غزل جرات

ہے غم مین تمام زندگانی
تھا رنج کا نام زندگانی

گر پختہ مزاج ہو تو سمجھو
ہے رشتۂ خام زندگانی

پیدا ہوئی جیسے ساتھ لائی
مرنے کا پیام زندگانی

یہہ صبح سے حال ہے تو کیونکر
ہوگی تا شام زندگانی

ہرگز نہ کری سرائے تن مین
بے یار مقام زندگانی

اے مایۂ جان نہو جو تو پاس
آئے کس کام زندگانی

یون زیر فلک کری ہی تم بن
جس شکل سے مرغ تو گرفتار
صاحب یہہ غلام زندگانی
کاٹے تہہ دامِ زندگانی

بہتر ہے غم فراق سے مرگ
بس مجہسے تو تہا او ٹہاین تجکو
ق سُن لے یہہ کلام زندگانی
کرتا ہون سلام زندگانی

جرأت ہے یہہ سُن بقول جامی
اے بے تو حرام زندگانی

ہوئین اونکو فہماشین یہہ تمام
نہ گریہ سے حاصل نہ غم سے حصول
صبوری ضروری کا ہے اب مقام
رضائے خدا کو کرو تم قبول

خدا کو ہے معصوم سے ایک پیار
اسے ہی بولا اوسمین داخل کیا
کہ دربار مین اپنے دیتا ہے بار
جو تہا لطف دربار حاصل کیا

یہہ سمجہا کے اونکو رہے ہم خموش
رضا پر تیرے ہم ہین راضی خدا
کئے جمع پہر اپنے بہی عقل وہوش
کہ تیری امانت کو پہنچا دیا

پہر آگے عنایت کریگا جو تو
کہ دینے کا اور لینے کا اختیار
تو لیکر اوسے ہونگے ہم سرخرو
تجہے دونو حاصل ہین پروردگار

پیدا ہونا دختر ثانی کا بخانہ مولف بعد دو سال اور اشک شوئی از رنج و ملال به فضل ایزد بے ہمال

پلا ساقیا اب مے لالہ گون — کہ جس سے ذرا غم غلط مین کرون
خدا نے میری سُنکے بہیجے ندا — ملیگا تجہے اسکا عوض بہلا
وہ ایسا ہی مالک غفور و رحیم — کہ دیتا ہے بے مانگے ہی اور کریم
ہوئی اوسکی پہر مہر دو سال بعد — دلِ غم زدہ کو کیا میرے شاد
کری دخت ثانی عنایت مجہے — ملی رنج کے بعد راحت مجہے
اسے چاہئے اب تو برکت تیری — کہ ہے دوسری یہہ امانت تیری
تو کر سکتا ہے عمر اسکی دراز — یہہ بندی ہے تیری ہے بندہ نواز
اسے دیکہہ پہلا ہوا رنج دور — ملال کو تازہ بتازہ سرور
میرے مونہہ مین ہے جب تلک یہہ زبان — کئے جاؤنگا حمد تیری بیان
ولے مین ہون ذرہ تو ہے آفتاب — مین ہون خاکپا تو ہے عالیجناب
خدایا مجہے بخش روز جزا — شفاعت سے عیسی کی مجکو بچا
مجہے دام عصیان سے کردے رہا — مین بندہ گنہگار ہر دم تیرا

ہوئی عمر دختر کی جب ایک سال
علیگڑہ مین اسکی ہوئی دہوم دہام
ہوئے مستحق سارے خوش بر ملا
خدا نے دیا پہر دوبارہ سرور
اوسے جو ہے مشکل وہ آسان ہے

تو سالگرہ کا پہر آیا خیال
کیا جلسہ اور دل ہوا شاد کام
ملا سب کو انعام اور پارچہ
کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور
وہ مشکل کشا جن وانسان ہے

غزل سالگرہ دختر ثانی از مولف

ہوئی ہے شوری کی آج سالگرہ
ہوئی جو بعد برس دو نکے یہہ بفضل خدا
خدا دراز کری عمر اسکی قدرت سے
ہوئی ہے بڑہ کے پسر سے عزیز یہہ دختر

لگی ہے پہلی یہہ رشتہ مین نیک فال گرہ
خوشی سے کرتی ہی دلکو بھی کیا نہال گرہ
کہ دیکہین سال بہ سال ایسی بے مثال گرہ
تو دل کو رکہیگی ہر حال مین بحال گرہ

دعا ہے شوؔ کی ہاتہہ اپنی سے مسیح مدام
لگائے رشتہ مین یکصد و بست سال گرہ

ناگاہ خلل پڑا وقت ضعیفی مین جور و ستم چرخ بے پیر اور بیٹہی بٹہائے مبتلا ہوا رنج و افگار شبانہ روز یمین خوبی تقدیر سے کہ جواب تک سوہان جان ناتوان ہے

اکدہر ہے تو اے ساقی غم تراش — ہے سنگِ الم سے جگر پاش پاش

پلادے تو اوسمین سے اک جرعہ گر — دل زدہ کی لون اپنے خبر

سُناؤں تجہے بہی کہانی نئی — سنی آجتک ہو نہ دیکہی کبہی

چلی جبکہ دُنیا سے تیرہ صدی — بہن سے گلے ملکی رونے لگی

بہن بہی بڑی اوسکی تہی غمگسار — ہوئی وقت رخصت کی زار و نزار

کروں یہان پہ اظہار مین اوسکا نام — کہ چودہ صدی کہتی ہین خاص و عام

لگی کہنے چہوٹی کہ اے باجی جان — میری بات سن لو لگا کر دہیان

رہی سو برس مین یہان نیک نام — بغیر از بدی کچہہ نہ تہا میرا کام

ڈرا کرتے مجہسے چرند اور پرند — اور انسان کا تہا دم میرے آگے بند

کری جانور نے بہی یہہ التجا — کہ تیرہ صدی سے خدا تو بچا

نہ پیدا ہمین کرنا رب الانام — صدی تیرہوین کا ہو جبتک قیام

پہر اِس نے بہت زیر و بالا کیے — دغا اور فریبون سے پڑا کیے

یہان مین نے لاکہون کا خون بہی دیا — زمین آسمان سرخ ہو ہو گیا

ہزارون کے ایمان بہی لے لئے — خدا سے فراموش بہی کر دے

کہا وقت میں میرے یہہ بہی تو بہید
کہ انسان کا خون ہو گیا سب سفید

یہان تک کہ شیطان نے مانگی پناہ
ہوا مجہسے خایف بدی ہے گواہ

ہزارون کو دی جعل سازی سکہا
تہی اس فن کے شاگرد بے انتہا

سکہایا کروڑونکو مین نے دروغ
ہوا راستی کو نہ اون پر فروغ

ہوئ وقت میرے قدرِ حرام
حلال اوٹہ گیا دہر سے لاکلام

مین چوری و دزدی مین مشاق تہی
کہ آنکہون کے تل بہی نہ چہوڑے کبہی

برائی نہین دنیا مین جتنی تمام
سبہون کی مین اوستاد تہی صبح و شام

مگر مجکو اس عمر مین باجی جان
بصد جستجو ویسا امتحان

ملا ساری دنیا مین اک آدمی
کہ ثانی نہین دیکہا اوسکا کوئ

اوسے پورا سب گن مین پایا تمام
وہ مجہسے بہی تہا بڑہکے اوستاد عام

وہ ایسا کہ مجہکو سکہایا کرے
سدا راہ بد پر چلایا کرے

جو کچہہ بہول جاؤن دلا دے وہ یاد
مجہے اپنے فن سے کیا اوسنے شاد

چہلتر میرے سو تو اوسمین ہزار
کیا اوسنے آخر مجہے شرمسار

مٹہائی رکہی اور یہہ درخواست کی
کرو مجکو شاگرد اوستاد جی

جو باقی رہا تھا پڑھایا مجھے
ولے آیا اب وقت رخصت میرا
یہہ تحفہ میرا تم پذیرا کرو
نہین تم سے زیادہ کوئی دوسرا
یہہ صد سال مین ہاتھہ آئے میرے
بوقت ضرورت کرینگے یہہ شاد
نہ پاؤگی ان ساکوئی دوسرا
کردن یہان پہ حضرت کا اظہار نام
سکونت جلالی کی رکھتے ہین وہ
کہے کوئی گر تم سے ایار مار
تو کہنا کہ اوستا کے پاس جا
خدا کو فراموش کرنا جو ہو
جوا یمان فروشی سے اولٹے طبق
کسی کو اگر شوق ہو جعل کا

تمام اپنا کرتب سکھایا مجھے
مین ہوئی ہون لو باجی تمسے جدا
نشانی میری اسکو سمجہا کرو
رہین پاس جسکے یہہ اوستاد جی
قدم لیتی ہون مین یہہ میرے بڑے
پہر اوسوقت مجکو بہی تم کرنا یاد
برائی کے ہر فن مین ہین سرغنا
کہ سید علی کہتے ہین خاص و عام
علیگڈہ کے ضلع مین بستے ہین وہ
دغا سے مین واقف نہین زینہار
بر آئیگا مقصد وہان سے ترا
تو یہہ چسکا بہی وہان سیکھ لو
تو اوستاد سے لیوی اسکا سبق
تو شاگردون سے اونکی لے مشورا

ملا نا کسی کا ہو گر خط سے خط
جو بازار مین جہوٹ ملتا نہو
کہ دوکان ہے اِسکی جاری مدام
حلف جہوٹا کرنا او نہین بات ہے
وظیفہ مین دن رات ہے یہہ خیال
وہ تسبیح اولٹی پہرا کرتی ہے
کبہی سچ تو بہولے سے بولا نہین
سمجہتا تو اپنے کو از حد عقیل
بنارس کے لوگون کو دیدے مات
خدا کا نہ ڈر ہے نہ خوفِ رسول
یہان تک کی تیرہ صدئے جو بات
کہا مجہکو اب آپ رخصت کرین
بزرگ اپنا ان کو سمجہنا مدام
یہہ ہر روز باہر سے لائینگے مال

تو روز مرہ ہے یار ربط و ضبط
تو اُستاد سے جتنا چاہو سو لو
ٹکی سیر دیتی ہین وہ صبح و شام
کہ ہے دل لگی اور مساوات ہے
پرایا بہی ہو جائے اپنا ہی مال
کہ داتا کو دہوکہ دیا کرتی ہے
مگر جہوٹ سے موںہہ کو موڑا نہین
نکلتی ہے اور ون پہ ہر دم دلیل
کہ اونسے بہی کچہہ بڑہ گئی انکی گہات
طمع کی بدولت گئے دونو بہول
ہوئی بہن خوش اونکی سنکر صفات
ان اُستاد سے اپنی ملت کرین
تمہارے یہہ ہر روز آئین گے کام
بہرینگے تیرا گہر تو ہوگی نہال

کیا اوس نے استاد کا خوب شکر
دیا بہن کے ہاتھہ مین اونکا ہاتھہ

ہوئی پہر تو چودہ صدی بہی اوداس
کیا بہن کے تفرقہ سے ہراس

گلے مل کے وہ دونو رخصت ہوئین
گرفتار الام فرقت ہوئین

خدا تیرا حافظ ہے تیرہ صدی
تیری شکل پہر بہی مین دیکہون کبہی

کرون گی یہان مین بہی کچھ دہوم دہام
مگر یاد تجہکو کرون گی مدام

لگی کہنے استاد یہہ اوس سے بات
تمہارا بہی دونگا ابد تک مین ساتہہ

رہی جیسے خوش مجہسے تیرہ صدی
اوسیطرح تم بہی رہو گی خوشی

تمہارا بہی دل سے کرونگا مین کام
کہ دنیا مین تم بہی رہو نیک نام

تردد مین رہنا نہین اب ضرور
تمہین ہوگا مجہسے بہت کچھہ سرور

ہونا کار نمایان اوستاد کی جانب سی اور برباد کرنا ایک فرنگی کا اپنی گرتیب سی کہ ابتدائی پیدائش دنیا سے اجتک کہین ایسا ہوا نہو

پلا اب تو ساقی دوبارہ مجہے
کہ قصہ سناؤن یہہ سارا تجہے

اوڑینگے تیرے بہی اسی سنکی ہوش
سبہی بہول جائیگا یہہ نا و نوش

گذر جب گئے چند روز
تو یہہ بولے استاد گیتی فروز

کہ چودہ صدی کچھ کروں اپنا کام
میری قدر ہو تجھکو اور احترام

ہے بیکار رہنے سے دل اب اداس
تمہارا بھی ہر وقت ہے مجکو پاس

کروں وہ نہ دیکھا سنا ہو کبھی
تمہارا بھی ہو نام جس سے ابھی

کہا اوسنے نیکی کا کیا پوچھنا
مجھے تم سے ہی کچھہ نہ کچھہ پوچھنا

لگی کہنے ہے اک میرا یار غار
کہ وہ قوم اپنے مین ہے مالدار

اوسے ایک حکمت سے لوٹونگا مین
تو برسونکی روٹی سے چھوٹونگا مین

اوسے کہتے ہین شور صاحب عوام
ہے مدت سے میرٹھہ مین اوسکا مقام

غرض وہ ہم ہی ہین مروت شعار
کہ دیتے بیٹھے دہوکے مین بارہ ہزار

سنین اسکی شرح کو دانشوران
کہ اوستاد نے کیا کیا سحر بیان

ہوا سامری بھی جسے دیکھ دنگ
گیا سحر اپنیکا بھی بھول ڈھنگ

یہہ حضرت تھے پہلی میرے یار غار
پھر آخر ہوئے وقت پر یار مار

طمع سے وہ یاری مین خواری ہوئی
طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی

چہل سال سے وہ یاری مدام
کہ حیرت مین تھی دیکھکر خاص و عام

گویا دونو باہم لنگوٹے کے یار
تھی شبیر و شکر دونو لیل و نہار

سن وسال مین بہی تہے دونو ہم — کہ تہوڑا ہی کچہہ فرق تہا بیش وکم

یہان تک بڑہا دونو کا اعتبار — زبان پر ہے لینے دینے ہزار

کہا کرتے تہے مجکو بہائی مدام — بہر اکثر تا دم اونکا مین صبح وشام

شب وروز تہی آمد وشد سدا — ملا تہا یہہ دونو کا دل ایک سا

فقط ایک مذہب کا تہا اختلاف — رہے مدتون قالب ودل بہی صاف

سبب اسکا آخر مین معلوم ہوا — کہ تہا بے غرض کب وہ لطف ومزا

خیال آیا جب یہہ کہ کچہہ لیجیئے — دغا دوستی مین انہین دیجیئے

اوسی دن سے نیّت مین آیا فتور — رہے منتظر وقت کے وہ ضرور

یہہ سچ ہے کہ جب وقت آئی برا — مزہ بہر محبت کا ہو کر کرا

بنائے خصومت ہوئی اب شروع — پنٹہی کے مالک نے کی یہہ رجوع

گر دمیری بسوات کو کیجیئے — میرا قرض بیباق کر دیجیئے

یہہ ٹہرے شراکت کی کر یو یچن — کہ ہے گانو اپنی قریب وطن

رہیگا مقرر کچہہ اس مین مفاد — لکہا دس برس کو غرض شاد شاد

بالآخر دئے اوسکو تیرہ ہزار — ہوا نصفا نصفی کا قول وقرار

لکہا یا گیا کاغذ ضابطا
رہا کرتے میرٹھہ مین ہم جو مدام
فتور اونکی نیت مین اب آگیا
کیا کرتے تحصیل وہ فصل وار
کبہی ہاتہہ اوٹہا یا سا ملتا ہمین
طلب گر کیا چین پہ ابر دہوے
رہے چند روزہ ادہر ہم خموش
اسی عرصہ مین اک ضرورت ہوئی
بلا سود اونسے لئے آٹہہ ہزار
لکہا سادہ رقعہ اور اونکو دیا
یہہ بعد اسکے ٹہری کہ ٹہیکہ مین لین
رہے اوس مین بہی نصفا لنصفی کا ڈول
کیا ہم نے تسلیم اون کا کہا
دریں ضمن اک بیگم سہسوان

ہوا دخل ہی اپنا با قاعدہ
لہذا دیا سونپ حضرت کے کام
کہ جسکے سبب فرق دلمین پڑا
نہ دیتے حساب وصولی وہ یار
کبہی پورا حصہ نہ بہیجا ہمین
جو دینے کا وقت آیا بدخو ہوئے
بڑہا اونکی دل مین ادہر اور جوش
کہ قرض اون سے لینی کی رغبت ہوئی
ملا ہمکو بے سود بے عذر اودہار
اونہون نے وہ منظور دلسے کیا
علاقہ جو کوئی رئیس اپنا دین
تفاوت نہو یہہ ہے مردونکا قول
رہے طالب وقت وحکم خدا
ہوئی ملتجی زر کی کچہہ فی زمان

لگے رہن کرنے علاقہ تمام | کہ تیرہ تھے موضع جو خاص اوسکی نام

اوسے تھی ضرورت کہ لون بیس ہزار | کیا ہم نے منظور بہتر بہہ کار

کیا مجھسے حضرت نے زر کی سبیل | کرو اپنی میری کہ تم ہو عقیل

میرے پاس تھے ساڑھی دس ہی ہزار | رکھے اونکے آگے وہین ایکبار

زیادہ نہ تھا اس سے جو اور زر | کیا عذر حضرت سے مین نے مگر

کہا میرے حصہ مین تو ہے ملکی | دلادو کہ دیدو تو ہے دوستی

دلادوگے گر بنک سے تم مجھے | ادا مین کرونگا معہ سود کے

کہا مین نے اس مین نہ جلدی کرو | ملاقات بیگم کی تم سر و برو

جب ہو جایگا اوس سے پختہ کلام | اوسیوقت پر بنک سے ہوگا کام

کہا مین نے سب کام پختہ کیا | کہ روز آتی ہین اوسکے خط پر ملا

جو عندالطلب زر نہو میرے پاس | تو ہوگی خجالت مجھے بے قیاس

مجھے ہے ضرورت کہ لون اٹھ ہزار | تمہاری سعی سے برآمد ہو کار

غرض بنک سے مین نے لا کر دیا | تقاضہ سے جب میرا پیچھا چھٹا

لکھایا مجھسے وثیقہ تمام | دیا بنک نے جب وہ زر لا کلام

ہوا منقضی اس مین جب ایکسال
تو بیگم کے غم نے کیا اور حال

نہ ٹہیکہ نہ بیع اور نہ گہروی کا نام
وہ باتین بناوٹ کی تہین صبح و شام

یہہ دم اوسکے کارندون نے دیدیا
کہ ٹہیکہ مین نقص اپ کو ہے بڑا

اونہون نے یہہ سمجہا جو ٹہیکہ دیا
ہماری بہی روزی کو دہکا دیا

تہے حضرت جو ان روزون تحصیلدار
ملازم تہے سرکار کے باوقار

رہا کرتا تہا سردہنہ مین قیام
میرا آنا جانا بہی تہا وہان دوام

مگر اوس زمان تک تہی غیبت درست
دغا سے بری قول چالاک وچست

گیا میرا کارندہ وہان لیکے خط
تو پیش آئے اوس سے بہی با ربط و ضبط

لکہا مین نے بیگم کا غم ہے بڑا
اسی دور کیجے برائے خدا

نہین اوس سے امید اب کچہہ رہے
کہ دیگی وہ ٹہیکہ نہ ہرگز کبہی

مناسب سے ہے اپنا روپہ لیجیئے
میرا جو کہ زاید ہو وہ دیجیئے

اونہون نے وہ مجرا کئے آٹہہ ہزار
جو مین نے لیے اونسے تہی اکدوبار

جو زاید تہا میرا وہ واپس کیا
مگر میرا رقعہ نہ اوسدم دیا

کہا رقعہ اسوقت ملتا نہین
اوسی سہو سی رکہہ دیا ہی کہین

میری واپسی کی تہی ڈہائی ہزار — وہ کارندہ لایا بہ عین انتظار
رسید اٹہہ کی ہین مجہے خط دیا — کہ تہا وہ لکہا اونکی ہی ہاتہہ کا
غرض یہہ تو قرضہ ہوا اختتام — پہر آیا مجہے بنک کا یہہ پیام
کہ بیباق کردو رقم اٹہہ کی — بنی جو رہے رسم آگے کو بہی
خبر مین نے حضرت کو یہہ بہیجدی — کہ دیدیجیے بنک کا ہی بہی
نہین سود کے زیر باری بہلی — لیا جس لیے تہا وہ بات ہی گئی
اونہون نے وہین نصف تو دیدیا — ادا سود اوسکا بہی سب ہو گیا
رہا نصف اوسکا کیا یہہ قرار — کہ ہم جلد دین گی اوسے بہی اوتار
ہے میعاد اوسکی مین باقی ضرور — اگر بعد کو رکہین اپنا قصور
ہوا پہر زمانہ کا جو انقلاب — تو حضرت کی پنشن کا آیا حساب
ہوئی اون سے حکام بیزار بہی — کہلا رشوتون کا کچہہ اسرار بہی
چلے سرونہ سے پہر آئے وطن — معیشت کی جانب سے رنج و محن
علیگڈہ مین رکہا گئے بود و باش — ولی گذرے ہر دم بہ فکر معاش
اون ایام مین آیا باہر سے زر — دیا میم صاحب کو وہ سر بسر

میرے پاس تہا رہن پدر ون گنج
وہ سب او سکے ہی چہوٹنے کا تہا گنج

خبر اسکی حضرت کو جو مل گئی
تو دوڑے میرے پاس وہ سنتی ہی

کہا مجھکو ہے اک ضرورت بڑی
کہ اک بنک لینے ہے مجکو نئی

مجہے بارہ توڑہ جو دیدوگے اب
ادا اسال بہر مین کردونگا سب

دستیقہ مہ سود لکہہ دونگا مین
اور آٹہہ آنہ بہی فیصدی دونگا مین

مگر سادہ کاغذ پہ لکہہ وائیے
مجہے زیر باری سے بچوائیے

اسیطرح تم نے لیا مجہسے تہا
کہ سادہ ہی پر تہا تمہارا لکہا

غرض سیم صاحب سے دلوادی
نہ تہا دل مین اوسوقت تک شک میرے

لکہا باپ بیٹون نے کاغذ پہ نام
گواہی سے پختہ ہوا وہ تمام

چلا آیا سود اوسکا بہر سال بہر
نہ تہا اسطرف کچہہ خیال دگر

اسی عرصہ مین بنک کا بہی ادا
جو حضرت کے ذمہ تہا وہ سب ہوا

بقایا جو تہا بنک کا سب دیا
مع اصل اور سود بیباق ہوا

ہوا منقضی جبکہ وہ ایک سال
کیا ہم نے بارہ کا اونسے سوال

اب آئی دغا دل مین اونہا فتور
کہ دینا برا ہوتا ہے بالضرور

رہا چند مدت تو حیلہ کا کام — لیا سود دینی کا بہی پہر نہ نام

تقاضہ کو بہیجا جو ایک آدمی — لگے کہنے اوس سے یہہ اُستاد جی

یہہ صاحب سے کہنا سندیسہ میرا — کہ سن لین اسی غور سے وہ ذرا

جواہر کے ڈبیہ تہے بارہ دہرے — اوسے چیل پنجہ مین لے اوڑ گئے

لگائے فریبو نکے پہر سات پانچ — کہ بارہ نگل جاؤن آئے نہ آنچ

ہوئی آٹہہ کی ہمیہ نالش فضول — کہ جو سر دہنہ مین کئے تہے وصول

وہ بہی آٹہہ کا رقعہ میرا جو تہا — براہ دغا وہ لیا تہا دبا

اوسی کی سر تو یہہ نالش ہوئی — اس ایمان فروشکی شہرت پڑی

ہوئی پیش قدمی یہہ صرف اس لئے — کہ بارہ بہی بیچ جائینگے سب مجہے

یہہ سُنکر ادہر سے بہی نالش ہوئی — کہ بارہ بہی کہا لینگے اُستاد جی

اودہر وہ پنٹے کے باقی جو تہے — تو میعاد آگے کو کافی نہ تہے

گذرتے تہے میعاد کے تین سال — پہر آگے نہ سنا کوئی اوسکا حال

اودہر سرسری اوسکی کردی رجوع — ادہر بارہ توڑی کا دعوی شروع

گئی مال مین پہر وہ نالش بگڑ — کہ حاکم تہا اک شاخ قانون جبر

کیا جج کے پہر پیش اسکا اپیل
وہ دیوانی مین پیش حاکم ہوی
ہوا حکم لڑنے مین بگڑو گے تم
کسیکو تو دو پنج اپنا قرار
چنانچہ ہوئے پنچ اک نامور
ولے تہے وہ قانون سے بیخبر
سپرد او نکے دونو مقدمے ہوئے
جو نودن کا تہا پنچ کی آگی کام
کیا گرچہ تحقیق اونہون نے ضرور
نہ جرات نہ ہمت ہی رکہتے تہی وہ
وکیلون کے دہوکہ پہ چلتے رہے
جب اظہار استاد لکہا گیا
کہا مین نے پائے نہ بارہ ہزار
حلف کو وہ شہرت بناپی گئے

کہ دائیر ہے وہان اب تلک با دلیل
مقدمے جو تہے بارہ اور آٹہہ کی
مگر فیصلہ ہو تو سنورو گے تم
رکہو رائے پر اوسکے دار و مدار
کہ مشہور تہے صاحب مال و زر
فقط عیش و عشرت سے تہے بہرور
کہ راضی فریقین بہی ہو گئے
ہوا اون سے نہہ ماہ مین انصرام
مگر شر نہ اون سے ہوا کچہہ بہی دور
کہ ہر دل عزیزی برتتی تہے وہ
اسیطرح نہہ ماہ ٹلتے رہے
تو دونو مقدمون سے انکار ہوا
نہ پائے کبہی آپنے وہ آٹہہ ہزار
نگل بارہ اور آٹہہ کو ہی گئے

اور اسپر یہہ طرّہ کہ خط جعل کے
ہوے پیش نامی سے اعمال کے

ادہر سے بہی تردید اونکی ہوی
مگر پنچ نے کچہہ توجہہ نہ کی

اگرچہ ثابت تہا سچّے ہین ہم
وہ چہوٹی سراسر ہین اور بے دہرم

ہوا پنچ کو پہر بہی کلمہ کا پاس
پیام ہمکو بہیجا بہ حرمان و یاس

وہ یہہ تہا کہ ہین باپ میرے خفا
مجہے کرتے ہین حق سی میرے جدا

یہہ کہتے ہین کہ تو فرنگی کا ناس
مسلمان کا تجہکو لازم ہے پاس

تو بعد اوسکے دونگا مین حصہ تیرا
وگرنہ مین تیرا نہ تو ہے میرا

یہہ سنکر گئے اپنے ہوش و حواس
نہ بن آیا کچہہ جو کرین التماس

غرض پنچ صاحب نے کاٹا گلا
کیا وہ جو والد لئے اون کے کہا

ہرایا ہمین اور جتایا اونہین
نہ تہا دیکہنا جو دکہایا ہمین

امارت کا اپنے نہ آیا خیال
دیا ہاتہہ سے اپنے انصاف ڈال

درانتی سے مونڈا سر انصاف کا
نہ حاکم کا ڈر اور نہ خوف خدا

دیا پیچہے والد کے ایمان کو چہوڑ
لیا حق سے ناحق کو مونہہ اپنا موڑ

ضلع بہر مین بدنام تہے اسقدر
کہ چرچہ برائی سے تہا گہر بہ گہر

گئے فیصلے جب وہ حاکم کے پاس
تعجب اونہین بہی ہوا بی قیاس

ادہر سے یہہ پہر عذرداری ہوئی
کہ حق تلفی بیجا ہماری ہوئی

کیا پنچ نے بددیانت کا کام
رعایت کری قوم کی لا کلام

طلب پنچ ہوا اپنے والد کے ساتہہ
حلف سے لکہے جاوی وہ اصل بات

سمن بہی پہونچے طلبی کے جب اونکی پاس
تو گبہرا آئے اور کچہہ ہوے بدحواس

ہوئی باپ روپوش شرما گئے
عدالت کے آنیسے گہبرا گئے

کہا پنچ سے مجکو رکہو معاف
جو سچ ہے عدالت مین تم کہدو صاف

عدالت مین جانیسے ہی مجکو عار
کہ ہوتا ہے اسمین میرا کم وقار

گئے پنچ جسدم عدالت کی پاس
حلف سے کیا جاکے یہہ التماس

کہ بارہ کا دعوی تہا سچا ضرور
مگر میری فہمید کا تہا قصور

مین سمجہا وثیقہ کو بے ضابطہ
منقسش کا کچہہ علم مجہکو نہ تہا

جو رودادپر اسکے کرتا نظر
تو بے شک یہہ ڈگری کی قابل تہا

ولے صرف کاغذپہ کی اکتفا
لہذا اسی مین نے ڈسمس کیا

اس اظہار پر پنچ گئے اک ہنسی
عدالت کے سب حاضری نوبجے کی

دیا حکم حاکم نے اس پر لکھا
نئے سر سے اوسکو جو ثابت ہوا
کہ خارج ہو یہہ فیصلہ پنچ کا
تو پہر دعوی بارہ کا ڈگری ہوا

ولے پنچ کا پاس اتنا ہوا
کیا آٹہہ کا دعوی ڈگری تمام
کہ پوچہا نہ کچہہ آٹہہ کا ماجرا
مشوش ہوئی سنکی سب خاص و عام

ہوئے دونو کے پہر اپیل ہائی کوٹ
یقین ہے کہ انصاف ہوگا وہان
نظر آیا قسمت کا یہہ سارا کہوٹ
پہر آگے ہین تقدیر کی خرابیان

مسدس نظیر اکبر آبادی

کیا کیا فریب کہئی دُنیا کی فطرتونکا
مکرو دغا و دزدی ہی کام اکثرونکا
جب دوست ملکی لوٹین اسباب مشفقونکا
پہر کس زبان سی شکوہ اب کیجئی دشمنونکا
ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

نادان کو پلا کر اک بہنگ کا پیالا
گٹہری بغل مین ماری اور لیلیا دو شالا
وانا ملا تو اوس مین گہولا دہتورا کالا
ہوتے ہی غافل اوسکو پہانسی مین کہینچ ڈالا
ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگونکا

یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

پیسے روپئی اشرفی یا سیم وزر کا پترا
میدان چوک کیا ہی یہہ فن ہی وہ ہنترا
پہر جیت گہر مین لاوی ہی کون ایسا چترا
کترے ہی جیب چڑہ کر ہاتہی پہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

چڑیا نے دیکہہ کیڑا غافل ادہر گہسیٹا
چیلون نے مارو پنجی کوّی کا سر گہسیٹا
کوئی نی وقت پاکر چڑیا کا پر گہسیٹا
جو جسکے ہاتہہ آیا اوسنی ادہر گہسیٹا

ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذرا
قابو چڑہا تو اوسکا دانہ وہ کہا سدہارا
اور صید چاہی دانہ کہا کر کری کنارا
اور کچہہ ہی چال چوکا تو وہین چال جارا

ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

نکلا ہی شیر گہر سے گیدڑ کا گوشت کہانی
گیدڑ کی دہن لگا دی خود شیر کو ہکانی

کیا کیا کرین ہین باہم مکر و دغا بہائی | یان وہ بچا نظر اب جسکو رکہا خدا نے

ہشیار یار جانی یہہ دشت ہی ٹہگو نکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستو نکا

یہان سے کرین غور اب سامعین
کروڑون سے افزون جو ایمان تہا

اور اوسپر یہہ طرہ کہ وقتِ اخیر
یہہ روزہ نماز اور وظیفہ مدام

یہہ تسبیح کا درد ادیر اور سویر
مضامیر کا لے نہ کوئی بہی نام

مگر مرثیہ جو سنا دے کوئی
کہ حضرت کا مذہب بہی بہی رافضی

اونہین غیر بہر آتا کب رحم تہا
ہوا ڈر نہ حسنین بہی کچہہ ذرا

محرم کا غم اور مجالس امام
کہ اُستاد نے کہویا دُنیا و دین

وہ بارہ پہ اور آٹہہ پہ کہو دیا
ہوئی ساٹہہ کی عمر شکل فقیر

دکہانیکو دُنیا کے ہین صبح و شام
ہے سب مکر اور روز کا ہیر پہیر

نہ جلسہ ہو گانے بجانے کا عام
تو سنتے تہے اوسکو خوشی با خوشی

پہرے تین یارون سے ہین صاف ہی
جو اصحاب سے پہر گئے بر ملا

طمع نے اونہین طاق مین رکہدیا
دکہانے کی باتین ہین یہہ ہی تمام

وہ شیر خدا ہی علی جن کا نام
اونہین مانگر پہر کرین ایسا کام

اور اوس پر یہہ کہنا کہ جنت ہمین
ملیگی علی کی بدولت ہمین

جو شیعہ سے ہون سال بہر مین خطا
محرم مین رونے سے بخشے خدا

اس اعمال پر شیخ اسلام کی
تمنا ہے بدنامی مین نام کی

اسیطرح رب کا بہی ڈر کب رہا
یہہ ہی زعم ہے یہان رہنگی سدا

پسر بہی وہ لایق ہوا فی زمین
کہ ہی باپ سے بڑہ کی اوسکا چلن

اوسے کہتے ہین اعظم الدین حسین
نہین ہے بغیر از فریب اوسکو چین

خلیفہ ہے چہوٹون کا اور پیشوا
مجسم دغا ہے دغا ہے دغا

مکر جاتا ہے اپنی تحریر کو
فروغ اپنی دیتا ہے تقریر کو

بناتا ہے خط دوسر کا بجنس
کہ کہا جایئن دہوکہ سبہی جن و انس

غرض اس مین ہے اوسکو ایسا کمال
بنا لیتا ہے جعل کا روز جال

بڑا اسومین وہ ایک اوباش ہی
چہپا رستم ہے اور عیاش ہے

علیگڈہ سے رنڈی بہگا لیگیا
بریلی مین جاکر گرفتار ہوا

ٹکا جس سے لیتا ہی دیتا نہین
سحر کو کوئی نام لیتا نہین

سُنا جب کہ چودہ صدی نی یہ حال
لگی چومنے پہر تو اونکے قدم
کہا جو ہُوا سے سُنی تہی سُنا
تمہاری بدولت مین بن جاونگی

تو اُستاد سی خوش ہوئی وہ کمال
شب و روز پہر نے لگی اونکا دم
تمہین مین نے کچہہ اوس سے پایا سوا
کہ غیرونکی دولت بہت پاونگی

مسدس نظیر اکبر آبادی

دنیا عجب بازار ہی کچہہ جنس یہانکی ساتہہ لے
میوا کہلا میوا ملی پہل پہول دی پہل پات لے

نیکی کا بدلا نیک ہی بدسی بدی کی بات ہے
آرام دے آرام لی دکہہ درد دے آفات لے

کلجگ نہین کر جگ ہی یہہ یہان دنکو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتہہ دی اوس ہاتہہ لے

کانٹا کسیکے مت لگا گو مثل گل پہولا ہی تو
مت آگ مین ڈال اور کو پہر گہانس کا پولا ہے تو

وہ تیری حق مین تیر ہی کس بات پر بہولا ہی تو
سن رکہہ یہہ نکتہ بی خبر کس بات پر پہولا ہے تو

کلجگ نہین کر جگ ہی یہہ یہان دنکو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتہہ دی اوس ہاتہہ لے

شوخی شرارت مکر و فن سبکا بسیکہا ہی یہان
جو جو دکہایا اور کو وہ آپ بہی دیکہا ہی یہان

کہوٹے کہری جو کچہہ ہی تسکا ہی پرکہا ہی یہان | جو جو پڑا الٹتا ہی دل تل تل کا لیکہا ہی یہان

کلجگ نہین کرجگ ہے یہہ یہان دن کو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دی اوس ہاتہہ لے

جو اور کی بستی رکہے اوسکا بہی بستا ہی پرا | جو اور کی مارے چہری اوسکی بہی لگتا ہی چہرا
جو اور کی توڑے ڈہری اوسکا بہی ٹوٹی ہی ڈہرا | جو اور کی چیتی بدی اوسکا بہی ہوتا ہی برا

کلجگ نہین کرجک ہی یہہ یہان دن کو دی اور ران لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اوس ہاتہہ لے

جو اور کو پہل دیوگا وہ بہی سدا پہل پائیگا | گیہون گیہون جو سے جو چانول سی چانول پائیگا
جو آج دیویگا یہان ویسا ہی وہ کل پائیگا | کل دیویگا کل پائیگا کلپائیگا کل پائیگا

کلجگ نہین کرجگ ہی یہہ یہان دن کو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دی اوس ہاتہہ لے

جو چاہی پیچل اسکہری سب جنس یہان تیار ہی | آرام مین آرام ہی آزار مین آزار ہے
دنیا نجان اسکو میان دریا کی یہہ منجہدار ہے | اور ونکا بیڑا پار کر تیرا بہی بیڑا پار ہے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہہ یہان دن کو دی اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دے اوس ہاتھہ لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آسان اور کی تجھکو بہی آسانی ملے

تو اور کو مہمان کر تجھکو بہی مہمانی ملے
روٹی کہلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہین کر جگ ہی یہہ یان دن کو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھہ دے اوس ہاتھہ لے

اپنے نفع کیواسطی مت اور کا نقصان کر
تیرا بہی نقصان ہوئیگا اسبات پر تو دہیان کر

کہانا جو کہا تو دیکھکر پانی پیئے تو چھانکر
یان پاؤنکو رکھہ پہونککر اور خوف سی گذران کر

کلجگ نہین کر جگ ہی یہ یان دنکو دی اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھہ دی اوس ہاتھہ لے

غفلت کی یہہ جا گہہ نہین یان صاحب ادراک رہ
دل شاد رکھہ دل شاد رہ غمناک رکھہ غمناک رہ

ہر حالمین تو بہی نظر اب ہر قدم کی خاک رہ
یہہ وہ مکان ہی او میان یان پاک رہ بیباک رہ

کلجگ نہین کر جگ ہی یہ یان دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دی اوس ہاتھہ لے

حالات سیاحی مولف کیے وطن سے شروع ہوئی

پلا ساقیا وہ مئے لالہ رنگ
کہ سیاحی کی جس سے آئی ترنگ

علیگڈہ جو ہے ایک اپنا وطن
کسیوقت مین تہا وہ رشک چمن

عمل مین میرٹہہ کے گلزار تہا
زمانہ جو بدلا تو پہر خار تہا

تعلق اوسیکے تہے باون محال
ہوا جب کہ پلٹی ہوا اور حال

حکومت جب انگریز کی آگئے
ہوا اور کچہہ رنگ دکہلا گئے

نہ وہ کمپ اور فوج کا تہا نشان
رہی ایک کالون کے پلٹن وہان

بقول نظامی یہہ سچ بات ہے
کبہی دن بڑی اور کبہی رات ہے

بیک گردش چرخ نیلوفرے
نہ نادر بجا ماند بے نادرے

ستا سب بزرگون سے یہہ ہم نے حال
جو اوپر لکہا ہے یہہ اونکا مقال

ہوئے ہم جو پیدا بہ عہد فرنگ
علی گڈہ کا پہر پایا کچہہ اور رنگ

جو دیکہا تو ہے قلعہ خالی پڑا
گئے ڈر اوسے دیکہہ اور دل بہرا

فراسو کوین تہے جو عالی وقار
مریٹہہ کی جانب سی تہے قلعدار

ملازم تہے کرنیل پدرون ہی
نکخوار تہے سندہیہ کے سبہی

دریدون میجر تہے اک نامور
ڈبایون بہی ہمسر تہے اونکے مگر

ولے اونکی اولاد برباد ہوئی
کہ گھر کھو کے اونکا وہ آزاد ہوئی

ادر افسر تھے جبرنیل پیرون بڑی
کہ آتے ہی انگریز کے چل دے

اسیطرح چندین تھے اہل فرانس
نکل سب گئے جیسے ہاتھونکی پہانس

ہمارے بہی دادا تھے کپتان وہان
ہو گوالیر مین ہی وہ جانفشان

ہوئین بعض کی پنشین تا حیات
کہ اب تک وہ پاتے رہے تا ممات

غرض نقشہ بدلا علیگڈہ کا سب
عملداری حال وہان آئے جب

وہ قصہ سا آنے لگا اک نظر
کیا پہر فرنگی نے زیر و زبر

ہوے پہر نئے اوسمین پیدا رئیس
جو ہندو تھے دو تین تو مسلما تہی بیس

ملاقات سب سی تہی اور دوستی
کرون نام بہی اونکا ظاہر ابہی

طبیب کلان اور رئیس کلان
تفضل حسین اونکو کہتا جہان

ریاست تہی اونکی بہت ہی بڑی
مگر عیش و عشرت مین کہو دی سبہی

تہے اوصاف اونکی سبہی لابیان
وہ مشہور ایسی ہوئی در جہان

فنا نے نہ چہوڑا اونہین بہی مگر
ہوا اون کا برباد سارا ہی گھر

اور اون سے زیادہ تہی اور اک طبیعت
ارسطو زمان اور عجب و غریب

علیم اللہ مشہور تھا اون کا نام — نسیم اللہ بیٹا تھا فخرا نام

وہ بیٹا تو کچھ اون سے بھی بڑھ گیا — فضلیت مین یکتائے عالم ہوا

قضا سے ہوا باپ پہلے فنا — غدر مین مگر بیٹا باغی بنا

ولے چھوٹا بیٹا ہے اب نیک نام — نعیم اللہ کہتے ہین سب خاص و عام

علاوہ ازین اور تھے دو حکیم — کہ نامی و کامے بہ فضلِ کریم

تھے احسان علی اور عزت علی — وہ رکھتے تھے ہم سے محبت دلی

بہت تجربہ مین وہ مشہور تھے — اور حکمت مین بھی وہ بہت دور تھے

گئی وہ بھی دنیا سے افسوس ہائے — رہیگا نہ کوئی ہے دنیا سرائے

گھر اونکے بھی بعد اونکے برباد ہوئے — پر اولاد مین اکدو باقی رہے

اور اک قاضی شہر کوئل کی بھی — بڑے خوبیون کے تھے وہ آدمی

بزرگون کے میرے وہ تھے یار غار — کہا کرتے تھے بھائی بھی لیل و نہار

پسر خورد اون کا بھی ہشیار تھا — وکیل اور مختار سرکار تھا

لیاقت مین یکتائے عالم ہوا — ثنا خوان پھر عالم بھی ہر دم ہوا

زبان پر ہے نام اوسکا احمد حسن — کہ ثانی نہ تھا اوسکا اب فی زمن

گیا وہ بہی یہان سے بہ عین شباب
کیا آتش غم سے دل کو کباب

وہ صورت وہ سیرت وہ حسن وجمال
مرقع مین عالم کے تہا بے مثال

ہوا ابدا اوسکے وہ برباد گھر
کیا چرخ نیلے نے زیر و زبر

بڑا بہائی اوسکا ہے زندہ ابہی
پر اوسکو نہین پہونچتا وہ کبہی

تہا بہنوئی اون کا جو واجد علی
وہ عالم تہا فاضل تہا اور مولوی

فضیلت مین رکہتا تہا وہ دستگاہ
کہ لاثانی تہا وہ خدا ہے گواہ

اوسے بہی نہ چہوڑا فنا نے یہان
کہ لے جائیگی سبکو اکدن وہان

اور اک دوست اپنے تہے اعجاز علی
رفیق و شفیق و محب دلی

رئیس کلان اور ریاست بڑی
اور اوس پر محبت بہری دلمین تہی

یکایک غدر مین ہوئی وہ تباہ
دکہائی خدا وہ نہ روز سیاہ

ہوئی فوج کالون کی جب وہان بہم
کیا باجہ والون نے اون پر ستم

مکان پر کیا شیخ جی کے قیام
ہوا اونکا باغی مین مطعون نام

اگرچہ یہہ مانع ہوئے صبح و شام
مگر کب وہ سنتے تہے انکا کلام

خبر جبکہ سرکار کو یہہ ہوئی
بولائے گئے شیخ اعجاز علی

اونہین سخت یہہ دی سزا بر ملا
ریاست سے لو اپنے تم ہاتھ اوٹھا

بڑے بے قصور یہین مارے گئے
کہ دنیا و دین سے بچارے گئے

ہوئی ضبط پہر اونکی سب جایداد
کسے نے نہ دی سنکی فریاد داد

بالاخر وہ سبطرح محذور ہوئی
بہت نان و نفقہ سے مجبور ہوئی

خدا پہر ہوا اونکا روزی رسان
کہ رزاق سب کا ہے وہی گمان

کچہہ احباب مسلوک اونسے رہی
اسیطرح وہ عمر کاٹا کئے

اس عرصہ مین کچہہ مل گئی جایداد
خدا نے سنی اونکی فریاد و داد

ملا رشتہ دار ونکا ترکہ اونہین
خدا نے دیا یون سہارا اونہین

یکایک وہ ہیضہ مین اب مر گئے
سفر ملک فانی سے وہ کر گئے

خدا اونکو جنت عنایت کرے
اور اولاد پر اونکے برکت کرے

اسیطرح سید تہی اک مہر علی
رئیسون مین تہی وہ بہی خوب ادمی

وزیر علی بیٹا تہا اونکا لئیق
پرانا وہ میرا رفیق اور شفیق

زمانہ بہی مداح بسیار تہا
کہ سو مین وہ ایک ہی وضعدار تہا

گئے وہ بہی دونو جہان سے گذر
کیا جا کے دونو نے جنت مین گہر

اور اک خواجہ صبا کا تہا خاندان ۔ رئیسون مین تہی نامور بے گمان

ریاست تہی اور نیل کی کوٹہیان ۔ ہوئی تہوڑی دنین تو نگر یہان

کہ تہا اونکا خواجہ تراب علی نام ۔ مروت محبت مین مشہور عام

اونہون نے بہی یہان سے کیا انتقال ۔ گئے اپنے وہ چہوڑ اہل وعیال

مگر اونکو پاتا نہین کوئی بہی ۔ وہ ایسے ہی تہے وضعدار آدمی

اور اک شخص ہمارے بہی ہمسایہ تہے ۔ پٹہانون مین وہ بہی گران مایہ تہے

کہ نام اونکا صادق محمد جو تہا ۔ وہ صدق وصفا ہی کے تہے آشنا

نہین یار صادق نہ اون سے ملے ۔ کہ کاذب بہی اونسے ڈرتے رہے

دو فرزند اونکے بہی ہین نیک نام ۔ کہ لایق وفایق ہین مشہور عام

بڑے کا ہے نام عبد خالق یہان ۔ ہر اک طرح کی اوسمین ہین خوبیان

اور ہے چہوٹے کا عبد رزاق نام ۔ کہ رکہتا ہے سب سے وہ ملت مدام

بڑے چہوٹے دو اور تہے میرزا ۔ ہمارے بزرگونکے تہے آشنا

محبت مین تہے مثل شیر وشکر ۔ نہین اب تو دنیا مین ایسے بشر

ہمارا اور اونکا مکان تو اسمان ۔ کہ جیسے دہن کی زبان درمیان

موے وہ بہی جنت مین داخل ہوے ۔ خدا کے وہ پیارون مین شامل ہوئے

تہے اک چاہ گر مایہ پہ چودہری ۔ بڑا کنبہ تہا اور بہت آدمی

شجاعت خان مشہور نام اونکا تہا ۔ شجاعت مین بہی تہی وہ سب سے سوا

اور اپنے وضع کی تہی سب وضعدار ۔ محلہ مین گویا تہے باغ وبہار

رہا نام اونکا نہ اب کچہہ نشان ۔ فقط ایک باقی رہین خوبیان

اجل لے نہ چہوڑا کسیکو خدا ۔ تجہے ہی بقا اور سب کو فنا

تہے اک اور بہی خان عزت نشان ۔ ہمارے بڑے دوست اور مہربان

جہان خان تہا مشہور دنیا مین نام ۔ سبہی مانتے تہے اونہین خاص وعام

وہ اک اپنی وضع کی تہی شہر مین ۔ بڑے مغتنم تہے وہ اس دہر مین

ریاست بہی رکہتے تہے تہوڑی سی پاس ۔ کسی سے غرض تہی نہ کچہہ التماس

ہمارے بڑے خیر خواہو نمین تہے ۔ کہ لطف ومروت نگاہو نمین تہے

خدا نے اونہین دی تہی اولاد بہی ۔ مگر دیکہے پہر آخرش چہین لے

مری وہ بہی ہو کر ضعیف ونحیف ۔ خدا بخشے اونکو کہ تہے وہ لطیف

اور اک شخص تہی مرزا ارسال بیگ ۔ کہ لیتے رئیسون سی تہے جوگ نیگ

کہا کرتے نایب ہین مہدی کے ہم
یہی قول اونکا رہا تا حیات
سلوک اونسے کرتے تہے اکثر رئیس
نہین اور اسکے سوا تہے معاش
ہمارے بزرگو نکے تہے مہربان
خدا نے دیا ایک بیٹا بہی تہا
غرض دو نو وہ بہی سفر کر گئے
خدا اونکو بخشے بہ روز جزا
تہے اک اور مرزا بہی مشہور عام
پُرانی رئیس اور ابن رئیس
ہے اک بیٹا اونکا بڑا ہوشیار
ہمارا بہی وہ ہے رفیق و شفیق
کہ آغا اوسے کہتے ہین خاص و عام
مگر مرزا نے کیا انتقال

ہمین نذر دیتے ہین عالی ہمم
تمسخر رئیسون کو تہا اونکے ساتھ
کہ تہی قدردان اونکی اور سب انیس
فقط اک مکان اوسمین تہی بود و باش
بہت انس رکہتے تہے با دل و جان
مگر وہ ہوئے سارہنا سدا
کہ یاد اپنی یہان چہوڑ کر مر گئے
کہ رکہتے ہین سب اوس سے یہ آسرا
جہان مین تہا رحمت بیگ اونکا نام
رئیسون سے رہتے تہے وہ مجلیس
سلیم و حلیم و بہت بُردبار
وضعدار ہے اور بڑا ہے لیق
زبان زد یہ ہے اوسکا ہی سب مین نام
کہ اچہون کا رہنا یہان ہے محال

ہین اب اور اک شیخ صاحب رئیس
ہمارے کرم گستر ہین اور انیس

ریاست قدیمی اور ہین نیک نام
فتح اللہ کہتے ہین ہر خاص و عام

رسوخ اونکا ہے سارے حکام مین
فتح رہتی ہے اونکی ہر کام مین

خدا کے کرم سے ہی اولاد بھی
کہ لایق و فایق ہوئی ہے سبھی

خدا اونکو قایم رکھے تاقیام
کہ ہین محرم راز اپنے مدام

اک اور ہین ہمارے بڑے دوستدار
وہ شیخون مین ہین منتخب روزگار

کہ نام اونکا ہے اعتقاد علی
ہمارے وہ ہین اک محب ولی

مروت مین یکتائے آفاق ہین
سراپا مجسم بہ اخلاق ہین

ہنود ون مین اک ساہ تھی نامور
جو مشہور تھے لکھہ پتی بھی مگر

کہ تھا مان سنگہ اونکا معروف نام
ہمارے بڑون سے تہی ملت تمام

بہت خوش مزاج اور بھلی آدمی
نشہ اونکو زر کا نہ دیکھا کبھی

فنا اونکی ہوتی ہے سب تھا تمام
نہ وہ کارخانہ نہ وہ زر کا نام

نہ متبنون سے کچھہ بنا کام بھی
بگڑ وہ گئے خود بخود آپ ہی

کئے دو تھے متبنے با احترام
کہ موتی جواہر رکھا اونکا نام

کریم مین نکل آئے جب کنکری
وہ پارس سے ملکر رہی پتھری

رہی اونکی دولت پہ تا چند سال
پہر آخر کیا دونو نے انتقال

محلہ مین تھے ایک کایتھہ بیرے
ریاست لیاقت مین تھی وہ بڑے

بڑا اونکا گھر اور بڑا اونکا کام
سب اہل قلم اور تھے نیکنام

بزرگ اونمین تھی ایک پرشادی لعل
پسندیدہ عالم حمیدہ خصال

اور اون سے تھی بڑہکر جو اک ٹیکارام
سخاوت مین تھا اونکا مشہور نام

برادر تھی اور اونکی اک شام لعل
صبح اونکو جو دیکھے وہ ہو نہال

ہمارے بزرگون سے بہی اُنس تھا
گھر ایسا نہ تھا وہان کوئی دوسرا

علاوہ ریاست کی تھے اہل کار
بڑی عہدون پر وہ رہی کامگار

از انجملہ ایک تھی بشن لعل وہان
وہ سب لعل اونکی لعل تھی بیگمان

بڑا شاعری مین جو کچھ اونکا شوق
تو شعرا ے ماضی پہ لیگئے فوق

لکھی فارسی مین جو اک مثنوی
تو اہل سخن نے بہت داد دی

نہ چہوڑا اقضا نے اونہین بہی مگر
قلق اونکا ہی سب کو شام و سحر

زمانہ جو بگڑا تو بگڑے سبہی
ریاست رہی وہ نہ وہ نوکری

بڑی جس قدر تھے سفر کر گئے
خدا اونکو بیکنٹھ باشی کرے

جو باقی رہی عمر اون کی دراز
کریگا خدا جو ہے بندہ نواز

کچھہ اولاد مین اونکی باقی ہین اب
معیشت مین اپنی گرفتار سب

اوسی ذیل مین اب ہین گنگا سروپ
خدا نے دیا اونکو اچھا ہی روپ

میرے دوست ہین اور طرحدار ہین
چلن چال مین نیک رفتار ہین

بڑے بہائی انکے تھے وہ کاردان
کہ ثانہ تھا اون کا اب فی زمان

گئے وہ جہان سے بعین شتاب
غم اونکا ہی دل پر مرے بےحساب

ملا اونکو وہان جاکے باغ ارم
خدا نے رکھا سر یہ دست کرم

تھے اک اور بہی خوب یہان خوبلعل
وہ کایتھہ کے اقوام مین بےمثال

ریاست امارت مین مشہور تھے
وکالت مین بہی وہ بہت دور تھے

ہے اولاد اب اونکی قایم مقام
ہے اس ضلع مین وہ ایسا نیکنام

ہمارے سب ہین بڑی دوستدار
لڑکین سے ہین وہ بہی یار غار

بڑی بہائیکا نام ہی مرلیدھر
پر اونے وکیلون مین ہین نامور

وہ نام نکو چھوڑ کر مر گئے
جو دنیا سے ملک بقا کو گئے

اور اون سے بڑے اور اک با خدا — او نہین دین و دنیا کی پرواہ کیا
برادر سوم کا ہے اب یہہ پتا — کہ ہین شاعرون کی وہ اک پیسوا
لکہا ہے وہ دیوان اردو عجیب — ہین مضمون اوسکی عجیب و غریب
نہ آیا پر اس بحر مین اون کا نام — قلم کو دیا اس لئے مین نے تہام
برادر چہارم ہین اک اور بہی — کہ عرف اونکا مشہور ہے گلّو جی
ملازم ہین سرکار کے با وقار — بریلی کی اب وہ ہین تحصیلدار
اور ہین پانچوین بہائی اک اور بہی — کہ ہے ننہے بابو لقب اونکا ہے
اگرچہ وہ چہوٹے ہین سب سے مگر — بڑی عقل کے پتلے ہین سر بسیر
تہے ہمسایہ مین اور اک دوبی جی — کہ چولی سے چہپی سی تہی ٹرکی ہی
لیا کرتے سب جوالا پرشاد نام — ہوئی تہوڑے روزون مین عالی مقام
بڑے عہدہ پائے جو سرکار سے — نظر آئے سب کو وہ زردار سے
خدا کا دیا اونکی سب پاس تہا — دیا تہا نہ گہر مین کچھ وسواس تہا
کہ جبن سے ہو روشن ہمیشہ چراغ — اسیکا تہا دل مین سدا اونکی داغ
بہتیجون کو مجبور پالا کئے — اسی شغل مین عمر کاٹا کئے

ہمارے بزرگون سے اونکو نیاز
عدم کو پہر آخر روانہ ہوئے
بہتیجے بہی بعد اونکے پہر چل دیے
ہوئی رونق خانہ پہر سب تمام
لیا اک برادر کا اوس نے پسر
کرے عمر اوسکی دراز اب خدا
رکہا اوسکا لچہمی نراین ہی نام
اسیطرح چند اور تہے دوستدار
ہمارے وہ سب تہے بڑے مہربان
نبی بخش اون مین تہی سرشتہ دار
اور اوسپر یہ طرہ کہ شاعر بہی تہے
نظارت مین تہی فیض بخش اک یہان
انہین خوبیونکی تہے اک کوتوال
تہی اک اور پنڈت بہی سرشتہ دار
ہمیشہ رہا دل ہے باساز و باز
وہ تیر قضا کے نشانہ ہوئے
کہ بے وقت سارے اجل نے لئے
فقط اونکی زوجہ کا دم اور قیام
کیا اوسکو فرزند اور بہی کنور
کہ وارث رہے اونکے گھر کا سدا
کہ تا را بن دے اوسکو دولت مدام
کہ باہر سے آکر ہوئے اہل کار
اجل نے نچہوڑا کسی کو یہان
مجسم کرم اور ذی اقتدار
کلام اونکے تہے قابل وجد کے
کہ تہا فیض سے اونکی خوش سب جہان
کہ فیض اللہ تہا نام اور بے مثال
سپرد اونکی تہا مال کا کاروبار

وہ نامی تھے کشمیری اس شہر مین
سب اوصاف روشن تھے جو بی حسبات
اور آگے تھا اس نام کے لفظ راے
میرے حال پر وہ عنایات تھی
دعا ہے کہ ہو اونکو جنت نصیب
اصالت خان کی تہی شہر مین اک پٹھان
خدا یار بھائی تھے اونکے صغیر
اصالت بہری اونکی تہی ذات مین
اسی شہر کو یل کے وہ تھے رئیس
گئے دونو اس دار فانی کو چھوڑ
وہان سے تہی باہر کوئی چند میل
کہ سمیل تھا مشہور تر اونکا نام
بنی اونکی کوٹھی تھی مدراک مین
کہ سمیل تو باغی سے مارے گئے

بڑا نام پایا تھا اس شہر مین
لہذا تہا مشہور نام آفتاب
دیا کرتے وہ راے مہر الجلاے
ادا شکر اونکی نہ مجھ سے ہوئی
تھے منشرب مین اپنی عجیب و غریب
محافظ تھے دفتر کے وہ بیگمان
رہے خوش سدا اونسے برنا و پیر
خدا یار تھا اونکا ہر بات مین
ہر اک کے دل و جان سے وہ تھے انیس
سمجھکر برا منہ نہ دیا اس سے موڑ
ہمارے شفیق اور تجار نیل
تھے باپ اونکے بھی ایک عالی مقام
غدر مین ملے ہائے وہ خاک مین
قضا سے مگر باپ اونکی مرے

میرا یار سمیل تھا اور مہربان — کہ شیر و شکر جیسے ہو تو امان
مجھے یاد اوس گل کی جب آئی ہے — تو اک خار دل پر چبھا جائے ہے
زمانہ سلامی تھا اور تاک مین — قضا نے ملائی وہ گل خاک مین
پڑھا نو مین عمدہ تھی اک اور پٹھان — وہ اپنی وضع کے تھے یا آن بان
وہ تھی قول دا ایمانپہ قایم مدام — تھا اسواسطے اونکا قایم خان نام
رسا کار تھے اور قانون دان — تھے ہم سے محبت بدل اور جان
غرض یہہ بھی ملک بقا کو گئے — فقط نام نیکون کا باقی رہے
وکیل اونکے اک خویش ہین خوش بیان — یگانون مین بھی اونکی ہین خوبیان
کہ ہی نام اونکا میان سرفراز — نہان راز دل مین عیان ہی نیاز
ہمارے بھی ہین دوستدار قدیم — رکھے نام قایم کا ایزد کریم
محلہ مین کایتھہ کے گھاسی رام — وضعدار لبسکہ اور نیک نام
ہماری بھی تھی آشنائی قدیم — لڑکپن سے تھے اپنی یار صمیم
لقب اونکا تھا منشی بے بدل — لیاقت بلاغت مین ضرب المثل
رہی مدتون تک وہ سررشتہ دار — بڑا نام تھا اور بڑا اختیار

گئے وہ بہی یہان سی بلک بقا — کہ آخر فنا ہے فنا ہے فنا

اب اونکی ہین فرزند و نیک نام — رہے مغفور اونسے مدام

محلہ مین جے گنج کے اور تہے — کہ وہ کاہتہون مین سرسبز رہے

کہا کرتے تہے اونکو گلذار رائے — چمن مین نہ تہا گل بہی اونسے سوائے

ہمارے بزرگونکی وہ تہی رفیق — ندیم و فہیم و عقیل و شفیق

نہ چہوڑا اونہین بہی قضا نے مگر — ہے یاد بقا اونکی شام و سحر

پسر اونکی ہین تین مقبول عام — ہی گوکل مین متہرا مین جمنا مین نام

وہ اونکی روش پر چلا کرتے ہین — سنبہل کر قدم کو دہرا کرتے ہین

کہ ہین نان و نفقہ سی مسرور وہ — خدا کے کرم سے ہین مشکور وہ

تہے اور اک پٹہانون مین عمدہ بیگ — محمد علیخان زبس نفیس

بڑے عہدون پر وہ رہے کامران — ہوا خواہ سرکار تہے بیگمان

بہت خوش وضع اور نازک مزاج — وضعداری نے اونسے پایا رواج

گئے وہ دنیا سے ملک عدم — غنیمت تہا اونکا بہی دم اور قدم

ہین اونکے محلہ مین اک اور پٹہان — کہ مختار ہین اور رئیس زمان

عجب خوبیون کے ہین وہ آدمی / اور اوس پر یہہ طرہ کہ اخلاق بھی

ہے نام اونکا حرمت اور آگی خان / خدا اونکی حرمت رکھے جاودان

نظام علیخان اور تھے کوتوال / غدر سے دہلی تھے تھانی مثال

اسی ضلع مین پایا تھا روزگار / یہین ملی پنشن بہ عزو وقار

ہمارے تھے مونس تھی اور یار غار / نہین دیکھا اون سا کوئی طرحدار

بریلی کے وہ تھے رئیس کلان / بڑا خاندان اور نام و نشان

پھر آخر یہین سے گئے وہ عدم / ضلع کو ہے مرجانیکا اونکی غم

ہین اک اور ہم پیشہ اونکی یہان / نہین خلق کا اونکی ہوتا بیان

ہے نام اونکا مشہور الفت حسین / زمانہ کو الفت سے اونکی ہے چین

جو الفت تھو تو وہ انسان ہی کیا / خدا کو بھی ہے خلق پیارا سدا

غلام علیخان اور ہین کوتوال / علیگڈہ مین فی الحال اک بی مثال

کہ ہے شہر سب اونسی راضی تمام / ہٹا عہد مین اونکی چورونکا نام

یہان تک کہ آنکھونکی تل پر بشر / کسی کے نہ چوری سے ڈالی نظر

علیگڈہ مین ہین اک قطب نامور / کہ چون مہر روشن ہین وہ سر بسر

شہ ہند کی وہ بڑے ہمنشین ۔ ہوا خواہ بہی اور رکن رکین

مسلمان ہین اور سید احمد ہی نام ۔ پر عیسائی لوگو نسے ملت تمام

کہ یہہ جای گفت اہل اسلام ہے ۔ او نہین بات معقول سے کام ہے

بنایا مدرسہ وہ عالی مقام ۔ کہ مشرق سے مغرب ہے اونکا نام

ملایک بہی کرتے ہین وجد اوسکا روز ۔ کہ مخزن ہے ہر علم گیتی فروز

ملا اختر ہند اونکو خطاب ۔ شہ ہند حضرت سے خوش بی حساب

خلعت بہی بہجوا اونکے عالی وقار ۔ بڑے عہدون پر ہین وہ ذی اختیار

ہمین بہی ہے خدمتمین سب کے نیاز ۔ ہین وہ قدردان اور بندہ نواز

اور اک خاندان ہے بنی اسرائیل ۔ کہ ذی علم سب اور تہا ہین عقیل

خلیفہ تہے ان سبکے داود بیان ۔ بڑا نام تہا اور بڑی خوبیان

ہین بعض اونکے رشتہ مین زندہ بہی ۔ مرے وہ معہ اپنے چند آدمی

غرض اب کہانتک کرون مین بیان ۔ لکہون ہائے کس کس کی مین داستان

علیگڈہ رئیسون سے خالی ہوا ۔ بہر آتا ہے دل دیکہہ اوسکو میرا

دل اپنا وہان اب تو لگتا نہین ۔ وہ لوگ اب نہین اور وہ چہرہ نہین

کبہی مثل مہمان کے جاتے ہین ہم
مگر یان کبہی دلکو بہلاتے ہین
کہ چہوٹے خان اک ہین بڑے نامور
کلام اونکا کچہہ کم نہین ذوق سے
اور اک خان ثانی ہین عبداللہ نام
طبیعت مین اونکی ہی زور شور
ہین اک تیسری اور بنواری لعل
نمک مرچ ہے تیز اشعار مین
غرض تینون صاحب یکے یار ہین
ہین اک اور جو تہے ہی عبدالمجید
کلام اونکا ہی کیا مزیدار ہے
اور ہین پانچوین اک نبی دلو خان
پرانے ہین شاعر یہ عمر ضعیف
مضامین نکلتے ہین بے ساختہ

تو حسرت لئے وہان سے آئے ہین ہم
جو دو چار شاعر وہان پاتے ہین
تخلص ہے قیس اونکا مشہور تر
کہ مضمون چلے آتے ہین شوق سے
کہ مایل تخلص ہے مشہور عام
پر افسوس یہہ ہے کہ آنکہون سے کور
کہ شعلہ تخلص ہے اور بے مثال
مزا خوب ہی اونکی گفتار مین
مرید ہی پیران یہہ وفادار ہین
کہ خوش باش یہان ہین وطن ہی بعید
عجب مٹہی مٹہی سی گفتار ہے
وکیل عدالت ہین مدت سے یہان
کلام ان کا ہی اس لئے اک لطیف
گویا اون کے گہر کے ہین پرداختہ

چھٹے اور بھی ہین وکیل اور عقیل
نہین کوئی کرتا ہی اونسے دلیل

تخلص فدا اور فدا ہی ہے نام
حسین آگے اونسے بڑہا لاکلام

چھپے اونکے دیوان دو ہین ضرور
بڑا نام پایا ہے نزدیک دور

طبیعت ہی عالی مضامین بلند
اسیوا سیطے ہین وہ عالم پسند

اور اک مثنوی بھی ہوئی تمام
تصوف مین اوسکا بھرا ہی کلام

غرض یہہ بھی تینون ہین میرے شفیق
کہ ہم پیشہ ہین میرے اور ہین رفیق

خدا ان سبہون کو سلامت رکھے
اور انکی کمائی مین برکت رکھے

ولے اونکا افسوس ہے دمبدم
گئے جو یہان سے بملک عدم

خدا اونکو بخشے گا جنت مدام
کہے جنکے اوپر ہین سب مین نے تمام

علی گدہ بھی جو ہے ہمارا وطن
ہو سرسبز اسکا بھی پھر کر چمن

غزل مولف

زمین کھا گئے نوجوان کیسے کیسے
پڑے اونپہ ٹوٹ آسمان کیسے کیسے

یہہ پیسا او نہین آسیائے فلک نے
کہ سرمہ ہوئے استخوان کیسے کیسے

رہا جام جم اور نہ تخت سلیمان
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کسیکی خبر آئی ابتک نہ وان سے | ق | گئے یہان تھے کاروان کیسے کیسے
نشان تک بہی اب اونکا ملتا نہین | | ہوئے جا کے وان بے نشان کیسے کیسے
چلی جبکہ گلشن مین باد بہاری | ق | کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے
خزان آتی ہی مٹ گئے یکقلم سب | | گل و بلبل و گلستان کیسے کیسے

کہان بھید اوسکا نہ شور اک جہان ہے
تو عاجز ہوئے نکتہ دان کیسے کیسے

رویداد شہر اکبر آباد مینو سواد عرف آگرہ

پلا ساقیا وہ مئے سرخ فام | کہ مین آیا ہون آگرہ کے مقام
کرون گا مین بیان سیر لیل و نہار | مجھے جام وہ دے رفع ہو خمار
عجب شہر ہے یہہ تو مینو سواد | کہ حورین بہی کرتی ہین جنت مین یاد
دو رویہ دوکانون پہ بیٹھے بشر | صفائی وہ پائے کہ پہلے نظر
کنارے وہ بازار ہے خوشنما | کنارہ کھڑا ہوکے دیکھے سدا
بہولٹے کا بازار جو دیکھ لے | بسا عمر بھر پھول مین وہ رہے
جو کشمیری بازار کو دیکھ جائے | تو وہ سرد مہر دن سے پھرتا تھا اوٹھائے

ہے اک اور بازار بھی سبب کا
کہ آسیب اوسپر نہ آئے ذرا

جو موتی کے کٹرہ مین رکھے قدم
بڑھے آبرو اوسکی وہان دمبدم

طبیعت جو دانا کی اوس سی لڑے
تو پانی ہوئی شرم سے اوس گھڑی

وہ دانہ کہ دانا ہی جوآب و تاب
نظر بھر کے دیکھے تو اوڑ جائے خواب

ہے پتھر کا فرش اِس لئے جابجا
گذر سنگ دل کا نہو بر ملا

دو رویہ وہ گوکین ہین عالی مقام
کہ رہتے ہین پریان وہان پر مدام

وہ پریان کہ حورین ہون جنسی پری
صبح و شام دیکھو پریکی پرے

ہے نزدیک اِس شہر کے تاج گنج
کہ دور ہوتا ہے جسکے دیکھے سے رنج

ارم اسکو لکھون تو ہے بھی بجا
مگر شاید اس سے نہو وہ سوا

فرشتون نے اوسکا بنایا تھا کام
خدا نے دیا اوسکو حب احترام

جواہر وہ اوس مین برابر جڑا
کہ دیکھے سے پتھر بھی پانی ہوا

وہان جابجا سنگ مرمر کا فرش
کہ دیکھا نہین فرش ایسی تا بہ عرش

لگانے مین کیا صنعتین کر گئے
لگایا جنھون نے تھا مر گئے

وہ گنبد مین اوسکے بھی برق دم
کہ نور اونکا ہوگا نہ تا حشر گم

صفائی کو اونکی جو دیکھے بشر
وہ باغ و بہار اوس مین رشک ارم
شجر وہ کہ امرت کا جن مین ثمر
وہ تختی گلون کے ہین بارنگ و بو
وہ گل اور بوٹے کہ گل ہو نہ چھپائی
کلی وہ رفیع جس سے ہووے کلی
روش کی صفت ہر روش ہی مرور
وہ دریا ہی زیر اوسکی ہی پر بہار
وہ دریا ہے دریا دلونکا اوبال
وہ پختہ عمارات اور پختگی
بڑی قسمت اوسکی تہی جسکا مزار
اوسے کہتے تہے تاج بی بی مدام
کرون اب مین فوارونکا کیا بیان
بلندی پہر اونکے جو ڈالے نظر

نہ ٹہرے نظر بلکہ پہسلے نظر
کہ پریون نے دیکہا سنا ہوگا کم
جو کہائے نہ موت آئی اوسکو مگر
نظر چاہئے دیکہنے کو نکو
وہ پتہ پتا چمکا کوئی بنائے
وغنچہ کہ دل تنگ ہونے کبہی
کہے کہکشان جو وہ ہی ذی شعور
کہ لہرون سے لہرائے دل باربار
وہ پانی کہ تہہ اوسکی پانی محال
جو ہو خام طبع نہ سمجھے کبہی
بنایا فرشتون نے یہہ پر بہار
کہ حورین ہی کرتے تہین جہک کر سلام
کہ شور اونکا پہونچا ہے تا آسمان
تو بیتاب ہوکے گر جائے وہ سر بسر

غرض اوسکو آباد رکھے خدا — کہ مقبول اوسکا ہے وہ مقبرا

کنارہ چمن کے ہی اک رام باغ — کرون اب صفت اوسکی سبہی فراغ

ہی وہ باغ مشہور شاہی وہان — وہ رشک جنان ہی وہ رشک جنان

ہوا ہی شفا بخش اوسکی مدام — علیلونکی حق مین دوا لا کلام

ہے پانی بہی اوسکا اک آب بقا — مزہ مین ہے کوثر سے وہ بہی سوا

وہ آب وہوا اوسکی ہے پر فضا — کہ بوڑہا جوان ہوتا ہے برملا

عمارات پختہ ہر عنوان سے — بنے خوب ہین لطف اور شان سے

روش کی صفائی پہ پہسلے ہی دل — ہوئی صاف سینہ بہی منفعل

گلونکے وہ تختون کا ہر اک بناو — تماشائیون سے کہے آو آو

گلون کو جو دیکہو ہزارون ہین رنگ — ہر اک رنگ مین ہی عجب شوخ ڈہنگ

کہ ایک ایک مین دو دو رنگت عیان — ہزارون گل و بوٹی دیکہے وہان

کوئی تنگ دل ہو تو پہر مسکرا — گرہ کہولدین اوسکی غنچے سدا

وہ صحن چمن اور گلِ ارغوان — نہین خار زحمت کا اوسمین نشان

وہ سرودن کے اشجار بے گل و بار — قدم لون کے لیے باغبان باربار

کہ قامت ہے سیدہا جو اونکا تمام — قیامت ہی کرتے ہی جہک کر سلام

کجی کا نہین نام اون مین ذرا — کہ چلتے ہین وہ راستی پر سدا

شجر اک جو دیکہا تو شمشاد نام — کری دل کو ناشاد کی شاد کام

غرض سبطرح کی وہان ہی بہار — کہ دل ہار بیٹھے گلون پر ہزار

قریب اوسکے اک اور عمدہ چمن — کہ مایل ہے اوسپر بہی چرخ کہن

وزیر شہ ہند کا تہا وہ باغ — ہے باد خزان سے اوسی نفراغ

خطاب اوسکا دولہ تہا با اعتماد — مقرّب مخزن تہا عالی نژاد

بنایا وہ باغ اوسنے رشک ارم — کہ شہ کی نہین باغ سے تہا وہ کم

بنایا وہ اوسمین مکان خوشنما — کہ خلد برین اوس پہ ہے مبتلا

لگایا چمن اوس مین وہ پُر بہار — جو دیکہی اوسیکی گلے کا ہو ہار

کہ پہولون کے پہلو ار پر دل ہو وار — خموشی پہ غنچون کے جان ہو نثار

ہے پہولون مین پر مکر جو سب سے گلاب — تو اوسکی ہے موںہ سی ہی ہر گل مین آب

ہین ہر رنگ دیو کے گلاب اسقدر — کہ رنگین طبع ہو جو دیکہے بشر

چمیلی وہ البیلی اوسمین کہلے — کہ بو اوس مین عطر دلہن کے ملے

وہ بیلا بہی البیلا ہے اسقدر — کہ پہونچا ہے خوشبو کو لے گھر بہ گھر

وہ چمپا کہ دل کو بہی چمپت کرے — نہ دل پھر کسی گل سے رغبت کرے

جوہی سے لگی کہنے یون کیتکی — کرے دن قدر کیا تو ہی کس کھیت کی

وہ لالہ کہ لالا کے دل داغدار — کرہی اپنے اوپر سے اونکو نثار

وہ نرگس کہ آنکہین ہے سبکو دکہائی — نشانہ پہ تیر اپنی تک تک لگائی

برسنا وہ رم جہم سے فوارون کا — بڑہا دیتا ہے شوق میخوارون کا

وہ چہنٹیون مین دل کو لیا کرتی ہین — سبہی اونکا پانی بہرا کرتی ہین

قریب آگرہ کی ہے اک اور کان — مکین اوسکی تہی شاہ ہندوستان

عجب لطف کا وہ بنا پر فضا — بہار اوسکو ہے تاکتے ہی سدا

عمارت مربع وہ ایسی بنے — خدا سے مربی کو جنت ملے

یہ رتبہ دیا اوس کو تو نی خدا — کہ ہم نام وہ پادشہ کا ہوا

رکھا نام اوسکا تہا اسکندرا — کہ اس شان کا تہا نہ دیان دوسرا

برس دن مین میلا بہی اک ہوتا ہی — کہ عالم وہان جاکی زر کہوتا ہے

وہ میلا جہمیلا ہے اک پر فضا — پرستان کا آتا ہے اوسمین مزا

کہ نام اوسکا کہتے ہین کیلاس ہے
ہوا کرتی ہین رقص بہی جا بجا
وہ ٹہو کر سے جب لیتی ہین دلکو چہین
یہہ میلہ ہے کیا بلکہ اک عید ہے
رہا کرتا ہے اکدن اور رات
ہوا کرتے ہین اور میلی بہی چار
عجب لطف اونکا ہی برسات مین
وہ دریا کا جوبن وہ اوسکا چرہاو
وہ پانی کے تختے پہ موجونکا جال
وہ کشتی کہ ہو اوسپہ دریا کی سیر
عجب شہر ہین وہ ہی رشکِ جنان
ضلع آگرہ مین ہی اک اور مزار
اوسے کہتے ہین فتح پور سیکری
وہ درگاہ ہے ایک اسلام کی

بہشت برین اوسکی کچہہ پاس ہی
ہین جادو کی پوڑیون سی پریان سوا
تو نزدیک آ جاتی ہین دور ہین
کہ جو رنگ ہی قابل دید ہے
کہ ہوتی ہین عید اور یقین عید مات
وہ تیراکیون کی ہین دریا کنار
مزا غوطہ خورونکی حرکات مین
ہوا پر وہ موجون کا کیا کیا بناو
وہ پانی کی جہال اور اوسکا اچہال
کہ لہرائے دل دیکھ کر اوسکی لہر
کہ دریا جہان دریا دل ہی جہان
کہ وہ ہی ہے مقبول پروردگار
عمارت وہان کی بہی عمدہ بنی
کہ تعظیم ہی اب تک اوس نام کے

وظیفہ مقرر ہے سرکار سے
ہے خرچ اوسکا لندن کی دربار سے

وہان کی بہی آب و ہوا پر فضا
کہ دیتی ہے ہر غنچہ دل کھلا

عمارت کی تعریف کیا کیا کرون
ہے بہتر یہی وجد اوسکا پڑہون

قلعہ بہی وہان کا ہی اک شاندار
سراسر ہی وہ قابل کارزار

بلندی مین چرخ برین سی نہ کم
کہ بند ہوی دشمن کا دیکھی سی دم

مکان اوسکے اندر وہ زینت نشان
فلک دیکھ اوسکو کہے الامان

لکہون اب وہانکی رئیسونکا حال
کہ کیا کیا تہے صاحب حمیدہ خصال

تہا اک خاندان لین صاحب کا وہان
وہ مجموعہ اخلاق تہا بے گمان

بڑی عہدون پر تہے بہت اونکی لوگ
محبت کا سب کے ہی دل مین تہا جوگ

ازانجملہ اک پال لاین بہی تہے
کہ خوبی مین وہ خوب سب سے رہے

قطب اگرہ اونکو کہتے ہی وہان
فلک رتبہ اونکا مکان بیگمان

کچہری لگی رہتی تہی اونکی گہر
نیاز اون سی رکہتا تہا جن و بشر

ظرافت لطافت کا اونکا کلام
جو اکبار سن لے نہ بہولے مدام

اسیطرح بہائی مین تہین خوبیان
وہ اپنی وضع کی تہی ایک ہی وہان

ہر اک جانور کا نہین شوق تھا — دل و جان سے اسکا ہی ذوق تہا
کبھی لال ہر سال لڑتے رہے — وہ دشمن کا مونھ زرد کرتے رہے
کبھی تیترون کی لڑائی رہی — کہ اونکی فتح کی دوہائی رہی
کبھی مرغ بازی سے پائی فتح — تہی مرغون کی اونکی نرالی فتح
یہہ سنکر عدو کڑکڑاتے بہت — کہ چوٹین وہ مونھ کی ہی کھاتی بہت
کبوتر شب و روز اوڑا کرتے تہے — وہ پنکہا دلون پر چہلا کرتے تہے
پر اونکا دواکو نہ ملتا تہا پر — نہ دیکہی کسے رنگ اونکو بشر
وہ گولہ وہ شیراز وہ خورد نوک — تہے بدین سے اونکی سدا نوک جھوک
اگرچہ سبھون کی ہی پرواز تہی — مگر بعض اون مین گرہ باز تہے
غرض ہنری صاحب تہا اونکا ہی نام — لکھے شوق جن کی یہہ اوپر تمام
عجب شخص تہے عاشقانہ مزاج — وہ رکہتے تہے رندانہ اپنا رواج
اور اون کے بھتیجہ بہی خوب آدمی — پڑہی تہے وہ انگریزی و فارسی
کہ مشہور نام اونکا تہا جان لین — ہمیشہ رہا اون کو آرام چین
زبان زد زمانہ کے اخلاق تہا — بہر اسراسر اونین اشفاق تہا

اونہین بہی رہا مرغ بازی کا شوق — نہ باز آئے اس سے بڑا ہی تہا ذوق

تہے اک اور تجار بہی نامور — بڑے خوش مزاج اور طرفہ لبشر

کہ ہر شخص سے اونکی تہی چہیڑچہاڑ — تمسخر طبیعت مین تہا بی شمار

ظرافت سے خالی نہ تہی کوئی بات — لطیفے رہا کرتی تہی دم کیساتہ

اگرچہ وہ بی علم تہے سربسر — زبان دان وہ ہر ملک کے تہی مگر

فرانس الیس اونکا تہا مشہور نام — ملا کرتے تہے اونسے ہر خاص و عام

زمانہ غدر مین رہا اونکے ساتہ — بن آئی جو اوسوقت بگڑی تہی بات

کہ شیرین زبان سے کیا اپنا کام — خدانے بڑہایا ہوا اونکا کام

یہان تک خدانے کیا پہر نہال — کہ اب تک ہے اولاد بہی مالامال

رئیس اور دو تہے بڑے شرگین — کہ مشہور چہوٹے بڑے مارٹین

پرانے فشن کے تہے وہ آدمی — ثناخوان تہے شہر اگرہ مین بہی

ہوئی اونکی اولاد بہی نیکنام — خدا نام دونو کا رکھے مدام

اور اک خاندان تہا بڑفیل. کا — کہ وہ بہی بڑونکا تہا پیشوا

محبت من ہر شخص کی تہے رفیق — لیاقت مین سب سے زیادہ لئیق

انجملہ جان اور اڑو دمرے
رہا کرتا اڑوڈ کو شوق ستار
طبیعت جو گت کیطرف آئی تھی
گریبان سب کرتے تھے تار تار
وہ درپردہ لیتے تھے جب دو لکچھین
ہوا جان صاحب کو ذوق پتنگ
طرفہ ثانی کہتا خدا تو بچا
کٹا کرتے تھے دل عدو کی مدام
اوڑاتے تھے تکل کے تکل سدا
پڑا شہر مین ڈور کا اونکے شور
اور اک میرزا تھے الف بیگ نام
نہ داڑھی نہ مونچھ اونکی تھی صفا گال
کبھی ہوتے تھے چہرے سے ترش رو
تھے اس شہر کے وہ رئیس قدیم

سراپا تھے اخلاق سے جو بھرے
کہ ثانی نہ تھا ہند مین زینہار
کو گت سننے والون کی ہو جاتی تھی
بجاتے تھے وہ دور مین جب ستار
تو سم کھانیکو دوڑتے دور مین
لڑانے مین تھا اک نیا اونکا ڈھنگ
کسیکو بھی آنکی نہ پیچون مین لا
ارادون مانجھے تھے ڈھیلے تمام
لگی اونکی ڈوری پہ رہتے ہوا
ڈرا چرخ چرخی کا دیکھہ اونکی زور
کہ بے تے سے اکثر تھا اونکا کلام
تمسخر سے لوگونکے ہوتے نہال
وے خوش مزاجی سے تھی نیکخو
ریاست بہت تھی بفضل کریم

کبھی قوم کا اونکی تھا پہلے راج
وہ تھے ہند کے صاحب تخت و تاج

اور اک تھی نظام علیخان بھی رئیس
شریف و نجیف و خلیق و انیس

زمانہ سے الفت تھی اور یار باش
ریاست بھی تھی اور عمدہ معاش

تھے وہ قاضی شہر کے رشتہ دار
لیاقت میں اک منتخب روزگار

ملا منصفی کا بھی عہدا اونھیں
ہمیشہ تھا انصاف پیارا اونھیں

ہماری کمال اونسے تھی دوستی
دل و جان و قالب ملی تھے بھی

حکیموں میں نامی نصر الدین تھی
کہ لقمان وہ اگر کے رہے

شفا اونکی ہاتھوں پہ رہتی مدام
دوا اور دعا میں اثر لا کلام

مسیحا بھی تھے اپنے وہ وقت کے
سکندر رہے اپنے وہ بخت کے

جیسے کہتے ہیں خُلق حصہ میں تھا
ہزاروں میں ایسا نہ دیکھا سُنا

ہیں اونکی برادر پر نیک نام
خدا اونکو خورسند رکھے مدام

اور اک تھے برادر بھان جان بیل
کہ رندانہ مشرب تہا اور دل لبیل

شرابی کبابی رہے عمر بھر
اسی میں گئی جان بھی سر بسر

اور اک دوست اپنی تھے بھانکی وکیل
دہ چپلے تھے قانون کے بادلیل

کہ تھا منتہر ابر شاد اونکا ہی نام
پسند اونکو کرتے تھی ہر خاص و عام

رہے واو سے اونکی اک واہ واہ
کرم کاف سے دل مین شاد پگاہ

یہی میم سے وہ رہ کہتے تہے یاد خدا
رہی لام سے لن ترانی سدا

لکھے جو جو صاحب کہ اوپر تمام
سبہی سے مجہی نیاز تہا لا کلام

کسی کو نہ چھوڑا اجل نے ذرا
اجل کا برا ہوا اجل کا برا

خدا سب کو جنت مین داخل کری
ہمین بہی وہان اونکی شامل کری

غزل مولف

دلا رہے گی نہ یہہ جان اور نہ تو باقی
جہان مین نام رہیگا فقط نکو باقی

بقا تجہے کو ہے معبود اور سبکو فنا
رہیگا کوئے نہ یہان اک رہیگا تو باقی

دلا یہہ جیتی ہی جی تنگ ہین جو تبس وحشت کے
جب آئے موت رہی گی نہ ہا و ہو باقی

بہار گل تہے دو روزہ خزانکی آتی ہی
رہا نہ رنگ وہ اوسمین رہی نہ بو باقی

کدہر وہ بزم گئی شور اور اہل بزم
کہ ہے نہ میر نہ سودا نہ آبرو باقی

کرون حال زندونکا بہی اب رقم
غلط جس سے ہو کچہہ ذرا اونکا غم

ہین اک دوست میری دلی گاسٹین | جہان دیدہ ہین اور بڑی نکتہ چین
ادہین مجلسی علم ہین ہی کمال | زبان بہی ہی شایستہ اور بے مثال
رہی عمدہ لوگون کے صحبت مین وہ | رابون کی اکثر رفاقت مین وہ
ملازم ہی سرکار کے چند سال | رہی بادیانت کیا کار مال
ضعیفی کا جب اونکو آیا پیام | تو پنشن ملے اور ہوا گھر قیام
زمانہ نہین اونکے موافق رہا | گیا تنگ دستی نے اب بے مزا
ہین اک اور صاحب بہی تجار یہان | رئیسون مین وہ کمتر کہے بے گمان
کہ نام اونکا نکلس ہے مشہور ہے | خدا کا کرم اور مقدور ہے
دوکان اونکی اوجلی ہے اور نامور | کدورت کا اوسمین نہین ہی گذر
عجب صاحبِ خلق واخلاق ہین | مروت مین وہ شہرۂ آفاق ہین
بفضلِ خدا صاحب اولاد ہین | قریب ایکدرجن خداداد ہین
سوا ان کے جو اور تہے مر گئے | کہ جنکو یہان سے سفر کر گئے
دوکان ہین وہ نامی ہر اک کاریگر | کہ لندن مین ہون گے نہ ایسی البشر
بناے ہین ہر چیز شاہان پسند | کہ نور اوسکا ہے چاند سے بھی دوچند

اگرچہ گران قیمت ہوتی ہی وہ
بڑا بیٹا ہی اونکا ہے ذی شعور
کری اوسنے شادی جولندن جا
ہین اک دوست اور اپنی ذکر اس نام
پولیس مین ملازم تھے سرکار کے
یکایک نکل آئے قسمت کے کھوٹ
پھر آخر کو معذور تھے کام سے
اب ہین آگرہ مین وہ خانہ نشین
اور ہین ہر سہ پسران اپلس بھان
ہوا نام پہلا سا اور کام کم
بھ میوہ عجب اسکا ہے نام پھوٹ
اور ہین اک برادر پنولین بیل
اگرچہ بظاہر وہ ہین دنیا دار
لگا رہتا ہے موتھ سے عرق بھار

جواہر کی پر آب کھوتی ہے وہ
کہ نام اوسکا مشہور نزدیک دور
نہ کیون اوسکی ہمت پہ ہو مرحبا
کہ مداح اونکے ہین ہر خاص و عام
خوشی اونسے حاکم ہی بسیار تھے
گرے اسپ سے اور لگی اونکے چوٹ
عطا ہوگئی پنشن حکام سے
بیاد خدا ہین وہ گوشہ گزین
ہوا اونکے والد کا اوپر بیان
نفاقون نے باہم کیا یہہ ستم
اسی سے لیا ہند انگلش نے لوٹ
کہ آزاد دن سے اونکا ہی ریل میل
ولے زندہ دل اور رنگین یار
دل و جان اوسپر گئی ہین وہ ہار

کٹر سے جام جم کی جو تھی نہین
اور اک دوست ہین مخزن علم و فن
کلکٹر کے آفس مین کرتے ہین کام
نمازی ریاضی ہین وہ صبح و شام
ہمارے پُرانے ہین وہ یار غار
دیانت امانت مین مشہور ہین
ہین اک اور بھی مشفق باوفا
اونہین الکو صاحب لکھا کرتے ہین
ہین تحصیل مین آج کل پیشکار
کرم فرما اک اور ہین باوفا
ہے جمیس ٹربفیل جو اونکا نام
رہا کرتے ہین گوالیر مین مقیم
اور ہے مارٹینون کی اولاد مین
مگر سب کے چولھے جدا ہین جدا

اسی سے کہین جم کے رہتے نہین
کہ نام اونکا ہی مستر فارنن
سر دفتر مال عہدہ کا نام
خدا کے وہ پیارو نمین ہین لاکلام
کہ ہین سو مین وہ ایک ہی غمگسار
کہ حکام بھی اون سے مسرور ہین
ہر اک کی زبان پر ہے اونکی ثنا
کہ ہر دم اونکا بھلا کرتے ہین
بڑے کاردان اور بڑے ہوشیار
کہ ہوتے ہین میرے بھی وہ رشتہ دار
پتہ انکا اوپر لکھا سب تمام
نمکخوار ہین راج کے وہ قدیم
وہ سب اپنے گھر پر ہین دل شاد بھی
زمانہ کے تاثیر سے جا بجا

سلامت رہین ساری حیٖا مدام
اب اور اک برادر کا لکھتا ہون حال

وہ سب بھائیون کی ہین بھان پیشوا
ہے تمثیل طرفین شیر و شکر

ہمیشہ رہا میٹھی باتون سے ساتھ
پیالہ کا وہ دور دائم رہا

ہمیشہ رہی بزم عیش و نشاط
وہ گائی کہ عالم پسند ہو گئی

کری سیر وہ دل ہوا جس سے سیر
نہ باقی ہے دونو کو کچھ آرزو

کرون نام ظاہر جو ہو دل کو چین
قطب آگرہ کا کوئی کہتا ہے

کنہیا بھی کہتے ہین ہر خاص و عام
کوئی پنچ کہتا ہی دہان شہر کا

طفیل مسیحا علیہ السلام
نواب اونکو کہتے ہین اک بی مثال

ہمارا بھی اون سے ہی رشتہ ملا
دو قالب یک جان رہی عمر بھر

زبان تک کبھی اور آئے ثبات
کسی دور مین بھی نہ دیکھا سنا

بچھا اوسپہ رہتا بساط انبساط
پھر ایسے سُنی کان بند ہو گئی

کہ من بھر کے دیکھا زمانہ کا پھیر
فقط ایک جنّت کی ہے جستجو

ہین حضرت سلامت کنسٹین ٹین
کوئی نسبین ماہ سے دیتا ہے

کسی کی زبان پر ہی نواب نام
ششش و پنج اسمین نہین ہی ذرا

شکیلہ جمیلہ بھی ہین آپ روپ — نظر آتی ہین مہ وشون کا سروپ

نہ پیسا کبھی ٹھرا اک ہاتھ مین — جو سوا آئی دو سوا ڈھی بات مین

خزانہ بھی قارون کا گر ہاتھ آئے — تو دس دن مین چالیس کوٹھہ بنائے

وہ چہرہ پہ مونچھو نکے بالو نکا گنج — رکھی جائین دو چین پہ ثابت ترنج

وہ ٹھیرے وہ گھنگرالے مونچھو نکی بال — نظر ڈالے ٹھیرے تو اوسپہ وبال

وہ کپڑ نکا دونو طرحکا ہے شوق — کسیکو نہ ہوگا کبھی اوسپہ فوق

جو پوشاک موزونکو دیکھے ذرا — تو کم خواب اوسکو پھر آئی سدا

ہو باریک جوڑہ اگر زیب تن — تو مل کے رہ جائین دل گلبدن

ظرافت کا ہے شوق کلماتمین — کہ روتا بھی ہنس ہر بات مین

کری نوکری بھی وہ چالیس سال — پیا پانی ڈسٹ کا ہو کیا مجال

نہ ہاتھو نکو گر کھینچتے صاف ہی — تو پھلا کی بچھر پہ نہ سوتے کبھی

سوا اسکی ہوتے بہت مالدار — کبھی قرض لیتے نہ وہ زینہار

قناعت رہی روز اول سی ساتھ — ترقی کی حاکم سے پھر کی نہ بات

کلکٹر نے یہہ کی گفتگو — تم ہو جاؤ ڈپٹی میرے روبرو

ہمیشہ رہا اس سے انکار ہی
کیا اسکا ہرگز نہ اقرار ہی

اسی باعث حکام راضی رہے
یہہ ضلع پہ ساری ہی حاوی رہے

جو حکام آئے رہے خوش مدام
کہ دفتر کی کنجی رکھا ان کا نام

یہان تک ہوئے معتبر انکی بات
کہ شورہ تہا ہر کام کا انکی ساتہہ

غرض لیکے پنشن پہر آئی جو گھر
تو اس دل لگی مین ہوئی اب بسیر

چرندون پرندون کا وہ شوق ہوا
کہ پریین ہو کر دل اون مین پہنسا

لگے دانہ دانہ کھلانے اونہین
لگے لیکے پانی پلانے اونہین

ٹلی آسمان اور ٹلی گو زمین
پر اون کا نہ جائی یہہ پر گہر کہین

پہاڑی طیور آئے سرخ و سفید
کہلا دل کا پنجرا بندہی کچہہ امید

لگے بولنے سب خوش آواز سے
کوئی سوز سے اور کوئی ساز سے

ہوئین بلبلین پہر تو نغمہ سرا
سنانے لگین قمریان بہی صدا

ہوئی فکر اب یہہ کہ ہو ایک باغ
کہ جس سے ہو سب وحشیون کو فراغ

لگایا وہان پہر چمن در چمن
ہوئی دیکہہ کر اوسکو ساری گئن

لگے بولی ٹہولی مین گانے وہ گیت
تہی یہہ رمز اوسکی رکھو ہمسے پیت

وہ گل جسپہ بلبل کا دل چھپ جائے | وہ پتہ کہ پت کو شجر بڑہائے
ثمر وہ شجر نے نکالا اونہین | فقط چاٹی پی پی کے پالا اونہین

وہ لالو نکی بولی وہ پر لال لال | ملی سرخروئی کا اون ہے کمال
وہ لالہ کہ لالا کی دل وہان دہرے | جو داغ اونہین ہون وہ بہی فخر کرے

چہکنا شجر پر طیورونکا وہان | کہلاتا ہے ہر گل کا دل نی گمان
بہار اوسپہ ہوتی ہی قربان ضرور | عجب لطف کا وہان ہی جوش سرور

اور اوسکی محاذی بنا ہے مکان | اور اک سمت جالی نی جالی وہان
رکھا اوسکا ہے نام بارہ دری | کہ وس ہیں جا پر نہ ایسے بنے

کبوتر کا اک سمت اوسکے مکان | کہ حاجت نہین نامہ بر کی وہان
ہر اک رنگ کی ہین جو رنگین تمام | تو رنگت پہ ناز اپنی اونکو مدام

ہے لنگور کہتا ہے انگور روز | مکان اوسکی حرکت سی رونق فروز
نصاو بیر ہر پا پہ پر ہے گی | کہ صناع اوسکی ہین حضرت وہ ہے

ہین مشتاق جالی کے بہی اسقدر | دل پردہ دارون ہین جالی نگر
سوا اوسکے کاغذ کے نقش و نگار | نگارون سے سیکھین ہین آکر ہزار

کترتے ہین کاغذ کی گل خوبتر
پتہ کے جو ہر پتہ کہتا ہے بات
وہ گل کاری جب اپنی دکھلاتے ہین
عجایب طرحکا ہے ہر گل مین رنگ
گل دبوٹے ایسے نہ دیکھی سُنے
اور اون مین یہہ طرہ ہی تصویر کا
وہ تصویر عمدہ چرند و پرند
کہ سونکھ سے وہ تیار گفتار کو
فقط جان پڑنیکی کچھہ دیر ہے
جو سوچا تو مقراض کا ہی یہہ کام
ہین لاثانی وہ ساری نقش و نگار
نہین جام جم مین یہہ نقاشیان
غرض اسمین ہی اونکو ایسا کمال
عجب ہاتھہ ہی اور غضب ہے خیال

ہے داغ اسکا نقاش چین کو مگر
تو ہر پھول دیتا ہی داد اوسکی سات
تو باغ جنانکو بھی شرماتے ہین
کہ ہے چرخ نیلی بھی دیکھہ اوسکو دنگ
بہار اوسکے آگے سر اپنا دھنے
کوئی نقشہ خالی نہ اس سے رکھا
ہیئے دست کاری سے ہین دل پسند
پر و بال کھولی ہین رفتار کو
یہہ صناعی کا اونکی ہت پھیر ہے
کترتے ہین اوس سے نئی گل مدام
طلسم جہان اوس سے ہی آشکار
نہ باغ جنان مین یہہ گل کاریان
بنا گل و بلبل کئے دل نہال
فرشتون نے چوما کہا بے مثال

اسی شغل مین ہین غرض مبتلا
ہوئی روز پنشن سے اسپر فدا

ولے اب زمانہ سے دل تنگ ہی
تصوف کا بہی کچہہ کھلا رنگ ہے

کتابین ہین اس ہنتہہ کی روبرو
نہ پہلا سا دل ہے نہ وہ جستجو

خدا خوش رکہے ہین عجب آدمی
کہ غم پاس ہوکر نہ نکلا کبہی

ہزارون مصیبت ہزارون بلا
جو آئین دیا اونکو ٹالا دیتا

پر افسوس یہہ ہے کہ گہر بے چراغ
عبارت پسر سے اسیکا ہی داغ

اور اک دوست ہین شوتراین جو نام
اونہین علم تسخیر ہے لا کلام

کہ کل آگرہ اون کا مشکور ہے
یہان تک کہ دشمن بہی مسرور ہے

سکتر وہ جنگی کی ہین بے گمان
کہ راضی ہین حاکم بہی خورد و کلان

جفاکش بہی ایسی نہ دیکہی سُنے
فلک اونکی چکر سے عاجز رہے

وہ لاغر سا تن اور طبیعت کڑی
اس ہڈی کی جرأت کی قیمت پڑی

وہ ڈہاری کہ بی ریشی سب ہین غلام
وبالون سے بچتی ہین وہ صبح و شام

وہ شیرین زبانی کہ ترشی نہ پاس
جو کڑوا ہو اون سے تو ہو اوسکا پاس

اور اک ڈاکٹر ہین مسیحائی دم
کہ عاجز ضعیفی مین ہی انکی قلم

کہ ہے نام مشہور اون کا مکند
نہ اس پیشہ مین ایسا دیکھا کوئی
قناعت سے الفت ہی اونکو مدام
مریضون کو اون کی زبان سے شفا
مروت جو ہے اونکی حصہ مین ہے
جو لقمان ہوتا او نہین مانتا
اگر دیکھ بقراط لیتا ذرا
دوا وہ کہ مُردے کو زندہ کرے
ہر اک درد و دُکھ اونسے ڈرتا رہے
سحر اوٹھکے جو نام لے ایکبار
کرامت سے حکمت نہین اونکی کم
سول سرجنی کا ملا ہے خطاب
نہین لیتے احباب سی ہین وہ فیس
اور اوسپر یہہ احسان دوا دیتے ہین
اور آگے ہے اوسکے شاہان کسند
وہ اوسوقت کا اک ولی ہی ولی
طمع سے ہی نفرت او نہین لاکلام
اور اکسیر کا خاک پا ہین مزا
کہانی مین ہے اور نہ قصہ مین ہے
ارسطو بھی استاد گردانتا
تو شاگرد ہو گرد رہتا سدا
دعا وہ کہ تاثیر بھی دم بھرے
تپ دق کو بھی اونسے لرزہ رہے
مرض عمر بھر ہو نہ پھر زینہار
ہمیشہ ہے اونپر خدا کا کرم
گورمنٹ سے وہ ہوئے انتخاب
کہان اس زمانہ مین ایسے انیس
کہ پاس اپنی سے ہی بنا دیتی ہین

نہین دام لیتے کسی سے مدام — کہ مشکور ہے آگرہ صبح و شام
خدا تا قیامت سلامت رکھے — اور ہر روز روزی مین برکت رکھے
اور اک ڈاکٹر جان ہین نامور — بہت خوش مزاج اور عمدہ بشر
کیا کرتے ہین بیشتر چیر پھاڑ — کسیکا نہین ہوتا اوسے بگاڑ
کہ اس فن مین ہین وہ بڑے ہوشیار — یہہ ہی مشق رہتی ہے لیل و نہار
بنائے ہے اس فن کی ایسی کتاب — کہ ہے ہند مین کم ہے اوسکا جواب
ہر اک رگ و پے کا کیا وہ بیان — کہ انسان کی عقل حیران وہان
پسند آئی سرکار کو یہی کتاب — پھر انعام اونکو ملا اور خطاب
گئے لیکے پنشن وہ اب کانپور — ہوا اونکو رہنے سے وہانکی سرور
خدا اونکو خوش اور خورم رکھے — حوادث سے محفوظ ہر دم رکھے
جماعت بڑی اوہی ہے وہان — اونہین پادری کہتے ہین بیگمان
خدا کے وہ ہین پاس ہر دم ضرور — تعلق سے دنیا کے رہتے ہین دور
شب و روز ہے اونکو ورد خدا — نہین کام ہے اور اوسکے سوا
بنے ایسے گرجے بہی ہین جا بجا — کہ بگڑی بنا کرتے ہین وہان سدا

عمارات پختہ ہے وہ عالی شان
خدا ہی کی جلوہ گاہ اوسمین نشان

یہان یا خدا ایسے ہون اے خدا
تو آباد رکھ اوس مکان کو سدا

کرم سے تیرے خوش ہون خورد و کلان
مسیحا کا سایہ ہو وہان ہر زمان

غزل مولف

ہے بادۂ سرور سے سرشار آگرہ
ہے گلرخون کی مجمع سے گلزار آگرہ

ایک نشاط عیش کی کچھہ دہوم اور ہے
دیکھا ہی ہم نے یون تو کئی بار آگرہ

اللہ ری عیش پل پل ہی خوشی آرہی تازگی
شاداب ہی بہار سے بسیار آگرہ

یہ مین منتخب جہان کی اس شہر ہین حسین
اس جا سنبھلتا ہی یہ دل زار آگرہ

دونو طرف بہار ہی دریا ہی موجزن
اوس پار ریل گھر ہے تو اس پار آگرہ

دہلی کی طرح ہوتی ہین یہان جلسے رات دن
کچھہ ایسا اندنون ہین ہی زردار آگرہ

جلسے یہان کی دیکھو کوئی دن تو اور شور
دکھلایا ہے خدا نے یہ دشوار آگرہ

حال پر ملال شہر شاہجہان آباد خلد بنیاد عرف دہلی

پلا ساقیا اب رنگین لباس
کہ کچھہ حال دہلی کرون التماس

یہہ رشک ارم اور ہے لاجواب
مفصل لکھون تو بنے اک کتاب

مگر مختصر کچھ بیان کرتا ہون
تباہی یہہ اسکے فغان کرتا ہون

ہر اک سمت بازار رشک جنان
مکین او مکین ذیشان و عالی مکان

اور اک سمت سے نہر پر چمن
کہ تازہ وہ رکھتے ہی دلکا چمن

عجب شان شوکت کا یہہ شہر تھا
نہ تھا ہند مین کوئی اسکے سوا

جو صناع ہر کام کی تھے یہان
نہین کم وہ لندن سے تھے بیگمان

امیر و فقیر و صغیر و کبیر
سبھی شاد و خورم تھے برنا و پیر

بلاغت فصاحت اور علم و ہنر
تھا حصہ مین اس شہر کے گھر گھر

وہ شیرین زبان ہاے اس شہر کی
نیانت ایسی دیکھی نہ کبھی سنی

عمارت بھی ایسی نہ دیکھی کبھی
امارت کی بو سب امیرون مین تھی

وہ بازار چوڑے تھے سب جابجا
نہین نام تنگی کا ان مین ذرا

وہ تھا خاص بازار اک پر فضا
کہ تھے عام اور خاص جسپر فدا

دوکانین دو جانب کو وہ لاجواب
جواہر کی کانین تھی سب انتخاب

وہ بازار خانم کا تھا خوشنما
مقابل مین اوسکے جہان قلعہ تھا

یہان تہی وہ کثرت سے آینہ گر
جنہین دیکھہ ہوتے تہے حیران بشر

عجب شہر تھا یہہ اور اسکے مکان
اسے لوگ کہتے تہے جنت نشان

خوشی کی شب و روز تہی دہوم دہام
ہر اک بزم مین چلتا تہا دور جام

ہر اک چیز اس جا کی تہی انتخاب
غرض شہر دہلی تہا یہہ لاجواب

پر افسوس اسکی صفائی ہوئی
غدر کی بدولت تباہی ہوئی

قلعہ کیطرف کو کیا شہر صاف
قصورات باغی ہوئے کچہہ نہ معاف

ادہر تہے جو بازار مسمار تہے
جو بازاری ادنین تہی سب خوار تہے

اسیطرح کشمیری دروازہ کی
صفائی ہوئی اور تباہی ہوئی

مکانات وہانکے بہی ڈہائے گئے
نشانات باغی مٹائے گئے

بہت سی سڑک ریل مین بہی مکان
گرائے گئے اور ہوئے بی نشان

مکینونکی گرچہ خطا تہی ضرور
مکانون نے پر کیا کیا تہا قصور

کیا اپنا نقصان سرکار نے
خزانہ کیا خالی مسمار نے

کرایہ کو دیتے تو تہا فایدا
ہزارون ہی تہی اسکی آمد سوا

تہے حامد علیخان امیر و کبیر
محلہ کے سردار مثل وزیر

مکان انکی بہی وہ وہ غارت ہوئے — کہ جنت کو بہی جو کہ شرماتے تہے

عمارت جو لاکہون کی بنوائی تہے — وہ دم بہر مین مسمار و غارت ہوئے

علاوہ ازین شہر کے درمیان — ہوا ریل سے صاف میدان یہان

یہہ بنتی فصیلون کے باہر اگر — تو غارت نہوتا یہہ شہر اسقدر

کیفیت قلعہ دہلی

اسیطرح قلعہ بہی گلزار تہا — شہ سے وہ پر انوار تہا

بنی نہر پتہر کی ہے درمیان — کہ رہتا ہے پانی بہی ہر دم روان

بنا صحن مین حوض باآب و تاب — کہ شرم سے آب کوثر بہی اب

وہ دروازہ نقارخانہ کا دہان — ہی گردون شکوہ اور عالی مکان

وہ نوبت شب و روز اوسپر بجی — رسائی کی نوبت کسیکو نہ تہی

بنا سامنے اوسکے دیوان عام — جمع ہوتی تہے اوسمین سب خاص و عام

کہ ہے سرخ پتہر کا وہ سربسر — نہین اوسمین سنگیے دنو کا گذر

بنی بیچ مین اوسکے اک تخت گاہ — کیا کرتے دربار تہے بادشاہ

بنی اونچی ہے ایسی اک شہ نشین — نہ جائے نشست ایسی ہوگی کہین

وہ جائے نشست ایسی ہی دلکشا — کہ ہے قد آدم سے اونچی سوا
بنی سب ہی وہ جائے محراب دار — کہ نقش و نگار اوسمین ہے بیشمار
وہ صنعت ہی قابل ہے بس غور کی — نگینے جڑے ہین وہ ہر طور کے
جسے دیکھکر خوش ہون ہر خاص و عام — بنے جانور اوسمین رنگین تمام
اور ہے سنگ مرمر کا کل وہ مکان — ہر اک طرح کے اوسمین صنعت عیان
وزیرون کی جا ہی کھڑے رہنے کی — ہے اک سنگ مرمر کی چوکی بچھی
بچھی چوکی بھی نادر ہی اور لاجواب — بنی ایک پتھر کی ہے انتخاب
مرید ہی پیران چھوٹے ہی اور کلان — ہی رکھی اوسیطرح اب بھی وہان

صفت دیوان خاص شاہی

اور ہے سب سے اعلیٰ وہ دیوان خاص — کہ ہے عام سے اچھا ایوان خاص
گذر ہوتا اوس جا نہ تھا عام کا — فقط خاص لوگون کا وہان کام تھا
بنا سنگ مرمر کا وہ ہی مکان — صفائی پہ پھسلے نظر بھی جہان
بنے سنگ مرمر کے وہ جالیان — کہ جالی دلونکی ہے بس درمیان
سونہری چھتون مین وہ سونا جڑا — کہ سوئی کو گر پانی دکھلا دیا

وہ گلدستے دیوار و نیر بن بنے — کہ گلدستہ پر مانی کھایا کرے
وہ دیواروں پر ہیں جو نقش و نگار — تو ہر گل دکھاتا ہی اپنی بہار
بنے ایسے گل ہیں وہاں پر بھی گل — چراغ خرد ہو جیسے دیکھ گل
ہیں دروازے سب ہاتھی محرابدار — عیاں جنسے ہے شان پروردگار

صفت گرمجوشی حمام

بنا سنگ مرمر کا حمام خوب — ہوا وہاں ملا ہی صنعت ہی کام خوب
نہاتے تھے وہ لوگ جا کر وہاں — نہ تھا میل دل پر جہنوں کی نشان
کدورت نہ تھی نام کو سربسر — کہ دل صاف و پاکیزہ وہ تھی بشر
وہ پانی تھا حمام کا آبدار — چمکتا تھا جو صاف آئینہ وار
بنی کتنی ہی حوض ہیں خوشنما — کہ دشوار پانی ہے صنعت ذرا
بنے ہیں جو سوراخ وہاں جابجا — وہ پانی کا ہے نہر کے راستا
اسی پانی سے حوض پر تھی مدام — چلا کرتی فوارہ اون میں تمام

بیان خانہ خدا

ہے اک سنگ مرمر کی مسجد بنی — نماز ہوتی اوس جا ئے تھی شاہی

وہ نیت کے ہی ایسے انسان تھے صاف
کہ کرتے نہ تھے شرع کے کچھ خلاف

خدا کا لیا جاتا تھا وہان پہ نام
عبادت بجز اور تھا کچھ نہ کام

وہ خانہ خدا کا بنا خوب ہے
وہ اللہ واکبر خوش اسلوب ہے

ادا کرتے سجدے پہ سجدے مدام
یہہ ہی ورد رہتا تھا بس صبح وشام

خدا سے جدا کوئی وہان پر تھا
وظیفہ اوسیکا ہی پڑھتے سدا

جو تسبیح وہان پھیرتے تھے مدام
وہی دانہ بینا تھے سب لا کلام

دعا سب کی مقبول ہوتی تھی وہان
خدا خود ہی سنتا تھا اونکا بیان

جو روزے رکھا کرتے تھے روزہ دار
ثواب اونکا ہر روز تھا بے شمار

پڑی خالی رہتی ہے اب وہ تمام
جسے کہتے ہین موتی مسجد عوام

بیان پائین باغ

بنا متصل اسکے تھا پاس باغ
تھا خوشبو سے جسکے معطر دماغ

ہر اک گل وبوٹہ نیا تھا کھلا
پتہ اوسکے پتہ کا لگتا نہ تھا

نہ دل سیر ہوتا کبھی سیر سے
یون ہی عمر بھر اوسکو دیکھا کرے

شجر اوسمین جو تھا وہ سب لاجواب
کہ طوبے کو بھی رشک تھا بی حساب

بہار اوسمین آئی تہی جب صبح و شام — تو دل ہار جاتے تہے اپنا مدام
جو باقی رہی گل وہ ہین مثل خار — بہار اب ہے ویسی نہ وہ گلعذار
بنی باؤلی بہی ہے وہ دلکشا — نہایت ہی پانی ہے جسکا صفا
طبیعت کسی کی جو ہو باؤلی — تو پانی سے اسکے ہو چنگی بہلے

بیان سلیم گڈھ

اور اک گڈھ بہی اسمین بنا ایسا ہی — نہ دیکھا کہین نے سنا ایسا ہے
تہی سابق مین کوئی جو مرزا سلیم — وہ تہے شاہزادوئین اعلی سلیم
یہہ گڈھ اونکا بنوایا ہے سب تمام — اسی وجہہ شامل ہوا اونکا نام
یہہ گڈھ ایسے پتہر سے گڈھکر بنا — کہ رنگ اوسکا سب پتہرونسی جدا
جو اس قلعہ سے وہ بہم کردیا — تو یکجان دو قالب ہوا دونو کا

کیفیت سیر دریاء جمن

بنے اور بہی محل تہے بے نظیر — کہ رہتے تہے مرزا صغیر و کبیر
بنی حوض بہی تہی کئی خوشنما — چہٹا کرتے فوارے تہی جابجا
کیا کرتے تہے شاہ دریا کی سیر — بہری دل مین تہی ہر تمنا کی سیر

ہوا اوس مین کرتے تہے بجرے روان　　چلا کرتی دریا مین تہین کشتیان
ہوا کرتی تہی شبکو جب چاندنی　　دلون پر ہراک کے یہہ ہی لہر تہی
کہ خورشید جسوقت ہووے غروب　　کرو سیر پہر چاندنی چل کے خوب
باہم ملکے شہ زادی شہ زادیان　　کیا کرتی تہی سیر دریا وہان
اور ایک بجری مین ہوتی تہی بادشاہ　　بصد شان و شوکت بصد عز و جاہ
ادہر اودہر ہوتی تہی کشتیان　　شہنشاہ ہوتے تہے بس درمیان
تکلف سے یون سیر کرتے تہی سب　　کہ جلسے ہوا کرتے تہے وہ عجب
ہر اک گلبدن پر وہ اعلے لباس　　مغرق سراسر ہر اک کا لباس
لئے شاہ کو یون تہین شہزادیان　　کہ تارونکی جیسے ہو درمیان
وہ تہین گائین کشتیون مین حسین　　پری پیکر اور جو تہین زہرہ جبین
شراب مصفا کوئی پیتی تہی　　دکہا کر ادا رقص اور بہا کی
وہ تہی پر اثر اونکی ایسی صدا　　فرشتے بہی غش تہی وہ سنکر ندا
سُریلی رسیلی وہ آواز تہی　　کہ جان سُننے والونکی پروا تہی
عجب اوس گہڑی سیر مین تہی بہار　　بجاتا کوئی بین کوئی ستار

وہ دہولک عجب گت سی وہان بجتی تہی | فدا جان اوسکی صدا پر ہوئی
غرض ہوتے تہے ایسے جلسے عجیب | کسیکا نہوی گا ایسا نصیب

حال تباہی قلعہ دہلی

یکایک غدر مین جو پلٹی ہوا | نہ قلعہ رہا نے وہ گلشن رہا
نہ جہرنا وہان اور نہ مہتاب باغ | نہ کیون ذکر سے ہو پریشان دماغ
نہ شہزادے وہان ہین نہ شہزادیان | نظر آتے ہر جا ہین ویرانیان
نہ نشہ کا رہا نام نے تخت کا | برا ہو فلک تجہسے کم بخت کا
نہ وہ گل رہے نے وہ گلکاریان | بہرین خار حسرت سے سب کیاریان
وہ باد خزان چل گئی برملا | ہوا گلشن عیش کو دی بتا
جہان شور وغل کی صدا تہی سدا | وہان اب خموشی کا حکم ہو گیا
مکین اور مکان رشک جنت جو تہے | وہ ویران ہوے حکم اللہ سے
وہ فوارے چلتے تہے جو رات دن | پڑے خشک ہین ہائے وہ آب بن
ہنسا کرتے تہے لوگ جو صبح وشام | ہی اب یاد مین اونکے رونا مدام
جو خالی مکان آتے ہین اب نظر | بہر آتا ہے دل اونہین دیکہکر

جہان عیش ہوتا تہا یہہ روز شب
ہوئے شہ نظر بند رنگون مین جا
جوان بخت بہی اونکی ہمراہ تہے
جو زینت محل تہین گئین اونکی ساتھ
مکان خورد جتنے تہے توڑوا دیے
بنی بارکین قلعہ مین ہین تمام
فقط وہ ہی دو چار عمدہ مکان
لبون پر اسی غم سے فریاد ہے
اسیطرح سے حال ہے شہر کا

بنا غم کدہ وہ ہی قلعہ ہے اب
وہان سے گئے وہ بملک بقا
ظفر اوس نے رکھتے بہت چاہ تہے
برے حال مین بہی رہین اونکی ساتھ
وہ توڑوا کے میدان کروا دیے
کہ گورون کے مسکن ہوئے وہان مدام
دیئے چہوڑ جنکا ہے اوپر بیان
ہوا قلعہ بہی ہا سے برباد ہے
نہ رونق نہ وہ لطف ہی سیر کا

مسدس میین شاعر دہلوی

یہہ قلعہ وہ تہا کہ جسکے جہان مین تہے شہرت
یہہ قلعہ وہ تہا کہ جس سے ہر اک کے تہے عزت
یہہ قلعہ وہ تہا کہ ملتی تہی دولت وحشمت
یہہ قلعہ وہ تہا کہ پاتے یہان سے تہے خلعت

جگر ہی خستہ ہر اک دل پہ اسکا داغ ہوا
جہان تیرہ ہے کیا قلعہ بے چراغ ہوا

یہہ وہ جگہہ تہے کہ گلشن کو حیرت آتے تہے
یہہ وہ جگہہ تہے ارم کو بہی حسرت آئی تہے
یہہ وہ جگہہ تہے کبہی یہان نہ افت اتے تہے
یہہ وہ جگہہ تہے کہ زر لینے خلقت اتی تھی

مٹا یا اسکو فلک نے یہہ آن مین کیسا
پڑا ہی حادثۂ غم جہان مین کیسا

یہہ قلعہ وہ تہا کہ ماتم زدہ ہو آکر شاد
بہشت کا تہا نمونہ مکان خوش بنیاد
یہہ وہ چمن تہا جسے کہتے تہے بہار ایجاد
گل نشاط سے لبریز عیش سے آباد

ہوا نیاز خزان یہہ چمن ہزار افسوس
گیا ہے کوچ خوشی لے گیے بہار افسوس

وہ شاہزادی گذرتی تھی جنکی خوشی اوقات
مثال مُردے ہین اب بلکہ بدتر از اموات

نہ وہ ہے بزم طرب اور نہ عیش کی ہے رات
خوشی کے ساتھ گئے سب خوشی کی تھی جو بات

وہ پیتے خون جگر ہین شراب کے بدلے
نصیب ہے دلسوزان کباب کے بدلے

نہ سر پہ طرّہ ہے اور نہ گلے مین کنٹھا ہے
نہ خوشنما وہ شنگرفی بدن مین جوڑا ہے
بسا تمام کھان عطر وہ حنا کا ہے
کھادو پٹے کی وہ بو سے راحت افزا ہے

فلک کے جور سے اب اسقدر خراب ہوئے
کہ کہتے ہین خلق کیا بشر خراب ہوئے

کلاہ سر پہ کھان وہ مغرق و بھاری
کہ کرکری ہوئے چمک جس سے برق کی بہاری

کھان کرن ہے کہان گوکھرو کی گل کاری
کھان وہ سلمہ ستار یکے او سپہ تیاری

وہ چوبدار کھان نوکر اور نقیب کھان
پیادہ پاہین سواری اوہاہین نصیب کھان

نکلنا قلعہ سے وہ ہائے بیگماتون کا
قدم قدم پہ وہ لغزش وہ شور نالون کا
بکھرنا موںھ پہ پریشانی سے وہ بالون کا
وہ اضطراب وہ گریہ وہ خوف جالون کا

وہ مہ سے چہرے برنگ سحر ہوئی فق تھے
وہ سینے سینہ زنی سے فگار تھے شق تھے

اوٹھا کے گود مین بچون کو روتی تہے کوئی
لگا کے چھاتی سے جان اپنی کھوتی ہے کوئی
غشی سے دشت مین کانٹون پہ سوتی ہے کوئی
جہان مین ایسی اذیت بہی ہوتی ہے کوئی

غضب مین آگئین شہزادیان مصیبت ہے
الہی ہو گئی کیا آج ہی قیامت ہے

بہاتے اشک کے ہر ایک ہی رو کر
جو کالے پانے پسر ہی تو دار پر شوہر
ہزار صدمے ہین جان پر تو لاکھہ ہین دل پر
ادہر یہہ حال اودہر قید خانہ مین ہے پدر

بہٹکتے دشت مین ہر جا ہے آہ بہرتے ہین
ظفر کی بیٹان کیسی تباہ پہرتی ہین

لوٹی ہوؤن پہ یہہ دہقانیون نے ظلم کیا
جو ہاتہہ کان مین پایا تہا وہ بہی چہین لیا
دم تلا سے زیور ہزار رنج دیا
نہ اون پہ زور چلا کچہہ تو خون اپنا پیا

وہ رو کے بولین بگاڑو نہ عزت تیمور
خدا کے واسطے رہنے دو حرمت تیمور

جہان میں شور تہا شہزادیوں کی ماتم کا
کہ سرکو پیٹ کی کہتے تہیں جب وہ ہائے خدا
رہا نہ کوئی بہی وارث پہریں ہیں ہم تنہا
یہہ سنکے ٹکرے جگر ہر بشر کا ہوتا تہا

کہیں سے آتے تہے آوازا سے پدر ہی ہے
کہیں سے آتی تہے ندا تہی میرے پسر ہی ہے

لبوں پہ آہ کسی کی کوئی گریبان چاک
کوئی تہے گریہ کنان اوس گھری کوئی غمناک
کسیکے بال کہلے ڈالتے تہے سر پر خاک
کوئی تہی پہوڑ لی سر ہوگی جان سے بیباک

وہ گل جو گل سے بہی نازک ستم سہیں صد حیف
جو لوگ عیش کے قابل الم سہیں صد حیف

میں طاقتِ شرحِ ستم نہیں خاموش
غضب ہے گریہ حسرت کا ہے یہہ جوش و خروش

یہہ وہ فسانہ کہ ہون سامعین بھی بے ہوش
یہہ دردمندون کے ہی داستان قابل گوش

یہہ فسانہ کہ جودی فرشتون کے بھی رولا
ہوا ہے واقعی دہلی پہ حادثہ ایسا

بیان مکانات باقیماندہ شہر دہلی

رہے غدر کے بعد جو جو مکان
ہے تشریح اونکی بھی لازم یہان
رہی جامع مسجد جو ہے انتخاب
زمانہ مین جسکا نہین ہے جواب
بنا حوض وہ صحن کے درمیان
کہ تعریف مین اوسکے قاصر زبان
وضو اوسکے پانی سے جس نے کیا
تو پھر نام کوثر نہ اوس نے لیا
فرشتے نماز مین پڑہا کرتے ہین
کہ وجد اوسکا ہر دم کیا کرتے ہین
عجایب ہی مسجد بروئے زمین
نہین آسمان نے بھی دیکھی کہین
عمارات اوسکی بڑی شان کی
کہ گردون نے جان اوسپہ قربان کی
دورویہ وہ مینار مینو سواد
خدا اونپہ چڑہنے سے آتا ہی یاد
وہ گنبد ہین جو گنبد چرخ نے
نہ دیکھے کبھی اور نہ ایسے سُنے

وہان آکے گردون گردان سدا
کیا کرتا ہے سجدہ اونکین ادا

سہ طرفہ وہ ہین سیڈہیان پر فضا
کہ ہوتا ہے میلا وہان روز کا

صبح وشام ہر شے وہان آتی ہے
گذر گذری مین سبکی ہوجاتی ہے

کئی لاکھ کی ہے عمارت بنی
کہ دنیا مین ایسی نہوگی کوئی

ذکر دریبہ

دریبہ کا عالم بہی ہے لابیان
پرستان کا جلوہ وہان عیان

وہ پریان کہ جنسے ہوا انسان کو ڈر
دو طرفہ وہان رہتی ہین بی خطر

ہر اک چیز دنیا کی لے لو وہان
خدا کو بہی چاہو تو دیکھو وہان

دوکان گوٹھ والونکی ہین اسقدر
ستارے زمین پر ہین آتے نظر

چمک اور دمک کی ہیں وہ ٹوپیان
ہوئے چاند سورج مدہم وہان

کنارے وہ بازار ہے خوشنما
کنارہ نہین ملتا اوسکا ذرا

ہمارے بہی اک ہان نند ہین شفیق
دوکان گوٹھ کی کرتے ہین وہ رفیق

بناتے ہین ہر طرحکی ٹوپیان
اور اوسپہ طرہ کہ گل کاریان

ذکر دوکان گلاب عطر فروش

ہے مشہور دوکان گندہی گلاب
ہر اک طرح کا ہی عطر ہے انتخاب

حنائی وہ ہے عطر بہی لاجواب
خریدین او سے سبزہ روبی حساب

وہ عطر چنبیلی وہ بیلے کا تیل
کہ البلون مین اونکی ہے ریل پیل

گلاب جسنے اکدم کو عطر سوہاگ
کھلی عمر بھر کے لئے اوسکے بھاگ

وہ عطر جوئی جب کسی نے ملا
ہے جوئی سے دلجوئی اوسکی سوا

بھرا شیشہ در مین ہے مونیا
ملے جو کہے موتی آ موتی آ

وہ فتنہ کہ سوتے سے فتنے جگائے
ملین مارویان اگر ہاتھہ آئے

وہ ہی راحت روح خوش ہو مشام
ہوا لکھنو سے یہہ ایجاد نام

صفت چاوڑی بازار پر بہار

وہ بازار ہے چاوڑی پر بہار
جہان رہتے ہین منتخب روزگار

کسیرونکی دوکانین کثرت سی ہین
بڑے ہی ظرف اونکے بہی دولت سی ہین

خریدارونکی اون سے ہی جو لگن
خریدین ہین وہان آ کی ہر سیم تن

وہ برتن جو برتے اونہین ایکدن
توکھانا نہ کہائے کبہی اونکی بن

چمک ہے وہ برتن کی دیکہا کرے
جو لوٹہ کو دیکہے تو لوٹا کرے

وہ سینے کہ سینہ پہ رکھے مدام | نہو ایکدم بہی جدا صبح وشام
عجب خاصدان ہی یہ نقش ونگار | پسند عام کرتے ہین ہر گلعذار
سسی اور برنجی جو ہین پاندان | اونہین لیتے ہین سرخرو بیگمان
قرینے سے رکہی ہین ایسی دیغ | جو دیکہے وہ لی اوسکو پہرنی وریغ

صفت بازار کلان

سر قلعہ سے تا بہ فتحپوری | کلان سب سے بازار یہہ خوب ہی
کہ ہے بیچ مین اوسکی نہر چمن | نہو گی کسی شہر مین فی زمن
ہر اک قسم کی ہین دوکانین وہان | مہیا سبہی ہی ہی اونمین جہان
ہزارون کی کثرت دوکان ہین | کہ ہر رنگ کے رکہی ہان تہان ہین
وہ ہین گلبدن ہر طرح کی سبہی | جو پہنی ہون گل بدن پر کبہی
وہ ہی نین سکہ جو کہ دیکہا کرین | ہمیشہ کو وہ نین سکہہ سے رہین
اوڑہے نیند انکہو نسی شب بہر نہ آئے | جو کمخواب کو لے تو کم خواب پائے
جو مل مل کو دیکہی تو مل مل کی ہاتھ | کہی وہ کہ زر ہو تو لون اسکو ساتھ
تکلف سے جالی بہی خالی نہین | دلون تک ہی کہجائی سینے جالی نہین

عیان ہوتی ہی بات رومال سے | زمانہ مین ہے آبرو مال سے

لگے ڈھیر کشمیرون کے جا بجا | رکھین سر دمہر اونکو جان سی سوا

اور اک سمت دوکان ہین سوداگری | کہ انگریزی اشیا ہی اونمین بھری

مصفا رکھے جہاڑ وہ جہاڑ کے | کہ دیکھا کرین آنکھین ہی پہاڑ کے

وہ ہین قد آدم جو آئنہ وہان | ہوئین دیکھکر اونکو حیرانیان

وہ کرسی کہ جو ہوئے کرسی نشین | اوسے تخت شاہی کی خواہش نہین

وہ چھتری کہ چھتر کی جو مثال | پڑے جسپہ سایہ تو وہ ہو نہال

وہ چٹنے کہ جی چاہے سب اسکو چاٹ | نہ دل کھاتے سی عمر بھر ہو اوچاٹ

وہ ہر قسم کے وہانپہ اچار ہین | کہ ہر دم خریدار دو چار ہین

مرتبان مربون سے سب ہین بھرے | مربی کھلائے تو دل ہون ہرے

وہ گھنٹے گھڑی وقت پر جو بجین | تو اوقات اونکی نہ پل بھر ٹلین

یہ ہی ہر گھڑی چاہی دل لیجئے | جو قیمت مین دل مانگین تو دیجئے

صفت چاندنی چوک دہلی

ہے اک چاندنی چوک بہی رہبان | اسی جا پہ جلوہ ہے اوسکا عیان

وہ ہوتی ہے یہان چاندنی نور کے
کہ قربان تجلی بہی ہے طور کے

وہ ہی چوک دل چونکتا ہی یہان
کہ حیرت کی ہر شی بنے بی گمان

وہ پہولون کے کہنٹے ڈہیر سر بسر
خبر دین ہین غنچے دہن آنکر

کوئی سرو قد ہے کوئی گلبدن
کوئی نرگسی چشم رشک چمن

وہ پہولون کی گجری وہ پہولونکے ہار
کہ دل ہار کر لیوین سب گلعذار

کٹورون جہنکار وہان ہی مدام
کہ بات اونکی پانی ہے مشکل تمام

وہ ہے مشک پانی ہی آب حیات
پئے جو وسے ہوئی غم سے نجات

وہ سادہ رکہین ٹوپیان ہین ہزار
کہ دل سادہ لوحون کی اوپر نثار

دوکان ٹوپی والونکی ہین اسقدر
کہ لیے قدر دستار ہے سر بسر

صفت گہنٹہ گہر

بنا ایسا عمدہ ہے یہان گہنٹہ گہر
کہ ہر گہنٹہ پڑتے ہی اوسپر نظر

وہ گھنٹہ نہین ہے یہ آواز عجیب
کہ ہشیار سے کھوی غفلت کا عیب

صدا گھنٹہ کی جاتی ہے گہر بہ گہر
کہ بیدار غفلت سے ہون ہر بشر

اور اوسکی بلندی ہی وہ عالیشان
عیان شان معبود کا ہے نشان

اگر اسکی تعریف ہو ہر گھڑی ۔ نہ شمہ بہی اُسکا ادا ہو کبہی

صفت عجایب گھر

عجایب ہی خانہ بہی اک یہان عجیب ۔ بنا باغ کی وہ بہت ہی قریب
ہر اک ملک کی چیز رکھے یہان ۔ کہ قدرت ہی خالق کی جسسی عیان
اور ہے تاج شاہی بہی رکھا وہان ۔ نشان جنکا ہے یہہ ہوی بے نشان
چرندا و پرندا ہین بہت جانور ۔ ہاین بے روح خاموش و ششدر مگر
ادنہین دیکھہ ہوتے ہی عبرت سوا ۔ کہ بے جان یہہ جسم نامی ہی کیا
اسیواسطے یہہ طلسم جہان ۔ بنائے گئے تا ہون حیران ان

بیان کمپنی باغ

بنا کمپنی باغ ہی پر فضا ۔ کہ سبزہ پہ اوسکے زمرد فدا
وہ چکر روش کی ہین سب حلقہ دار ۔ کہ گرد اوسکے پہرتے ہین ہر گلعذار
ہوا ٹہنڈی اسکی جو کہائے کوئی ۔ تو گرمی نہ پاس اوسکے آئے کبہی
وہ کثرت سے اشجار ہین پر ثمر ۔ کہ باغ ارم مین نہ ہون اسقدر
وہ کیلا اکیلا جو کہائے کوئی ۔ تو پہر دوسرا پہل نہ توڑے کبہی

وہ جامن ہی شیرین کہ من بہر جو کہائیے ۔ تو لب بند ایسے ہون بولا نہ جائے
وہ ویسی ہین آبنہ اور بہی ہمیئے ۔ کہ طوبیٰ نے ایسے نہ دیکہے ہا کبہی

بیان منڈی غلہ

چلو یہان سے اب چہوڑو فتحپوری ۔ سڑک ہے یہہ دروازہ لاہوری کے
یہہ ہر دوسری منڈی ہی غلہ کی ۔ کمائی وہان ہے بڑے پلہ کے
ہے غلہ فروشونکی اوس جا دوکان ۔ ہجوم خریدار ہر دم وہان
ہزارون من آتا ہے صبح و مسا ۔ نہین بہرتا من اوس سے ہرگز ذرا
وہ گندم یہان بکتے کثرت سے ہین ۔ فرشتے او نہین لاتے جنت سے ہین
وہ گندم سفید اور اوسکے مزے ۔ کہ بدلے ہین انکی نہ جنت کو لے
خدا نے تہا گر لاکہہ منع کیا ۔ پر آدم نے جنت ہی مین کہا لیا
اسے کہا کے آدم ہوئے پر خطا ۔ کہ جنت سے باہر ہوئے برملا
نخود بہی وہ عمدہ ہین اور باصفا ۔ نہ خود کہائیے جب تک نہ بالے مزا

بیان سبز منڈی

ہے اک سبز منڈی ہی باہر یہان ۔ کہ ہر سبز ہے اوس سے دل او رجان

جو سویا وہان جا کے چوکا وہ ہے
لگن نا کرے اوس لشر سے کوئی

یسر جیسے وہانکا اک سیب ہو
نہ آسیب ہو پہر نہ آسیب ہو

وہ بے گن کہ سب گن ہین اونین بہرے
نہ کہائے تو دن اوسکے بیشک بڑے

وہ میٹہا کہ ترشی نہین جسکے پاس
جو ہو ترش اوس سے تو دل ہو اوداس

وہ لیمون بہی ہین عمدہ اور کاغذے
نہو کہٹا کہا کر کسے سے کبہی

صفت لاٹ خواجہ قطب صاحب و میلہ البیلہ

قطب کے بہی یہان لاٹ مشہور ہے
نہین ایسے نزدیک نی دور ہے

ہے دہلی سے اوسکا ذرا فاصلا
کہ ہے ہفت ہے کوس کا فاصلا

بلندی ہے اوس لاٹ کی لاجواب
ہے چرخ برین کو بہی اوس سے حجاب

جو چڑہتا ہے اوسپر کوئی آدمی
خدا سے ہی ملتی کی پہر سوجہتی

وہان گلفروشونکی ہوتی ہی سیر
ہر اک طرحکا عیش وہان ہی بخیر

وہ پہولونکے پہنکے چڑہا کرتے ہین
ہوا اون کی گلکر ولیا کرتی ہین

نہین ایسا میلا ہے اوجلا کہین
کدورت نہین اوسمین میلا نہین

چہڑہائے ہین پہنکے وہان گلعذار
کہ ہے خواجہ صاحب کا جسجا مزار

وہ چہرہ کا پانی وہ تیراکیان
جوانون کی جوبن کو دکھلاتیان

وہ برسات کی خوب کالی گھٹا
کہ دیتی ہے میخوار کا دل بڑہا

وہ پریون کی دیکھو پری کر پڑی
جو نزدیک جائے تو کھوین پری

یہہ جلسا ہوا کرتا ہے تین دن
نہین چین آتا ہے وہان عشق بن

ہوا کرتے دن رات ہین محفلین
ہر اک کو یہہ ہے شوق دیکھا کرین

حال پر ملال عمایدان نامور دوران مرحومان شہر دہلی

لکھون شہر کی اب عمائد کا حال
کہ کیا کیا یہان لوگ تہے بے مثال

تہے اک مولوی یہان کی صدر الصدور
کہ ثانی نہ تہا اونکا نزدیک دور

خدا نے اونہین رتبے اعلیٰ دئے
کہ مفتی عدالت مین بہی وہ ہوئے

تخلص تہا آزردہ شعر انتخاب
وہ دہلی مین شاعر بہی تہے لاجواب

ہر اک فن مین کامل تہے اور نامور
اونہین مانتے سب تہے جن و بشر

گئے یہان سے جب وہ بسوے جنان
رہے ہاتہہ ملتے ہی خورد و کلان

نہ زندہ رہے ہائے صہبائی بہی
گئے غدر مین جان یون مفت ہی

گئے اونکی ہمراہ لخت جگر
مرے ساتہہ سنتے ہین دو نو پسر

امیر ایسے نادر تہے یہان پنجہ کش — کہ صدہا جنہین دیکہہ ہوتے تہی غش

ہوئے ایسے دہلی مین یہہ خوشنویس — ہر اک پر تہے اس فن مین ہر طرح بیس

کرامت مین یکتا تہے اور باتمیز — وہ مشہور تہے شاہ عبدالعزیز

ہر اک علم کے خوب عامل بہی تہے — ہر اک فن مین وہ ہائے کامل بہی تہے

تہے اک اور یہان شہر مین شہ پسند — بڑے نامی اور عمدہ تہے مہر کند

کہ بدرالدین مشہور تہا اونکا نام — ثنا خوان تہے سب شہر مین خاص و عام

کیا کندہ جو جو کہ نقش و نگین — نہ تہا ثانی اوسکا بروے زمین

تہے اک کالے صاحب بہی یہان پر طبیب — ارسطو زمان اور عجیب و غریب

مرنجان مرنج اونکا قول و یقین — بشر ایسے بے شر تو دیکہی نہین

تہے شعرا بہی دہلی مین وہ بے مثال — کہ تہا شعر گوئی مین اونکو کمال

ہوئے نامور ایسے تہے ایک میر — کہ دیوان اونکی ہین چہپہ بے نظیر

وہ اردو کے مشتاق اور پیشوا — زبان ایسی پائی یہہ کس نے بہلا

ہوئے جتنے شاعر وہ مانا کرے — سب اوستاد وقت اونکو کہتے رہے

ہوئے میر حسن اور دہلی مین ایک — کہ سو مین تہے وہ ایک ہی مرد نیک

لکہی مثنوی خوب وہ انتخاب — نہین ہند مین پایا اوسکا جواب

اور اک نامی کامی تہے شاہ نصیر — کہ جون مہر و مہ تہے وہ روشن ضمیر

وہ مشکل پسند ایسے اردو کے تہے — کہ ہر اک نہ طرز اونکی پر لکھ سکے

فراسو بہی شاگرد انکے ہوئے — تہے قوم فرنگی مین شاعر بڑے

کہ ہین چند دیوان اونکے یہان — دماغ اونکا سا ہے نہین فی زمان

تہے شاگرد اور اک جناب مشیر — انہین مانتے تہے صغیر و کبیر

اور ان کے تہے شاگرد کرسی نشین — ولے عہد بہی ایک تہی خوشہ چین

ولے عہد کا شہرہ ہر جا ہوا — تخلص اونہون نے جو دارا کیا

مناجاتین دارا کی ہین بے نظیر — کہ پڑہتے ہین ہر جا امیر و فقیر

زمانہ مین مشہور تہے جو منیر — تہے شاگرد انکی یہہ دو بے نظیر

کہ نام اونکا تاثیر و تنویر تہا — یہہ اوستاد سے اونکو رتبہ ملا

اور اک تہے یہان خواجہ میر درد — کہ دل اونکی قولون سی ہوتا تہا سرد

بھرا درد سے ہے سراسر کلام — دوا دردمندونکی ہے وہ تمام

ظفر بہی وہ شاعر ہوئے بی مثال — کسی بادشہ کو نہ تہا یہہ کمال

لکھے چار دیوان وہ پُر فضا — کہ اربع عناصر کہوں تو بجا

ہوئے اور دہلی اک میر سوز — جلی اور بہنے رہتے تہے شب و روز

وہ سوز نہان اونکا تہا لا بیان — زبان سے نکلتا تہا ہر دم دہوان

غضب سوز تہا او عجب ساز تہا — عیان کب کسی پر نہان راز تہا

وہ غالب زمانہ مین یکتا ہوئے — کہ غالب ہر اک پر ہمیشہ رہے

ہوئی فارسی اونکی وہ بیمثال — کہ فارس نے جانا اونہین باکمال

یہہ مومن بہی شاعر وہ النسان تہے — جنہین مانتے سب مسلمان تہے

یہہ رمال بہی ایسے تہی انتخاب — حساب رمل جنکا تہا لاجواب

او حکمت مین وہ تہی اونہین دستگاہ — ارسطو سمجھتا تہا پشت و پناہ

تہے شاطر بہی شطرنج کے اسقدر — دل و جان گیے ہار اون سے بشر

ہوئے ذوق ایسے کہ تہا اونکو فوق — کلاموں سے اونکے رہا سبکو شوق

مضامین اردو وہ اعلیٰ لکھے — کہ ادنےٰ و اعلیٰ سبہی غش ہوئے

غرض موت کا سب نے چکھا مزا — خدا کو بقا اور آدم فنا

رہے اب جو باقی ہین نامی یہان — اونہین بہی لکھوں ختم ہو داستان

بیان رئیسان و شاعران موجودہ حال دہلوی

ضیاء الدین خان سا بہی کوئی نہین
کہ شیرین زبان ہین بہ علم و یقین

لوہارو کے نواب ہین نامدار
رہے نام نیکون کا ہے یادگار

قناعت گزین اور گوشہ نشین
وہین اپنے گھر مین ہین ماہ مبین

انہین فارسی مین ہی وہ دستگاہ
کہ غالب ہین ثانی خدا ہے گواہ

اور اردو بہی کہتے ہین ایسی سلیس
زبان ہی نفیس اور بیان ہی نفیس

اسی گھر کے نواب احمد سعید
ضیاء الدینخان کے ہین پسر رشید

سراپا مجسم ہین اخلاق کے
بھرے خوبیون اور اشفاق کے

وہ ڈپٹی کلکٹر ہین پنجاب مین
وہ یکتا ہین قانون کی باب مین

انہین شعر گوئی سے بہی شوق ہے
ہوا ذوق پر بہی تواب فوق ہے

حسام الدینخان بہی ہین شاعر بڑے
کلام اونکا بہی سنکے ہم خوش ہوئے

کہ نواب عالی کے ہین وہ پسر
بہت دہلی مین یہہ بہی ہین نامور

جناب مبین بہی اک استاد ہین
فن شعر مین قابل صاد ہین

ہر اک شعر ہوتا ہے وہ پر اثر
کہ تڑپا کرین سنکے دو دو پہر

جہان مین ہین موجود جتنے حسین
وہ گاتی ہین محفل مین غزل مبین

ہے شور انکا اسواسطے گھر بہ گھر
کہ پائی ہی شیرین زبان خوب تر

ہین نواب مرزا بہی عالی دماغ
تخلص ہے جنکا زمانہ مین داغ

کلام اونکا بہی ہوتا ہی مثل فوق
ہی شاگردی سے اونکو فوق

ہوئی نوکری اونکی جو رام پور
تو دہلی سے رہتی ہین فی الحال دور

ہین اور ارشد بہی شہزادہ یہان
بہری سر بسر اونمین ہین خوبیان

کلام اونکا بہی ہوتا بس خوب ہی
ہر اک شاعرون کو وہ مرغوب ہے

اک احسن ہین شاعر اک حالی یہان
نہین اختر و در سے کم بے گمان

کلام اونکا پیچیدہ ہی اسقدر
کہ مضمون ہین اونمین نہان سربسر

ہے ویران بہی نابینا اک انتخاب
کہ تاریخ گوئی مین وہ لاجواب

فضل ایسے اسچا مصور ہین اب
کہ تعریف کرتے جہانمین ہین سب

اگر ہوتے بہزاد و مانی یہان
تو ہاتہہ اونکا وہ چومتی بیگمان

وہ تصویر اون سی کھچا کرتے ہی
کہ اپنی ہی صورت تکا کرتی ہی

قطب اور دہلی کے ہین اک حکیم
کہ محمود خان برگزیدہ کریم

بڑے حکمتوں سے وہ حکمت ملی — جو لقمان کو بھی نہ وقت ملی

دوا اور دعا مین اثر ہے سدا — اگر خاکپا دین تو ہوئے شفا

بڑے نامور ہین وہ دنیا مین آج — کہ راجہ بھی خود پوچھتے ہین مزاج

اگر ہوتا لقمان بھی فی زمان — تو وہ مانتا ان کو بے این و آن

طبیب اور ہین ایک بدر الدین خان — کہ ہے مثل بدر اون کا بھی خاندان

ہے مشہور روشن دلی اسقدر — مرض کو وہ پا جاتے ہین جلد تر

دوا دل سے کرتے ہین بیمار کی — مسیحا ہین وہ وقت کے اپنی ہی

ہین اک دوست اور اپنے یہان حکیم — قیام الدین ہے نام طبع سلیم

وہ مجھلے میان کے بڑی ہین پسر — جو دلی مین تھے وہ بھی اک نامور

ہے تشخیص انکی بھی وہ لاجواب — کہ ہین خاندان اپنے مین انتخاب

دوا کرنے مین ہے توجہہ دلی — کہ بیماران سے نہ دق ہو کبھی

عرق جبس دوا کا دیا کرتے ہین — عرق ریزی اوس مین کیا کرتے ہین

وہ گولے کہ اوسنے ہی گوئی قسم — پہ دیتے ہین بیمار کو بے درم

سر دسب جلاب دیتے نہین — نہ کی پیچ کی بات ہرگز کہین

فرنگی ہین اک یہان جمیس اسکنر
رئیس کلان اور ہین طالع ور

بڑے خاندان کے ہین وہ آدمی
بزرگ اونکی افسر تہے فوجونکی بہی

کہ کرنیل و میجر رہے نام ور
فتحیاب یان اونکی مشہور تر

ہین نواب مرزا بہی اک وضعدار
وہ اخلاق مین منتخب روزگار

اسی خاندان کے ہین وہ بہی پسر
کہ اصلی ہے نام اسٹوارٹ اسکنر

بڑے سیدہے سادے ہین وہ آدمی
کجی نہین بات دیکہی کبہی

اور اک چہوٹے مرزا بہی ہین خوش وضع
کہ نازک مزاج اور رنگین طبیع

بڑے خاندان کے ہین یہہ آدمی
کہ جنریل تہا باپ ان کا کبہی

ہمارے یہہ دونو ہی ہین یار غار
شفیق صمیمی ہین اور غمگسار

جو قایم ہین یارب تبہی قایم رہین
خوش و خرم و شاد و دایم رہین

وہ جنت مین داخل ہون جو مر گئے
سفر یہان سے عقبے کو جو کر گئے

کرو شکر حاکم کہ دل شاد رہے
نئے سر سے دہلی پہر آباد ہے

کیفیت شہر جے پور دار السرور

پلا ساقیا وہ مے تیز آج
کہ جے پور مین ہی اسکا دیکہا رواج

مجھے حال لکھنا ہے جیپور کا
گئے سیر کو ہم جو جے پور کی
عجب وہ بھی گلشن ہے اک پر فضا
وہ جلوہ ہے پیدا پرستان کا
وہ بازار چوڑا ہے وہان دلکشا
وہ بت خانہ چین بنا ہر مکان
عمارت بھی ایسی بنی ہین بلند
بنائے مکان ڈوری وہ ڈال کر
کمی بیشی اونمین ذرا بھی نہین
اور اوسپر یہہ طرہ کہ آثار کم
مکانون مین ہر طرز کی جالیان
مصالحہ وہ ایسے نہ دیکھے سنے
جبازار ہے وہ ہی چوسر کا ہے
جو دیکھے ہے وہ دل ہار دے برملا

دوبارہ پئے سے سرور ہو ذرا
اوسے دیکھہ کر دل کو فرحت ہوئی
کہ پریان بھی آتی ہین کھانے ہوا
کہ دل شاد ہو جن وانسان کا
کہ دہلی کو بھی رشک جن پر ہوا
جو دیکھے وہ بنجائے بت بیگمان
مکانات دہلی سے ہین جو دوچند
برابر برابر جو ہین سر بسر
نہین فرق ہو گی برابر کہین
دو منزل سے تا ہفت منزل اونچ
کہ جالی اونہون نے بھی دلہن نہان
کہ سنگ آگے اونکی بھی پانی بھرے
وہان لطف اک یہہ نیا دیکھا ہی
الِنسان کی چھکے چھٹین ایسی جا

نہ اٹھارہ ہے بلکہ سب پر ہی بیس
لگے تین فوّارے بازار مین
وہ چھٹتے ہین جب جوش سی صبح و شام
ہے پانی بہی اونکا وہ آب حیات
وہ پانی کہ حورین بہی ہین تشنہ لب
وہ مینار بازار مین ہے بنا
بنا ہے نیا باغ رشک ارم
ہر اک شاخ گل ایسی ہی لاجواب
اوڑا اوسکو لیجاتی ہے جو صبا
خزان کے نہین صدمی سے کچھ ملول
روش بہی بنی سب ہین وہ باصفا
وہان راجہ تہا رام سنگہ نامور
بہ عہد جوانی سفر کر گیا
محل اوس نے وہ وہ بنائے وہان

کہ ہے شہر شہر ہے وہ نفیس
ثنا ہے ہو لغزش بہی گفتار مین
تو اوٹھتے ہین دلین بہی موجین تمام
جو پی لے کبہی کو ممات اوس سی نبات
او سے پینے آتی ہین وہ روز و شب
کہ گردون کو ہے رشک اوسپر سدا
کہ جنّت کو الفت ہی جسّے بہم
کہ ہر پتّہ جسکا بنا انتخاب
تو جنّت مین لگتا ہے اوسکا پتا
کہ بیٹھے ہین سب بلبلین پہول پہول
کہ دل بہلا جاتا ہے اوسپر سدا
یہہ باغ اوس نے بنوایا تہا خوب تر
تو باغ جنان جاکے پہر وہ لیا
ارم مین بہی گر ہون تو ایسی مکان

ہوا محل ایسا ہے محراب دار — بنا ہر محل ہے وہ سب حلقہ وار

اور اوسکی ہی ایسی فضا اور ہوا — دل مردہ ہو دیکہہ تازہ سدا

وہ دروازے ہین شہر کے ہر طرف — کہ جنت کے دروازون پر ہی شرف

بلند اور چوڑہ ہین وہ دل کشا — کہ تنگی نہین نام کو ہے ذرا

تہے شہزادہ اوس زور تقدیر سے — میری جذبہ دل کے تاثیر سے

گئے ایسے وقت جے پور مین — کہ جے پور تہا جلوہ نور مین

بتقریب دعوت تہی وہ روشنی — کہ رشک تجلی تہی وہ طور کی

شب قدر وہ شب بنی تہی وہان — تجلی تہی اک نور کی سب عیان

وہ کنولون کے اور قمقمہ کی بہار — چراغون کے وہ روشنی بیشمار

کہ اختر فلک پر خجل ہوتے تہے — مہ وخور بہی عاشق ہوئے دیکہہ کے

وہ مہتاب ایسی چہوٹین لاجواب — دکہاتین تہین جو جلوہ آفتاب

ہوائی وہ آتش کی ایسی چلین — کہ چکرائے دیکہہ آسمان وزمین

وہ برج ایسے قرطاسی وہان پر اوڑے — فلک کے تہی گویا کہ تاری بنے

ہوئے دیکہہ شہزادہ اوسکو خوشی — نہ دیکہے تہے یہہ سیر لندن مین بہی

وہ شیرانِ غرّان بہی دیکھے ہان
کہ شق ہوئے بس زہرۂ نوجوان

سوا انکے ہین اور بہی جانور
ہر اک ملک کے دیکھے وہان بیشتر

زبان وہانکے با اینہمہ ہے بُری
کہ ہر بات مین کائین کائین سنی

وہان چند صاحب سے ہم جو ملے
سراسر وہ اخلاق سے تہے بہرے

ازانجملہ کپتان انطون وہان
بڑی خوبیونکے ہین باعز وشان

سراپا محبت کی بنیاد ہین
مزیدی بران صاحب اولاد ہین

وہ موروثی راجہ کے ہین خیر خواہ
اور ہے راج بہی اونکا پشت و پناہ

اسیطرح کپتان طامس بہی ایک
وضعدار ہین سو ہین اور مرد نیک

سراپا مجسم بہ اخلاق ہین
مروت مین وہ شہرہ آفاق ہین

اور ہین اک کمیدان منویل وہان
کہ ہین خوبیان اونکی سب لابیان

ہین اک اور بہی مستر مارٹین
متانت مین یکتا بڑی ہین متین

طبابت ہے موروثی اونکی غلام
کہ لقمان کرتا تہا اونکو سلام

ہمارے یہ چارون بڑے ہین شفیق
گویا چار عناصر ہین جان کی رفیق

اور اک راجہ صاحب کی ہین رشتہ دار
محبت کے گلشن ہین اور پر بہار

نہین نام نامی ہمین یاد ہے
کہ یہہ سہو خاطر کے بنیاد ہے

ہماری اونھون نے وہ دعوت کری
کہ جنت کی نعمت خجل اوس سے تھی

کھلائے وہ عمدہ ٹلذذ طعام
کہ چاٹا کئے لب کو ہم صبح و شام

ادر ہمراہ اوسکے تھے وہ خوشگوار
شراب مصفا چو روئے نگار

وہ نمکین کھانے تھے اور بامزا
نمک اونکا اب تک ہے یاد لقا

جو اک لقمہ اوسمین سے کھائی کوئی
نہ حق نمک سے ادا ہو کبھی

وہ شیرین بھی کھانے تھے سب پر صفات
کہ بات اونکی آگے نہ کرتی نبات

خدا میزبان کو سلامت رکھے
سلامت رکھے با کرامت رکھے

رکھے دایم آباد جے پور کو
کہ دل خویش و بیگانہ مسرور ہو

رہے راج راجہ کا دایم وہان
ادر ہوا اوسکے پر جا بھی خورم یہان

کیفیت راج وراجہ صاحب بہادر الور

مجھے ساقیا دے وہ جام سرور
کہ لکھنا ہے کچھہ حال الور ضرور

رہا خوب وہان عیش و رنشاط
پھر آخر اوٹھا وہ بساط انبساط

عجب انقلاب زمانہ ہوا
جو دیکھا سنا تھا فسانہ ہوا

کہ راجہ تہا اوس راج کا نامور
تہا مشہور شودان سنگہ اوسکا نام
نہ ٹہرا جواہر نہ زر بات مین
خزانہ کیا خالی اپنا تمام
کوئی عہد مین اوسکے مفلس نہ تہا
سجائے تہے وہ محل بہی زرنگار
وہ سامان شادی کہ دیکہا کرے
سلح خانہ ایسا نہ دیکہا کہین
وہ تلوار ایک ایک تہی لاجواب
وہ خنجر کہ پانی نہ مانگے کوئی
وہ تیغہ کہ دو کر دے جو لے دریغ
وہ گپتی گپت سے جو رکہے کوئی
کمان وہ کہ گوشہ مین تاکا کرے
وہ ڈہال ایسی عمدہ کہ ساچہ مین ڈہال

وہ حاتم تہا ثانی وہان گہر بگہر
ہزارون دیے دان پن مین مدام
کروڑون اوڑائے ہر اک بات مین
لٹایا بڑون کا بہی پہلا کلام
سخی ایسا راجہ نہ دیکہا سنا
کہ جنت کو رشک اونپہ لیل و نہار
نظر اوسکی جلوہ پہ پہسلا کرے
کسیکے ولایت مین ہوگا نہین
کہ جو دیکہے ہو وار اونپر شتاب
گلہ کاٹ لے خود جو دیکہے کبہی
مثل ہے کہ دیغ اوسکی ہی جیسکی تیغ
کہلے بہید اوسکا نہ ہرگز کبہی
چلے تیر جسپر وہ چلا پڑے
بنا کاریگر نے کیا ہے کمال

وہ بندوق ایسی کہ کوسون تلک
نہ چھوڑے عدو کو چلے بید ہرک

بڑہا ایسا گھوڑونکا تہا شوق و ذوق
کہ سب شوق پر لیگیا اپنا فوق

بہرے اصطبل روز ہی جاتی تہے
کہ عربی و ترکی چلے آتے تہے

وہ مشکی نہ رنگ ایسا دیکہا کوئی
یہہ ہے زلف مشکین کو حسرت رہی

وہ سبزہ کہ فیروزہ شرما گیا
وہ گلدار لالہ بہی گل کھل گیا

وہ سرخہ کہ سرخی جب اوس سے نپائے
تو رنگ حنا رشک سے کٹ ہی جائے

وہ نقرہ کہ زر پر سے اوسپر مدام
سراپا ہے نقرئی وہ لا کلام

وہ گرّہ کہ جوبن پہ غرّہ کرے
وہ رنگ اوسکا ہر رنگ دیکہا کرے

سیہ زانو ایک ایک ایسے سمند
سمند صبا کا ہو دم جنسے بند

گو مینجن بہی خانہ تہا ایسا وہان
کہ راجہ نے اندر کے دیکہا کہان

وہ اوسمین پریوش بہرین انتخاب
کہ ہر ایک سو مین تہے جولا جواب

ہزارون کی تنخواہ وہ پاتی تہین
ہزارون ہی اوپر اوڑا جاتی تہین

وہ رقاصہ ایسی تہین اور خوش گلو
کہ ٹہوکر سے دل لیتی تہین دو بدو

ادا او غمزے سے بہی تہی پر غضب
کہ جادو کی پوڑیان تہین وہ سبکی سب

خزانہ اونہون نے بہی خالی کیا — بہرا تہا جو قلعہ مین دولت کا

چلا کرتا وہ بزم مین دور جام — کہ چکر اتا گردون نہی تہا صبح و شام

شرابون کو پہلے تو پانی کیا — بہا پہر سمندر مین اونکو دیا

ہزارون کی گنتی نہ سو کی شمار — پلائے بہی اور پے بہی لیل و نہار

یہان تک کہ راجہ کا کہانا چہٹا — رہا لخت دل پر فقط آسرا

پڑا پہر پتنگون کا شوق اسقدر — ہزارون اوڑے اوسمین بہی سیم و زر

لگے رہتے ڈوری پہ تہی خاص و عام — لڑائی کے مشتاق تہی جو تمام

وہ چرخی کہ چرخ اوسکو سر پر چڑہائے — کوئی پہیر پہیر اوسکا کسطرح پائے

کوئی بات کہتا تہا گر بیچ کی — سمجہکر بڑی کاٹ دیتی سبہی

مگر فتح راجہ کی رہتی ضرور — کیسکے نہ پیچون مین آتے حضور

اسیطرح لعلون سے جب دل لگا — ہزارون ہوئے لعل اونپر فدا

لڑائی رہا کرتی تہی صبح و شام — رہی راج کی سرخروئی مدام

سنا جبکہ لعلونکا وہان مورچا — نہ کی پہر تو دشمن نے چون و چرا

ہزارونکی بازی جو بدکر لگی — اوڑے چہوڑ پدّے و بانسے سبہی

رہا جیت کا کہیت راجہ کے ہات ۔ گئے ہار اعدائے ہوئے خوب مات

ہوا شیر کا پہر وہ شوقِ شکار ۔ نہ چھوڑے ہزار و تین بہی پانچ چار

شکار ہو کے الور کو جب جاتی تہے ۔ تو گھر مین ہزارون ہی نقد آتی تہے

کہ نذرین دیا کرتے سب اہلکار ۔ کیا راجہ صاحب نے ہے یہہ شکار

خوشی اسکی ہوتی تہی یون گہر بہ گہر ۔ کہ راجہ ہمارے ہے بڑے شیر گیر

اسیطرح جو شوق پیدا ہوا ۔ اوسی حد تلک خوب پہونچا دیا

درین ضمن اللہ نے کی خیر ۔ دعا مین ہوا راج کے کچھہ اثر

ہوا راجہ صاحب کے اک نونہال ۔ خوش اقبال و خوش روز فرخندہ فال

ہوئی اس خوشی کی بڑی دھوم دھام ۔ شب و روز جلسون کا تہا ازدہام

خزانہ کا دروازہ کہولا گیا ۔ مہینون تلک وہ لٹایا گیا

جو دانی تہے اعلے اونہین کر دیا ۔ غنی راج بخشش سے سب ہو گیا

غرض چھہ مہینے یہہ نقشہ رہا ۔ کہ دعوت سے کوئی نہ خالی بچا

رہی رات دن عید اور شب برات ۔ خوشی کے سوا اور تہی کچھہ نہ بات

ہوئی پہر چھٹی بہی بڑی شان سے ۔ عجب ٹہاٹ سے اور ارمان سے

چلے کرتھ ٹوپی ملانگ کے ہاتھ
ہوا جوزف بیلی کا یہ نام
شریک اسمین منویل بھی تو ہوے
کئی لاکھ اسمین ہوے صرف جب
ضرورت ہوئی قرض لینے کی
کیا خرچ کو بھی نہ کچھہ کم ذرا
ہوے قرض جب اسطرح بیس لاکھ
خبر ہو گئی اسکی سرکار کو
اسی عرصہ مین ہم بھی پہونچے وہان
ہماری بھی وہان چند دعوتین ہوئین
وہ جلسے کہ اب تک بھی ہین یادگار
چلا خوب دنرات دور شراب
تھے جنرنیل اک جوزف بیلی
ہمارا بھی اونسے تھا رشتہ قریب

جلو مین مہ و خور بھی تھے ساتھ ساتھ
چھٹی کی اونہون نی جو کی دہوم دھام
جو کپتان پٹن کے مشہور تھے
خزانہ خالی ہوا اسیکا سب
مگر فکر رکھی نہ کچھہ دیتے کی
وہ ہی چشمہ فیض جاری رہا
ریاست کے بگڑی ہنی تھی جو ساکھ
ہوا فکر انگریزی دربار کو
تو دیکھا خوشی کا عجب اک سمان
عطا خوب ہی ہمکو نعمت ہوئین
رہی تا بہ یک ماہ لیل و نہار
کہ جسکے نہ حد تھی نہ کچھہ تھا حساب
مہاراج کی وہ عزیز دلی
تھے وہ دم سے اُنکی عجیب و غریب

فروکش ہوے ہم اونکے مکان
ولے راجہ صاحب کے تھے مہمان

شب و روز جلسوں مین حاضر تھے ہم
عنایات راجہ ہوتی تھی کم

ہمین پھر تکلف سے خلعت ملا
ادا شکر بھی دل سے ہمنے کیا

غزل تہنیت فرزند ارجمند راجہ صاحب از مولف

یہہ فرزند دلدار پیدا ہوا ہے
نصیبے کا بیدار پیدا ہوا ہے

خدا عمر اسکی کرے اب دراز
کہ راجہ کے اوتار پیدا ہوا ہے

نہ دولت کی ہوگی کمی راج کو
یہہ ایسا گہر بار پیدا ہوا ہے

مہ خور سے کیا اسکو تشبیہ دون
سراسر پر انوار پیدا ہوا ہے

جبین پر ہین سردار کے سب نشان
یہہ ایسا خوش اطوار پیدا ہوا ہے

سدا ہو لیتے پہلتے راجہ رہین
شگفتہ یہہ گلزار پیدا ہوا ہے

لبالب مے عیش سے ہوگا جام
خوشی کا طلبگار پیدا ہوا ہے

مبارک تمہین ہووے یہہ راجہ صاحب
سزاوار سردار پیدا ہوا ہے

کہا جب کسینے کہ اے شور صاحب
تمہین اسپہ کیون پیار پیدا ہوا ہے

تو بولے کہ باغ جہان مین نہ ایسا

کوئی گل نہ گلزار پیدا ہوا ہے

جو تھے جوزف نیلی خوش مزاج — رہے راجہ خوش اونسی اور نیز راج

فن شعر گوئی مین یکتا ہوئے — کسیکے نہ شاگرد اصلا ہوئے

شناور تھے بحر سخن مین مگر — طبیعت سے پیدا تھی عمدہ گہر

مضامین میر کا بہی زبس شوق تھا — نہ اوستاد اوسمین بہی کوئی شنا

جو لہر آتی دلمین بجاتی ستار — گر بیان کی سب سنکی کرتے تھے تار

علاوہ ازین خوش قلم خوش نویس — کہ پاکیزہ خط تھا نہایت نفیس

تخلص رکھا اپنا تھا جو فنا — فنا رہتے تھے اونکی اسدا

غرض اونمین تھین سب بسر خوبیان — اور اون سے بہی اب اچھے برد مین کھان

اب اک بہائی اونکی ہین کپتان — بہی مانتے ہین اونہین بیگمان

کہ ہے اصل نام اونکا منویل وہان — زمانہ کی اونمین بھرین خوبیان

پرانی فشن کی ہین وہ آدمی — سنا ہمنے اون سا نہ تھا کوئی

کہ ہے پارسائی مین وہ پارسا — فرشتہ اگر کہئے تو ہے بجا

بجز راج الوریہ دیکھا کوئی — گذر چند پشتونکی وہانپر گئے

ہے خلف الرشید اونکا بہی انتخاب | کہ شوبل ہے نام اور ہی لاجواب
نہین باپ سے کم وہ اخلاق مین | ہے اخلاق مشہور آفاق مین
بجز شوق علمی نہین دوسرا | گذارا جوانی کو اس مین سدا
اور اوس پر یہہ طرہ کہ پرہیزگار | ہے انکار شادی سے بہی بار بار
پسر دوسرا اوسکا جانی ہے نام | فدا اوسکے باتون پہ ہین خاص و عام
وہ جانے نہ جانے کسی نے مدام | ہے بات اوسکی پا جانی مشکل تمام
غرض اور بہی اونکی اولاد ہے | یہہ دولت و عزت کی بنیاد ہے

آنا زوال کا رجم اور راج کی کمال پر اور پڑنا قہر آسمانی و غضب ربانیکا اوپر بیچالیر

کدہر ہے تو اے ساقی بدحواس | مجہے غم نے اب پہر کیا ہی اداس
پلا ایسی مجکو کہ ہون اشکبار | کچہہ اندر سے باہر ہو دلکا غبار
ہوا جشن فرزند کا اختتام | نظر آیا بے طور کچہہ انتظام
سدا اوس دوران دکہاتا نہین | گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین
قرض کے ہوئی جب ریاست پہ مار | اور اوسپر رعایا کی اوٹہی پکار
یکایک وہان پہر جو پلٹی ہوا | چمن کا تو کچہہ رنگ اور ہی کہلا

سنا لاٹ صاحب نے یہہ سارا حال
ہدایت ہوئی ان اونکو دو چار بار
پہر آخر کو یہہ حکم جاری کیا
کہ سے اوس ریاست کا انگریز کام
غرض کام بگڑے سنوارے گئے
لگا ہونے قانون سے روز کام
جو بل جاتے تہے سب خرچ بند ہو گئے
گو بنجن کا خاتہ روانہ ہوا
کہ تنخواہ دے سبکو رخصت کیا
وظیفہ کا پہر کرکے کچہہ انصرام
کہ اس مین وہ اپنا گذارا کرین
ہوئے سنکے یہہ راجہ صاحب ملول
نہ وہ گلبدن تہے وہ گلکاریان
نہ گلشن رہا اور نہ اوس کی بہار

تو راجہ سے ناخوش ہوئی وہ کمال
اثر اوسکا پایا نہ کچہہ زینہار
ایجنٹی وہان ہو مقرر سدا
کہ راجہ سے ہوتا نہین انتظام
وہ گدی سے راجہ اوتارے گئے
قرض کی ہوئی فکر یہی لاکلام
ہزارون جو باقی تہے وہ کہو گئے
وہ تیر قضا کا لگا نہ ہوا
انہون نے ریاست کو غارت کیا
مقرر کیا راجہ صاحب کے نام
ریاست سے اب وہ کنارا کرین
گئے عیش و عشرت پہر آخر کو بہول
ہنسی کے عوض گریہ و زاریان
خزان کے قدم سے نظر آئی خار

پتہ گل کا ہے اور نہ بوٹہ کا نام
نہ وہ بزم عشرت نہ دورِ شراب
بھری تہیں جو خالی ہوئیں شیشیان
نہ راجہ کے پاس آئے بے زار ہوئے
پڑے راجہ رہتے تہے سودائی سے
نہ کھانا نہ پینا نہ جام شراب
اسی رنج مین ہو گئے وہ نحیف
وریضمن برپا قیامت ہوئی
وہ راجہ کے تہے ایک بڑے تگمسا
مرض مین وہ سِل کے گرفتار تہے
کیا راجہ صاحب نے از بس علاج
کیا کر لئے راجہ کہ انکو شفا
غرض اوس مرض سے نجا نہ سوہے
گئی جان الکامین جب نکل

خزان نے کئے یکعلم سب تمام
کیا دور گردون نے سبکو خراب
صراحی لگی رونے ہے ہچکیان
برے وقت مین یار اغیار ہوئے
کہ جینا تہا دشوار تنہائی سے
فقط خون دل اور جگر کا کباب
نظر آتے تہے ایک مورِ ضعیف
کہ بیمار جنرنیل ہوے ہنسلی
بظاہر ملازم تہے باطن مین یار
کہ دق رہتے اوس سے بدہ بسیار تہے
نہ بدلا مگر اونکا ہرگز مزاج
جو کر دے تو سونا دون نے انتہا
اوسی سل کے آخر کو پتہر پڑے
پڑے رہ گئے ٹہاٹ سب بر محل

پر ملا شور ماتم کا الور میں ہائے
زمین شق ہوی چرخ کو چکر آئے
جنازے کی تہا ساتھہ شور و فغان
ہزاروں تہے ہمراہ گریہ کنان
ایجنٹ اور راجہ بہی ہمراہ تہے
بڑے درد سے کرتے وہ آہ تہے
نہ چھوڑا اجل نے کسی کو یہان
اجل نے لئے لوٹ دونو جہان
اور اوس پر غضب یہہ کہ ۴۲ سال
تہی عمر اونکی جب کر گئے انتقال
نہ چھوڑا کوی گھر میں دیکا چراغ
رہا رنج سے بڑھکے یہہ دل پہ داغ

تاریخ وفات جنرل جوزف بنلی صاحب رئیس قدیمی الور از مولف

قیامت بپا وہ ہوی ہائے ہائے
کہ ہر شخص کو جس سے رنج و تعب ہے
فنا ہو گئے جوزف بنلی
اندہیر انظر میں اسکی سبب ہے
کہ تہے چار گہر کے وہ روشن چراغ
اجلا بغیر اونکی اب ہونا کب ہے
نہ چھوڑا پسر بہی کوی بعد اپنے
بیان کیا کروں یہہ بڑا ہی غضب ہے
جوانی کے عالم کا ہو ذکر کیونکر
کہ سکتی کی حالت سے بیدا اپنا لب ہے
جو کی فکر تاریخ خامہ نے روکے
لکھا صبر کیجئے یہی یہہ ادب ہے

ملا یہہ سر شکم حق کو قلم نے

لکھے شور تاریخ الٰہی غضب ہے

جوزف بنلی کہ تھے لمٹول	پہونچے خلد برین بجا کر کوس
تھا تخلص فنا جو اونکا ہائے	اس لیئے تھے فنا سے وہ مانوس
چاہی تاریخ مین نے لکھنی جب	بولا مجھسے میرا دل مایوس

سر افسوس کاٹ لکھہ یہہ شور

چار گھر کا بجھا چراغ افسوس

یہہ غم اور راجہ کو بس کھا گیا	پیام اجل جیتے جی آگیا
ادھر راج چھوٹا ادھر دوست ہائے	خدا ایسے صدمو سبکو بچائے
کہ یکجان دو قالب تھے یہہ دونو ہائے	مزا زندگی کا تھا بس بیشمار
اور اس سے یہہ بڑھکر کہ ہم سن بھی تھے	اور اک مدرسہ مین ہی شامل تھے یار
غرض چندی راجہ گذارا کیئے	رضا مین نہ دم اوسکے مارا کیئے
ولے حال مردون سے بدتر رہا	کہ جینا و مرنا برابر رہا
اسی غم مین رہتے تھے وہ مبتلا	کہ تیر اور کاری جگر پر لگا
نہ جیتے جی زخم اوسکا اچھا ہوا	موئے یہ بھی یہہ داغ سہا نہ ہی گیا

وہ نہاپر کا ہوا انتقال — جو پیدا ہوا تھا ابہی نونہال
خوشی اوسکی مین کل خزانہ لٹا — بنا آج الور ہے ماتم سرا
ہوئین رانی بہی اوسکی غم مین فنا — کہ ہوتا ہے صدمہ پہ کا برا
عجب کارخانہ ہے دنیا کا وائے — کبہی ہے خوشی اور کبہی ہائی ہائے
ہوسے چارون صدہو تسی راجہ تمام — اسی ششش و پنج مین رہی صبح و شام
گذارے غرض اسطرح یکدو سال — رہے گو کہ زندہ مگر بگڑے حال
بالآخر گئے وہ بہی ملک بقا — دل و جان کو غم کے حوالہ کیا
نہ اپنے کہی نے کسیکی سنی — نکل روح نے راہ اپنی ہی لی
گیا راج اور جان بہی اوسکی ساتھ — مقدر کی لکہی نہین ٹلتی بات
بنا پھر تو الور وہ اک غم کدا — کلیجہ جسے دیکہکر پہٹ گیا
رہین ماجی اور اک دورانی فقط — ہوا نام اولاد حرف غلط
کیا پھر تو سرکار نے انتظام — کہ راج اوس سے خوش ہو گیا لاکلام
اوتارا سبہی قرض پھر راج کا — خزانہ نئے سر سے معمور ہوا

غزل مبین شاعر دہلوی

وہ زمانہ آہ کدہر گیا کہ خوشی سے کام شتاب تھا
نہ تڑپنا تھا نہ یہ رونا تھا نہ یہ رنج تھا نہ عذاب تھا

یہ جو راج راہ بگڑ گیا یہ بنا ہی چشمہ تھا فیض کا
کہیں ذکر غم ہو یہ ذکر کیا وہ فسانہ کیا کہوں خواب تھا

وہ کہاں ہے پریوں کی انجمن وہ کہاں ہیں لوگ کہاں وطن
کہیں سیر گل تھی چمن چمن کہیں شغل چنگ و رباب تھا

جو گذرتا دل پہ قلق ہے اب یہ اوٹھائے جان نے غم تھی کب
نہ مکدر ایسی زمین تھی سب نہ فلک کا ایسا عتاب تھا

وہ عجب ہی دن تھی کہ تھی خوشی کہ خوشی سے کٹتی تھی ہر گھڑی
کبھی جان غم سے نہ تنگ تھی کبھی غم سے دل نہ کباب تھا

کئے مفلسی نے بڑے ستم ہوئے سب کی آنکھوں میں خوار ہم
نہ تو پہلے تھا یہ ہجوم غم نہ یہ جوشش چشم پُر آب تھا

کہیں چرخ خاک میں جائے مل کہ ہمیں غم سے ہے مضمحل
اوسے اب نصیب ہے خون دل وہ مست بادہ ناب تھا

ہوئے جنٹ مامور عالی مقام ۔ کہ کپتان کیڈل تھا مشہور نام

بنائے اونھون نے وہ عمدہ مکان ۔ کہ رونق ہوئی پھر سیر لوو ہان

بنایا شفاخانہ اور مدرسا ۔ ہوا نام الورسین اونکا بڑا

وہ شہر خموشان بہی تعمیر ہوا ۔ کہ مردون کا دل مثل زندہ بڑہا

کیا ڈاکٹر بہی مقرر وہان ۔ کہ مخلوق خالق رہے با امان

کئی سال تک یہہ رہا سلسلہ ۔ کیا عدل سرکار نے خوب سا

جو حقدار تہے اونکو پنشن بہی دی ۔ کسیکے نہ حق تلفی کیڈل نے کی

کیا ڈپٹی صاحب کی تفویض کام ۔ کہ طامس بدرلی ہی تہا جنکا نام

اونہین مال کا کام سب دیدیا ۔ اونہون لئے دیانت سی اوسکو کیا

دیا دو لفٹیننٹون کو بہی انکی کام ۔ کہ اب تک ہی دونونکا الور مقام

رہے راضی صاحب بہی سبسے بدل ۔ شکایت نہ آئی کوئی متصل

یہہ ڈپٹی رئیس اور ابن رئیس ۔ مکان انکا میربچہ مین ہے اک نفیس

بڑے وضعدار اور بڑی ذیوقار ۔ میرے بہی کسرم گستر ہین بے شمار

رہے راج مین چندر راجونکی پاس ۔ کہا پاس سہنے طلسمی رہے راس

دریغضمن پھر بھاگ الور کھلا
نکل آیا وارث جو وہ دور کا

کہ نام اوسکا منگل ہے عمر جوان
وہ ہی مستحق ریاست ہوا

دیا اوسکو سرکار نے راج پاٹ
ہوا تاج بخشی کا پھر حکم بہی

مگر بعد اوسکے ہوا انقلاب
وہ تشریف لندن کو بھرت لیگئے

چلا دور پھر راجہ صاحب کا وہان
کیا طور پر اپنے سب انصرام

بنایا سجایا وہ پہلا ہی باغ
کیا اوسمین ایجاد شملہ پہاڑ

کہا شملہ نے کوئی مجھسا نہین
ہوا اوسکے گھوڑہ پہ ہر دم سوار

کہ راجہ ہوا بید اوہان دوسرا
ہوئی اوسکی تحقیق بہی برملا

اور آگے ہے سنگہ اوسکے مشہور دیوان
کہ تحقیق کر اوسکو مالک کیا

بٹھا اوسکو گدی کئی پھر وہ ٹھاٹ
ولیکن اجنٹی ہمیشہ رہی

کہ کپتان کیڈل جو تہی لاجواب
تو کام اپنا اورونکو ہی دی گئے

بنیادانہ پانی ہوا بے گمان
کہان بہی راجہ کا وہ فیض عام

کہ تہار شک سی جسکے جنت کو داغ
ہوا اصل اور نقل مین پھر بگاڑ

یہہ لولانہ دنیا مین ہمسا کہین
فضا ہے گویا ارم بہی نثار

حقیقت مین شملہ بنا لاجواب — پڑالی کو رشک ہو نہ کیون بیحساب
وہ باغات انور کو شرماتا ہے — اوسے کب وہ باغ جنا پاتا ہے
جو اوسپر رہے وہ خدا سے ملے — بچے آگ دوزخ سے ٹھنڈا رہے
مکان اوسمین وہ وہ ہین رشک جنان — فلک کو بھی ہین دیکھ حیرانیان
غرض بعد چندی جو پلٹی ہوا — نو رنگ دگر اوس چمن مین کھلا
جدا ڈپٹی صاحب وہان سی ہوئے — کہ پنشن کو لے گھر پہ آکر رہے
فلک نے دیا اونکو پھر ایک داغ — ہوا گل پسر سے بہی کا چراغ
کہ ولیم پسر تیرا فوت ہوا — بہ عین جوانی سفر کر گیا
خدا اونکو صبر اسکا بخشی ضرور — ضعیفی مین اونکے پڑا یہہ فتور
سلامت رہے راجہ اور راج بھی — رعایا بھی خوش اوس سے ہووے سبھی

کیفیت راج وراجہ صاحب بہادر گوالیار پر بہار

مجھے ساقیا دے بسنتی شراب — کہ سرسون لگی پھولنے بیحساب
مگر ہو ذرا ایسی دو آتشہ — کہ نشہ مین جسکے کچھہ آئے مزہ
مجھے حال لکھنا ہے اب گوالیار — ہے اک راج یہہ بھی عجب پر بہار

مہاراج فرزند سرکار کے ۔ یہہ سب راجون سے مرتبہ مین بڑے
کسی وقت مین ہند قبضہ مین تہا ۔ یہہ ہی راج مالک تہا اس ملک کا
تہا پاس انکے نولاکھہ تیرہ نشان ۔ کہ خایف تہی سب اوس سی ہندوستان
علیگڈہ مین افواج تہی بے حساب ۔ وہ جرار و کرار اور انتخاب
وہ تہا کمپ جرنیل پیرون کا ۔ بڑا نامور اک فرانسیس تہا
علیگڈہ سے شمال تہی باون محال ۔ مرہٹہ کا اقبال تہا بے مثال
فزون عدل نوشیروان سے بہی تہا ۔ فزون رعب نادر سے اسکا ہوا
ولے پلٹا جب چرخ نیلی نے رنگ ۔ نظر آیا پہر وقت کا اور ڈہنگ
یکایک جو انگریز یہان آگئے ۔ تو بادل سے اس ملک مین چہاگئے
خدا کو جو منظور تہا وہ ہوا ۔ مرہٹہ کا لشکر ہوا ہو گیا
گئے سوتے جمعہ وہ جرنیل بہی ۔ پریشان ہوئی فوج اونکی سبہی
خدا کے ہین یہہ کارخانے سدا ۔ کہ بعد ایک کے دوسرا یہہ ہوا
نہ کر ایسی ہستی پہ انسان غرور ۔ کہ بعد ہستی کے نیستی ہے ضرور
غرض حکم انگریز جاری ہوا ۔ مرہٹہ کو پہر گوالیار ہی دیا

جو دشمن کی توپوں پہ وہ جا پڑی　　تو گیلا اونہیں پہر ٹہوک کر ہی ہٹی

غضب توپخانہ خدا کی پناہ　　نہیں بہاگ جانیکی دیتا ہی راہ

وہ توپیں کہ دیکہنے سے دشمن فنا　　پتہ اوسکے پتّے کا پہر کیا لگا

وہ آواز گولہ کہ گردون ہلے　　زمین ہو شق اوسمین دشمن دبے

چلے توپخانہ گرے آسمان　　زمین کہائے چکر مرین دشمنان

مزا ابر گڈہی کا جو دیکہی کوئی　　تو جنگ و جدل کو ہی سمجہی وہ ہی

ہین جرنیل بہی اک ذوالاحترام　　کہ ہی باپو اوار جا اونکا نام

وہ مشاق ہین جنگ کے اسقدر　　نہیں کمپ مین اونکا ثانی بشر

ظفریاب ہوئی پائی تمغے تمام　　صف آرا جدہر وہ ہوئے پایا نام

مہاراج خوش اونکی ہین کام سے　　رضامند انگریز بہی نام سے

سنوارا وہ افواج کو سربسر　　کہ ترجیح انگلش کے ہی فوج پر

عجب لطف کے اوسدم ہی برگڈی　　کہ جب دونوں کی ہوتی ہی زرگری

اودہر نصف کمپو ہی راجہ کے ساتھ　　اودہر نصف لشکر کی جرنیل ساتھ

گویا دو چمن ہین زمین پر کہلے　　کبہی آسمان نے نہ دیکہی تہے

ادہر راجہ صاحب کی دمسازیان — اودہر ہین وہ جرنیل کی بازیان

غضب ہین ادہر کی صف آرایان — ستم ہین اودہر کی بہی چالاکیان

ادہر خالی توپون کی بہرمار ہی — اودہر شور بندوق ہر بار ہے

عجب بحث ہوتی ہے اور دل لگی — کہ حیرت مین رہجاتی ہین وہان سبہی

کبہی ہوتی ہے جیت راجہ کی ہاتھ — کبہی ہار کی ہے وہ جرنیل ساتھ

کبہی جیتے جرنیل اور دل بڑہا — کبہی ہاری مہاراج اور دل گہٹا

غرض یہہ ہمیشہ کا دستور ہے — کہ راجہ بہت اس مین مسرور ہے

نہ ایسی کہین فوج نی ایسا شوق — کہ سب راجون پہ ہی اسکو فوق

صفت مکانات وچمن کوٹہی پہول باغ وغیرہ

مکان کیطرف جبکہ آیا خیال — بنایا ہے وہ عمدہ ہی بے مثال

نہ دیکہے مکان اور نہ ایسی مکین — نہین آسمان پر نہ ہین بر زمین

بنائی ہے کوٹہی وہ جنت نشان — نہوگی کبہی ایسی جنت نشان

ہے مشہور نام اوسکا چوپہول باغ — تو بے دیکہے اوسکے معطر دماغ

مکان اوسمین وہ وہ ہین رشک ارم — بہشتی بہشتو نہین پائینگے کم

اگر دیکھے بلبل تو گل جائے بھول — رہے پھول باغ ہی میں وہ بھول بھول

وہ سر سبز اوسمین چمن در چمن — زمین آسمان پر نہیں فی زمن

گل و بوٹے ہیں اونکی وہ وہ بہار — بہار اونپہ دیتی ہی دل روز بار

گلوں میں ہزاروں ہیں رنگت عجائبات — کہاں کیاریاں ایسی گل کاریاں

وہ چکر ہیں گول اوسمین ہر چارسو — فلک دیکھہ چکر اتا ہے کو بہ کو

وہ فواروں کا چلنا ہر صبح و شام — کہ ہے چشمہ کوثری اوسکا نام

کسی نے کہا شور سن جل ترن — کوی اونکو کہتا ہے مچھے بہون

فرشتوں نے ڈھونڈا جو جنت میں جا — پتہ تک نہ ان پہولونکا وہاں ملا

غرض حوروں نے چھوڑ باغ ارم — لیا پہول باغ ہی میں پہر آگی دم

وہ کوٹھی میں ہے جلوہ رشک طور — نہ خود بہی ہیں منفعل بالضرور

وہ جھاڑ اور فانوس ہیں بیشمار — کہ دل اون سے مانوس لیل و نہار

ہے شمع کے ہر جھاڑ پر لو لگی — کہ ہاتہونکو جہاڑ اونکی بیچ پڑی

وہ آئینہ سنگ ہیں جو دیوار و در — تو اگ اگ میں آگئے ہیں وہ نظر

وہ سامان لندن ہی وہاں پر سجا — پھسلتی نظر اونپہ ہے جابجا

طلائے وہ دیوار و در مین تمام
کہ نقشا چین نے کیا اونپہ کام

چمک اور دمک اونکی ہے اسقدر
مہ و خور کے لگتے ہیں اونپر نظر

چھتون مین طلائی وہ نقش و نگار
کہ مانی و بہزاد اون پر نثار

بچھا فرش ہے وہا نپہ وہ مخملی
نہ ٹھہرا صبا کا قدم اوسپہ بھی

صفائی وہ پائی کہ ایسی کبھی
نہ دیکھی کسی چشم گلرو مین بھی

تاریخ کوٹھی زرنگار مرصع کار مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار دام ملکہ از مولف

راجہ نے یہہ بنائی کوٹھی جو گوالیر مین
اوسکا جواب ہرگز پیدا ہوا نہ اب ہے

تاریخ اوسکی ہاتھی لکھتے ہے جو شور صاحب
ششدر ہوی کچھہ ایسی پائی نہ راہ اوسکی

ہاتف اوٹھا کے سر کو بولا یہہ آسمان سے
کیا سوچتے ہو اسکو رشک بہشت لکھدو
۱۲۹۳ ہجری

صفت موتی محل

بنا اور موتی کا ہے اک مکان
فرشتون کی ہے شاہی اوسمین عیان

رکھا یون ہی موتی محل اوسکا نام
وہ موتی کو در در کہے صبح و شام

صفائی جو اوسکی سے موتی بنا ہے — جگر رشک سے کیون نہ اپنا چھدا

سراپا چمکتا ہے وہ اسقدر — چھپاتی ہین موںہہ اپنا شمس و قمر

وہ باہر اور اندر سے ہے برق دم — کہ آب اوسکی زاید ہے موتی کی کم

جو اوسکی سی ہوتی اگر آب و تاب — چھدا کیون جگر موتی ہوتا خراب

سجا اوسمین اسباب سب برق شان — نظر برق کے بہی نہ ٹھہری وہان

ملایک بہی عاشق ہین اوسپہ ضرور — کہ نور خدا کا ہے اوسمین ظہور

جو صناع اوسکا ہے سچا ہے وہ — کرے موتی رشک اوسپہ چھوٹا ہے وہ

نظر کسکی لاؤن جو ڈالون نظر — نظر میلی ہے وہ صفا سر بسر

صفائی کا جو محل کے دم بہرے — کدورت سے وہ سینہ صافی رہے

جہان مین نہین ایسا اب دوسرا — نہ جنت مین بہی ہوگا اوس سے بہلا

صفت موجد منصرم حسب پھول باغ و موتی محل

بنا جسکے صنعت سے پہول باغ — لکہون نام بہی اونکا خوش ہو دماغ

وہ بہی موتی محل کے بہی بانی ہین — وہ بحر عمارت مین لاثانی ہین

فن انجنیری مین ہین انتخاب
فرنگی ہین اک مستر جابکل
یہہ پوتہ ہین کرنیل ہیتیس کے
کلان صوبہ ہین اب یہہ اوجین مین
بڑے یہہ ہی انکی ذوالاحترام
وہ صوبہ ہین ثاقی بصد عز وشان
مرہندی برآن یہہ کہ شاعر بہی ہین
تہے جد امجد انکی بہی باکر وفر
وہ کرنیلی اونکی چلی جاتی ہے
بجز انکے پایا کسی نے نہ کام
منائی ہے اب اسکی سرکار سے
کبہی نامی تہی راج اس کمپ تین
تہا اک کمپ داداکا انکی یہان
بڑا نام پایا تہا اس راج مین

نہین اب ہی لندنمین اونکا جواب
یہہ اون سے بنی محل ہین پرمحل
ہین اقوام سے یہہ فرانسیس کے
بڑی چین مین ہین بڑی چین مین
اونہین کہتے ہین مناصب اعوام
اور انصاف مین بہی ہین نوشیروان
مذاق سخن سے وہ ماہر بہی ہین
اوسی نام سے یہہ ہوئے نامور
یہہ عہدہ اولاد بہی پاتی ہے
فرنگی کا لیتے نہین راجہ نام
نہین حکم انگریزی دربار سے
گیا وہ زمانہ گئے دور بین
وہ کرنیل ہیتیس کا تہا النشان
یہہ تہے عہدہ پہلے مہاراج مین

سوائے سکندر کا تہا دوسرا — بڑا نامی کرنیل یہہ بہی ہوا

کہ اب تک ہی اولاد انکی وہان — خداوند ہے انکا روزی رسان

لڑائی ہوئی انکی سرکار سے — تو پائی فتح فوج جبرار سے

ہوئے ان سے انگریز ہی خوش تمام — بہادر مین لکہا گیا ان کا نام

سوالی ہوئی پہر سکندر کی بات — نہ کہائی کسی سے اونہون نے بہی مات

کہ ابتک یہہ ہی معرکہ یادگار — ہوا گوالیر مین تہا یہہ کارزار

رہی نام مردونکا باقی سدا — یہہ ہی زندگی کا ہے لطف و مزا

اور اک تیسر الکپ جیکب کا تہا — ہوا خواہ تہا یہہ بہی اس راجکا

ہوئی ان سے ہی فوج مین وہ کام — کہ واقف ہین جنسے سبہی خاص و عام

یہہ کرنیل ہی تہا بڑا وضعدار — رہے نام ایسون کا یادگار

یہہ سب تہا انسے نام نکو لیگئے — نشانی یہہ ہی راج کو دیکہیے

رہا کوئی پچہلا نہ اگلا رہے — سدا اس نگر مین خدا ہی بسے

ہین کرنیل جیکب کے اک رشتہ دار — ہمارے وہ مشفق ہین اور یار غار

خداوند سے راضی جو ازحد ہوا — محبت کا حصہ اونہین کو ملا

تواضع کی سو جدو مہمان نوار
کہ نام جیکب ہی شخص عجیب
ملازم تھے وہ پہلے سرکار کے

نہین ناز بلکہ سراسر نیاز
رہا کرتے ہین گرچہ گھر کے قریب
اور اب لیتے پنشن ہین گھر بار کے

کیفیت بازار لشکر گوالیار

کرون حال بازار کا بہی رقم
ہین بازار خوشرو بنی سنگ کی
لگایا ہے پتھریون اونہین سوائے
وہ بازار جسنے بنایا ہے بنا
دوکانین دو رویہ ہین سنگین تمام
ہین صراف سب سرخرو زر کی یار
بجز دال روٹی نہ کچھہ حرف ہے
جواہر دیتے ہین ہر جا دہرے
وہ ہیرا ہے سچا کہ ہے بی بہا

کہ جو لاہیون پر ہے میرا قلم
ہر ایک رنگ کی اور ہر اک ڈہنگ کی
کہ سنگین دل ہر کوئی آنے نہ پائے
کہ ہم جنس اوسکا نہ دیکہا سنا
ہر اک جنس کا کر لو سودا مدام
زر سرخ پاس اونکے ہے بیشمار
کرے حرف تو اوسپہ پھر حرف ہی
جو ہو جوہری پرکھے کھوٹی کھرے
خدا نے یہ پتھر کو رتبہ دیا

وہ یاقوت یاقوتی اوسکی بنائے — تو قوت قیامت تلک پھر نہ جائے

وہ نیلم کہ ہو چرخ نیلی بھی مات — رہے نیلا پیلا نہ ہوا وس سے بات

زمرّد کے سبزہ کی سرسبزیان — جو دیکھے ہرا دل رہی جاودان

وہ مونگا کہ سرخی کو اوسکی بنائی — حنا ہاتھ مل مل کی پیس کیون بجائے

وہ لہسنیان ہی ڈہائی خط کا وہان — جو لے شاہ کر دی اوسے بیگمان

وہ پکھراج جس سے رہی خوش مزاج — جو لے اوسکو بر آئین سب لکی کاج

وہ فیروزہ فیروز شاہ کو ملے — نہین اوسکی قیمت کوئی دے سکے

وہ چنّی پہ چنے اوسکی سب خوبیان — نہین چلتے اوس مین چنین او چنان

صفت رنگ پارچہ ہائے رنگا رنگ

وہ رنگریز رنگت مین مشہور ہین — اسی رنگ مین اہل مقدور ہین

رنگا ہو جو ہر رنگ مین کچھ اثر — وہ ہی قدردان اسکا ہی سربسر

وہ رنگین کپڑہ رنگا کرتے ہین — کہ ہر رنگ سے دل لیا کرتے ہین

اگر چرخ نیلی اونہین دیکھ پائے — تو ہو رنگ فق اور مونھ کو چھپائے

وہ سوہا کہ سب رنگ سی ہے سوا | اوسے دیکھ سوہا بھی سرسبز ہوا

وہ ماشے کہ تھوڑی ہو جسکی معاش | اوسے جان و دل سی کرے وہ تلاش

وہ ہے سرمئی جو کہ سرمہ لگاتے ہین | وہ بھی قدر اوس رنگ کی جانچاتے ہین

وہ ہے سردئی خوش نما بالغرور | کہ ہے گرم رویونکو اوس سے سرور

وہ لاکھی کہ لاکھ اوسکو دھویا کری | نہ رنگ جائے دھوبی کو دھبہ لگے

وہ خاکی کہ لے اوسکو ہر خاکسار | ملے خاکسارونمین اوسکو وقار

وہ فیروزیکو اگر دیکھہ پائے | تو فیروزہ بھی رشک سی بل کھائے

وہ ہے شربتی دل کو ٹھنڈا رکھے | اثر اوسکا شربت سے بڑھکر رہے

وہ کافوری دل جس سے مسرور ہو | جو گھر مین بلا ہو وہ کافور ہو

اودا وہ ہے جسکا مشہور نام | ختن مین اوسیکو بدل خاص و عام

غرض رنگ سب نامی ہین شہر مین | کہ ایسے نہین ہین کہین دہر مین

صفت ارکان دولت راجا راج

اب ارکان دولت کی سُنئے ثنا | کہ کیا کیا ہین خوش وضع اور باوفا

انہیں لوگوں کی دم سے رونق ہی یہاں
ہیں اک خان کپتان رؤف خان
سپہ گری کا اون پر ہے اختتام
جوان وہ جمیلہ کہ پیدا ہیں
اور اوسپر بھی زاہد کہ گھر کے رئیس
دویم نامور ہیں وہ شمشیر خان
وہ شمشیر ہیں اصفہان بے مثال
اثر بات میں اور زبان میں بھرا
قواعد کی موجد و قانون دان
مزیدی بران چشمہ فیض ہی
ثنا خوان اونکی تمامی سپاہ
کروں ختم اس لفظ پر اب ثنا
سویم اور خان ہیں وہاں خوش بیان
سراسر وہ پابند عرفان کے

فلک کے ستارے ہیں یہ بیگمان
کہ رعب اونکا ہے مثل کرنیل وہان
ہیں خوش راجہ صاحب ہی اونسی مدام
وہ خلق حمیدہ کہ ہر جا ہیں
وطن شہ جہانپور ہے شہر نفیس
کہ بیر گڈہ کے میجر ہیں صیف الزمان
کہ بات اونکی جوہر کے پانی مجال
مجال ہے اوسے کاٹ دے دوسرا
نہ کم حلم نادر سے نادر بیان
وہاں اونسے جاری ہی دن رات ہی
سحر اوٹھ کے کہتے ہیں عالم پناہ
قطب گوالیر اون کو کہنا بجا
کہ نام اون کا مشہور عرفان خان
ہیں مداح معبود کی شان کے

رسالہ مین اونکی رسائی بڑی
بڑے دوست اور منتخب روزگار

چہارم اک اور خان ہین بغرخان
ہمارے وہ مشفق ہین اور غمگسار

تھے ہفتم رسالہ مین انگریز کے
ہوا جنگ مین نام و اکرام بہی

نمک خوار اب ہین مہاراج کی
ہین پلٹن مین وہ کوارٹر ماسٹر

جہان رہتی ہین اونسی راضی جہان
غرض چار دن صاحب قادرین

لکھون چار اصحاب تو ہی بجا
ہمین بہی ہے ان چارونسی بنیان

خدا شاد و آباد رکھے مدام
لکھون اب مین دیوان صاحب کا حال

ترپ مین ترپ اور صفائی بڑی
کہ عہدہ ہے اونکا رسالہ دار

کہ بشرہ سے نور خدا ہی عیان
مزیدی برآن ہم وطن اور یار

بڑے رعب اور حلم بہی تیز تھے
ملے تمغے اور اونکو انعام بہی

ثنا خوان دل و جان سے راجکی
رسا کار دلدار ہین سر بسر

زبان شیرین ہے اور جادو بیان
ہزارون مین ایسے یہہ ہی چار ہین

اگر چار عنصر لکھون تو روا
ہم الفت کے بندہ یہہ بندہ نواز

کہ مرجع خلایق الہین کا ہی نام
کہ وہ اس ریاست مین ہین بی مثال

اونہین دادا کہتا کہا کرتے ہین — بلا کہتکے سب ہین دعا کرتے ہین
قلم مین بھی اونکی کرامات ہے — کہ لکہا نہین ٹلتا کیا بات ہے
اور انصاف پوچھو تو اک گھاٹ پر — پیے پانی بز اور بہی شیر نر
ریاست کا سب اونپہ دار و مدار — ہین اس راج مین منتخب روزگار
مہاراج بہی انکی گھر آتے ہین — سر اپنی پہ بھی اونکو ٹہلاتے ہین
سپرد انکے ہی کل ریاست کا کام — پہر ہی اس سے آگے خدا کا ہے نام
غرض ہین بھی دیوان با عز و شان — سبہی خوبیو نکے ہین انمین نشان
اور اوسپر بھی طرہ کہ جیسا نصیب — خوش اقبال و خوش خلق و شخص عجیب
رسالہ مین اک اور ہین جمعدار — محبت کی دولت جمع بیشمار
ہے نام اونکا سید کفایت حسین — خدا خوش رکہے اونکو با امن و چین
بڑے وضعدار اور یارون کے یار — اونہین یاد اشعار ہین بیشمار
تکلف سے اونکو پڑہا کرتے ہین — کہ دل سامعین کا لیا کرتے ہین
کسی سے اگر ملنے کی ہو ہوس — کفایت ہی اونکی ملاقات بس
میری اونسے ازبس ملاقات ہے — کہ شیرین بہت اونکی ہر بات ہے

ہے انکی رسالہ مین اک دفعدار
وہ اپنا برادر ہے اور دوستدار

بڑی خوبیون کا ہی وہ آدمی
کہ نام اوسکا گشتین ہے متقی

بفضل خدا صاحب اولاد ہے
اور اولاد بہی قابل داد ہے

ترقی خدا اوسکی وہان پر کرے
سدا شاد و آباد رکہے اوسے

ہین اک اور بہائی نمکخوار راج
بہت خوبیونکا ہے اونکا مزاج

اونہین کہتے ہین جان انطون سب
یہہ ہی نام ہی اور یہی ہی لقب

جوان عمر خوش سیرت و خوش جمال
حمیدہ خصال اور ہین بی مثال

ٹہگون کے سرشتہ مین نام اونکا ہی
گرفتار کرنا یہہ کام اون کا ہے

بڑے نامی ٹہگ تہی جو وہان بیشمار
وہ خایف ہوا انسے ہوئی سب فرار

ہزارون پکڑ لائے پایا انعام
کیا دور ہر دورہ مین ٹہگ کا نام

بنارس کے ٹہگ بہی گئی گہر کو چہوڑ
گئے وہ بہی اس پیشہ سی موںہہ کو موڑ

ہوئے جب سے یہہ شخص نامور وہان
رہا ہے ٹہگی کا نہ نام و نشان

دیانت بہی انکی یہہ مشہور ہے
کہ سب راج اور راجہ مسرور ہے

خدا ایسے راجہ کو دایم رکہے
اور اس راج کو شاد و قایم رکہے

مجھے بھی تعلق ہے سرکار سے
قدیمی نمکخوار ہون راج کا

اسی راج سے اور دربار سے
یہہ مدت کا ذکر بھی نہین آجکا

بزرگان میرے ملازم تھے یہان
بڑے راجہ صاحب کا وہ عہد تھا

بڑے عہدون پر وہ رہے کامران
بزرگون نے سر اوپنہ قربان کیا

علاوہ ازین خانہ آبادیان
ہوئی پہلے کرنیل کمپو مین تھی

یہان پر ہوئین میری وہ شادیان
کہ وہ زوجہ میری قضا کر گئی

دوبارہ سکندر کے کمپو ہوئی
سدا راج و راجہ سلامت رہے

خدا نے پہر اولاد بھی اوسے دی
خدا کا کرم تا قیامت رہے

صفت قلعہ گوالیا

قلعہ کی وہ رفعت ہی باعز و شان
بلندی مین اوس سا نہین ہی مکان

فلک اوسکی رکھتا ہی پشت و پناہ
فرشتہ ثنا خوان ہین شام و پگاہ

مگر چرخ کہتا ہے مجھسے سوا
بنایا ہے کس نے یہہ قلعہ بڑا

لڑائی ہین جب وہان سے گولہ چلے
تو ڈر کر فلک بھی زمین پر گرے

اگر برسون اوسپر رہے کارزار — فتحیاب دشمن نہو زینہار

جو چڑہنے کا قصد اوسپہ دشمن گرے — تو گولہ سے اوڑکر زمین پر گرے

دیا رتبہ اوسکو یہہ تونے خدا — بنایا قلعہ جس نے اس شانکا

سنا حال جب اسکا سرکار نے — کیا غور انگریزی دربار نے

غرض سوچکر یہہ ارادہ کیا — کہ راجہ سے یہہ قلعہ لین برملا

تو آئے کسیوقت مین اپنی کام — قلعہ تخت مین اپنے رکہین مدام

ہوا راجہ صاحب سے پہر یہہ سوال — رہے اسکی مدت تلک قیل و قال

بالاخر نہ کچہہ عذر اسکا چلا — ہوا راجہ صاحب سے قلعہ جدا

ہوا قبضہ قلعہ مین سرکار کا — اوٹھا دخل پہر راج دربار کا

برابر برابر بہی بارگین — رہین گوری اوتین نہ کالے گہسین

رہا کرتی ہے فوج گوریکی وہان — کسے تاب جو وہانکر سے این و آن

یہان تک کہ راجہ بہی جاتی نہین — بغیر حکم کے دخل پاتے نہین

رہا کرتا ہے اوسمین سامان جنگ — اور افسر بہی رہتا ہے وہان نیز فرنگ

غرض راجہ صاحب کی ہی یہہ خوشی — کہ بہتر ہے سرکار سے آشتی

خداوند یک جان دو قالب کہی	مزا انکس دونو کا دایم رہے

کیفیت شہر مرادآباد شاد وآباد

مجھے ساقیا دی وہ سبز جام
کہ جس سے ہرا دل ہو کچھ صبح وشام

کہ آیا ہے اب موسم برشگال
گھٹا سے یہہ بڑہتا ہی دلکا خیال

نکالو ہین دلکی کچھہ اپنے مراد
کہ اس شہر کی بھی ذرا دو ہمین داد

رکھا اسکا سب نے ہی نام مراد
اور آگے سے آباد اسکا سواد

عجب شہر اور قابل لطف وسیر
کہ اوٹھتی ہے دلمین ہر اک وقت لہر

ہے مشرق کی جانب کو دریا گنگ
بڑا عمدہ پانی بڑا عمدہ رنگ

وہ پانی کہ موتی سے شفاف تر
وہ ہی سینہ صافون سے بھی صفا تر

اوسے رام گنگا کہا کرتے ہین
اوسے دریا دل ہی پیا کرتے ہین

وہ پانی نہین بلکہ آب حیات
جو پی لے نہ پاس آئی ہرگز ممات

جو اوس آب کی دیکھلے آفتاب
تو پھر پانی ہو جائے موتی کی آب

وہ پانی کہ بہتر کو بھی دے گلا
حکیمونکی پھر کیون رہے التجا

ہے اک دوسری گنگ کا نگن بہی تمام
کہ مغرب کی جانب ہی وہ تین میل
وہ ہے رام گنگا سے بہی کچہہ سوا
وہ پانی کسیکو اگر مل بہی جای
جہان دونو دریا ہون ایسی بہم
مگران کی تہہ پانی ہی اشکال
غرض دونو گنگا مین وبشار
ہے بازار بہی اسکا بحر طویل
اور اک چہتا بہی اسکے ہی درمیان
ظروف گلٹ کی ہی وہ وہ بہتا
کسی جا پہ یہہ کام بنتا نہین
دوکانین جب اسکی کہلا کرتی ہین
نہ ایسی ہے ان دونو مین رد شستی
اسی رشک سے ہی مہ و خور مین داغ

ہین تعریف اوسکی یہین بہی خاص و عام
نہین اوسکی پانی مین بہی کچہہ دلیل
پیا جسنے وہ ہونٹ چاٹتا گیا
تو آب بقا کو نہ پہر مونہہ لگای
تو آفات ارضی سماوی ہو کم
کہ قدرت کی موجونکا ہی اینہ جال
اور ہے درمیان شہر یہہ پیر بہا
کہ اک سیر اور دل لگی کی سبیل
کہ ہر شئے میسر ہے ہر دم وہان
ہے معدن بہی اسکا یہہ اک دیار
کسی کا بجز یہان کے حصہ نہین
مہ و خور کی انکہین چہپا کرتی ہین
جو پائی گلٹ مین نہ دیکہی سنی
نہ اس غم سے پایا انہون نے فراغ

تمنا ہے دونوکو یہہ ہر گہڑی
نہین میل اوسکی ہے دل پر ذرا
بڑا ظرف اور اوسکا ہے حوصلہ
حقیقت نہ چاندیکی نی قدر چاند
صبح اوٹہہ چمک اسکی جو دیکہہ پای

گلٹ کی سی ہو اک چمک ہم مین بہی
ظروف گلٹ پر جو مایل ہوا
کہ چاندی نہ لے جسنے اسکو لیا
کہ ہین اسکی آگے یہہ دونو ہی ماند
کسی کو نہ خورشید مونہہ پہر لگای

نام ظروفہاے گلٹ

وہ لوٹہ کہ دیکہے سے دل لوٹجای
وہ ہین پاندان جنمین خاقانے تمام
جواک پان بہی مانگا کوی کہای
کٹورا وہ نقشی کہ دل سی کبہی
وہ تہالی کہ قیمت کی تہالی مگر
وہ نادر وہ نوری ہنی پیکدان
وہ حقہ ہے فرشی جو ہو فرش پر

پلے اوسکا پانی تو پہر ہوش آے
بڑے خاندانونکی آتی ہین کام
تو پہر عمر بہر شرخرو ہی نہ جای
مٹے نقش اوسکا نہین جیتی جی
نہین ہاتہہ آنگی بے سیم و زر
بڑہی سُرخرویون کی بہی اونسی شان
دماغ اوسکے پیتی ہی ہو عرش پر

وہ پایئے کہ قیمت سی پائے کوئی ۔ جو بہی پلنگ پر نہ اوڑہی کبہی
شمعدان وہ وہ ہین نوری بہی ۔ خریدار کی اون سی ہے لو لگی
وہ سینی کہ سینہ کو کردے صفا ۔ اوسے صاف سینہ خریدین سوا
ہین مالک بہی ان سبکے وہ وضعدار ۔ کہ حافظ بہی ہین پرہیزگار
جو قیمت ہی واجب وہ کہہ دیتے ہین ۔ کبہی اوس سے پہر کم نہین لیتے ہین

صفت پارچہ ہاے دیسی

اور اک دیسی کپڑیکی بہرمار ہے ۔ کہ اکثر دوکانون پہ انبار ہے
وہ دیسی کہ پردیس لیتے آئے ۔ جو پہنے بدن ہاتہیں پہیر اوسکا جائے
وہ رنگین ہر طرح کے تہان ہین ۔ کہ کشمیرہ بانات قربان ہین
جو کشمیر ارنگ اونسے اپنا ملائے ۔ تو کشمیر جاکر نہ پہر موتہہ دکہائے
وہ ہین چار خانے نہ دیکہی کبہی ۔ کہ خالون سے اونکی نہ نکلا کوئی
خریدار لے شش و پنج اونکو لین ۔ کوئی چار مانگے تو پانچ اوسکو دین
اور ارزان ہے قیمت مین بہی اسقدر ۔ گران ہو نہ لینا خریدار پر

عرض اسکی گاہک چلی آتے ہین | کہ دیسی کو پردیس لیجاتی ہین
یہان تک بڑہا قدر ہین پارچا | فرنگی لگے لینے سب برملا

ذکر رؤسائے شہر

لکہون اب رئیسون کا ہی یہان کی حال | کہ کیا کیا وضعدار ہین بیمثال
سعید الدین احمد پرانے نواب | ہین اس شہر مین وہ بڑا انتخاب
جہاندیدہ ہین اور پسندیدہ ہین | حمیدہ خصال اور سنجیدہ ہین
رفیع المکان اور عالی ہمم | بلند حوصلہ اور مجسم کرم
کہ فیض اونکی درکا ہی ادنی غلام | نہ فیاض ایسا ہی تا روم و شام
ولے اب ضعیفی سے معذور ہین | قناعت گزین اور مجبور ہین
مجہے بہی نیاز اونسی ہی اک قدیم | میرے بہی کرم گستر ہین وہ صمیم
ہین اک مرزا شیر دل لا کلام | کہ اسد علی بیگ ہی اونکا نام
ثنا خوان ہین اونکی امیر و غریب | کہ وہ خوبیون مین ہین شخص عجیب
بہرا اون مین اخلاق ہی سربسر | ہے خالی نکوئی صفت سی بشر

ہمیشہ سے ہی اونکو شوق شکار — پسند اسکے آگے نہین کوی کار

جوانی سے یہہ عشق جانی ہوا — بجز اسکے جو تھا کہانی ہوا

نہ چھوڑا کوی صید یہہ تھا کمال — بچا مرغ قبلہ نما بال بال

پرندون کا پر تک نہ چھوڑا کبھی — اور آہو بھی ہوکر کے بھاگی سبھی

عجب کیا جو تیر قضا چوک جای — نشانہ نہین بی نشان ہو نہ پای

نہ اوڑتے کو چھوڑا نہ بیٹھی کو بھی — قضا دونونکی ایک فیر ہی مین تھی

چڑھا ٹکی یہان ٹوپی وہان سر گیا — ادہر چمکی رنجک اودہر وہ گرا

غرض عمر کھوی اسی ذوق مین — توجہ نہ کی اور کسی شوق مین

بڑے خوبیونکی ہین وہ آدمی — ہمارے بھی مشفق و اشفق دلی

اور اوسپر یہہ زاید کہ ایمان دار — ہے ایمان حصہ مین لیل و نہار

کبھی عمر بھر جھوٹ بولا نہین — مگر سچ سے مونھ اپنا موڑا نہین

زمیندار بھی ہین بڑے وضعدار — بہت دانا او منتخب روزگار

خدا نے کیا صاحب اولاد بھی — ہمارا بھی اوسپر ہوا صاد بھی

ہے عابد علی بیگ ایک ہی پسر — کہ صد ہا سی بہتر ہے وہ ہی پسر

نہین باپ سے کم وہ اخلاق مین ‏ مزا او سکی باتون ہین اشفاق مین

اور او سکے بہی فرزند ہین تین چار ‏ ہزارون کو آتا ہے اونپر پیار

تفضل حسین اور محمد حسین ‏ ہمیشہ ملے ان کو امن اور چین

یہہ بہی مرزا صاحب کے ہین رشتہ دار ‏ ہماری شفیق اور بڑے یار غار

بسا خوبی آئین ہی اور خوشدلی ‏ کہ یہہ خاندان آفتاب ہے بہی

نہ کیون قسمت اس شہر کی ہو بلند ‏ جہان شخص ایسے رہین ارجمند

برادر بہی وہان اپنی ہین تین چار ‏ کہ سودے مین منتخب روزگار

رئیس ایک ہین ولیم نانتم ‏ کہ خوبی کے مخزن مجسم کرم

مزیدی بران یہہ کہ ہین ڈاکٹر ‏ کمال اسمین ہین کہتے ہین وہ سر بسر

یہہ موروثی فن اونکا مشہور ہے ‏ طبیعت بہی تشخیص بہی دور ہے

نہین ہوتی ہی جب کسی سی شفا ‏ مریض ان سے کرتا ہی پہر التجا

بفضل خدا وہ شفا پاتا ہے ‏ دوا اور دعا سے مرض جاتا ہے

جو ہین ڈاکٹر اور بہی نامور ‏ کیا کرتے ہین رشک یہہ بیشتر

ہماری گئی قدر سب انہون ہاتہہ ‏ ہوا جب سے دست شفا انکی ساتہہ

اگر ہوتا لقمان تو مان کر
جو یہہ خاک کی چٹکی دیدین کبہی
جو بیچر بنا کر یہہ دین ایک بار
وہ گولی اگر ایک کہالے کوئی
یہہ تاثیر ہے اونکی حسنات کی
نہین پیدا ایسے کہین آدمی
سلامت رہین وہ اور اونکی اولاد
ہے اولاد لایق و فایق سبہی
ہین اک انکی منشی بہت دلپسند
وہ ایسے ہین گلزار خوبی کے پہول
وہ لالہ ہین یکرنگ اور وضعدار
ہین اک اور افسر پولیس کے وہان
دیانت امانت مین مشہور ہین
کہ متہوس صاحب ہی وہان اونکا نام

انہین کرتا استاد وہ جانکر
تو اکسیر کا حکم رکہے وہ ہی
تو آب حیات اوس سے ہو نثر مسا
مرض سو برس تک نہووے کبہی
خدا کے کرم اور عنایات کی
ہمارے وہ ہوتے ہین رشتہ مین بہی
کہ دیتا ہون اولاد کی بہی مین داد
مگر بعض اونمین سے ہین مبتدی
کہ نام اونکا ہے لالہ پہول چند
اونہین دیکہ رنگ اپنا گل جاے بہول
کہ لالہ کو رشک اوس سے ہی بیشمار
بہری اونمین بہی ہین زبس نیکیان
اور حاکم بہی سب اوس سے مسرور ہین
پُرانے ہین نوکر ذوالاحترام

ہماری ہے اوسی بڑی رسم وراہ
ہاین جامع محبت خدا ہی گواہ

حمیدہ خصائل اور کثیر العیال
خدا باغ دنیا مین رکھے نہال

اور اک خاندان ہی گریسن کا بہی
بسا خوبیون کی ہین سب آدمی

وہ پہلے تہے اک سر دینہ کی رئیس
ہمارے قدیمی ہین وہ ہم جلیس

پڑا اونپہ جب انقلاب زمن
معیشت کے باعث سی چہوڑا وطن

گذاری عمر آکے اس شہر مین
مربی نہ اونکا رہا دہر مین

اب اونکی ہی پنشن ہی سرکار سی
کہ پاتے ہین انگریزی دربار سے

خدا نے دی اولاد بہی خوب تر
سعادت سے معمور پانچون پسر

گویا باپ کے ہین پانچون حواس
نہین سات پانچ اب تلک اونکی پاس

بڑا اسمین ہے جوزف گیرسن ہی نام
ہاین اوصاف اوسمین بخوبی تمام

طبیعت ہی صوفی و سینہ ہی صاف
سخن مین نہین اوسکے لاف و گزاف

ہوا ہے زمانہ کے دو دور سے
بیاد خداوند مسرور ہے

ملازم پولیس مین ہی انگریز کا
ترقی کے نمبر پہ اب آگیا

جو ہے دوسرا جارج اوسکا ہی نام
وہ ہر فن مین لایق و فایق تمام

وہ مشتاق دنیا کے سو کام مین
اُصول معیشت کوئی سیکھ جائے

متانت بلاغت مین ہی لاجواب
دیا امتحان اور پایا ہے پاس

ہے رفتار خوش قابلِ آفرین
دہرم بیٹا ہے اور میرا وہ عزیز

ملازم بہی ہے دفتر مال مین
اور ہے تیرا اوسکا ہنری ہی نام

سکہاتا ہے لڑکون کو علم و ہنر
مدرس ہے گرچہ مین اسکام کا

ہے رفتار و گفتار خوش فی زمن
اور ہے چوتہا طامس گریسن ہے نام

اوسے رہتے ہردم ہی فکر معاش
ہوا ریل مین ہی وہ اب کامیاب

وہ یکتا ہے ہر خاص اور عام مین
کہ وہ ایک گے سو ہی کر کے دکہائی

وہ انگریزی کے علم مین انتخاب
پڑے دولتِ علم ہے اوسکی پاس

زبان شیرین مین کچہہ کلام ہی نہین
لیاقت سے معمور اور باتمیز

بشکر خدا خوش ہے ہر حال مین
پڑہانے سے ہی شوق اوسکو مدام

کہ خود بہی ہے وہ علم سے بہرہ ور
ہے اس کام کا اسکے انجام کا

کہ ہر ہر قدم پر ہے اچہا چلین
اوسی بہی سب اچہا کہین خاص و عام

اسی بات کی ہی اوسی بہی تلاش
ترقی کی امید بہی ہے شتاب

اور ہے پانچوان اوسکا ڈوروی نام
وہ ہے سب سی چہوٹا بڑا نیکخو

کوئی دہین وہ بہی ہوا ہوشیار
غرض پانچون ہین مغتنم فی زمان

تہے اک دوست شوراج سنگہ میر
بڑے دوست پرور تہی اور قدردان

در فیض ہردم کہلا رہتا تہا
بہ عمر جوانی ہوا انتقال

گئے تہے نہانے کو وہ ہردوار
پیام اجل اونکو وہان آگیا

خدا اونکو بیکنٹہ بخشے ضرور
اور ایک بیٹی صاحب تہی چالیس تہا نام

ہماری بہی اونسے ملاقات ہی
مگر نیکے پنشن دیا چہوڑ کام

وہ مصروف تعلیم ہے صبح وشام
بڑہے اوسکی بہی علم سے آبرو

کہ چارون سے ہوجایگا وہ دوچار
بلا سے زمانہ کی ہین باامان

زمیندار وراجہ وہ مشہور تہے
سبہی خوبیان تہین سبہی خوبیان

اودہر پیسہ آیا اودہر اوڑ گیا
ہوا دوستون کو تاسف کمال

کہ میلا تہا وہان کمبہ کا بیشمار
کہ گہر تک پہونچنا بہی دشوار ہوا

گناہون کی بخشش کری وہ غفور
رہی مدتون یہان بصد احترام

کہ ذات اونکی مجموعہ حسنات ہی
رکھا ہے سہارنپور اپنا مقام

ہی اولاد اونکی بہی لایق بہی — ملے اونکو سرکار سے نوکری

ہے جراح ہی ایسا اک خوش بیان — اوسے کہتے ہین ولی محمد یہان

بڑا سچّا سید ہا مسلمان ہے — یہہ کہیے مسلّم بہ ایمان ہے

اور اپنے بہی فن مین ہی وہ ہوشیار — کہ شاگرد اوسکے وہان بیشمار

اگر وہ بیٹہ کیا ہے ہووے اوپہٹہ — اوسے اچہا کرے ہی موڑیگا پیٹہ

نگہندر بہی اچہے کئے لاکلام — مجرب دوا اسکی سی پایا نام

یہہ دو لو ہین بہوڑے پیام قضا — کہ سیر بہوڑے کوئی نہ پائی شفا

دے مرہم تو زخم کہن کو بہرے — اور زخم بہی شکر اوسکا کرے

وہ ناسور سو سو برس کی تمام — بہرے سور مایون کی پایا انجام

وہ مرہم لگا کر جو مرہم بہی جائین — او اشکر سے زخم ہوفے بنایئن

خدا بہر ہے اس شہر مین ہم کو لاے — پہین پانی گنگا کا ہم ہو سواے

کیفیت شہر کانپور دار السرور

پلا مجہکو وہ ارغوانی شراب — ہو دارین کا تجہکو ساقی ثواب

دل غم زدہ پائے اندک سرور
کہ پورب مین یہہ بہی عجب شہر ہے
گئی وہان تلک ہی جو یہہ نہر گنگ
فزون شہر کی اوس سے ہی آب و تاب
ہے دریا بہی گنگا کا اک پر بہار
اور ہے کمپ بہی وہان کا مشہور تر
ہے بازار بہی شہر کا پر فضا

اور اوس مین لکہون حال کچہہ کا بور
فضا قابل دید اور سیر ہے
دو چندان ہوا اوس سے رونق کا رنگ
تر و تازہ وہ ضلع ہی بے حساب
وہان رہتی ہین دریا دل بیشمار
عجب موج ہے فوج کی سر بسر
کہ دنیا کی نعمت ہین اوس پر فدا

صفت اسباب چرمی

بناتے ہین موچی وہ چمڑیکا کام
وہ چمڑا کہ رنگ اوسکا سرخ و سفید
ہر اک چیز اوسکی بنا کرتی ہی
وہ صندوق عمدہ بنا کرتے ہین
جو دل والہ کوئی خریدار ہو

کہ مشہور ہے ہند مین اونکا نام
صفائی کا اوسکے نہین ملتا بہید
دو کانون پہ خلقت گرا کرتی ہی
کہ دل ہند اونکی بنا کرتے ہین
وہ ہی کہو لینے بہی تیار ہو

وہ گھوڑوں کے کاٹھی اوپر ہین عمدہ پسار
کہ خود اسپون کو اونسی ہی سار

وہ پٹھہ اگر مشتری دیکھہ لے
تو اوسکی علامی کا پٹہ لکھے

کسی کی اگر پہنچ ہند ہاتھہ آئے
تو وہ پیش بندی کو پھر بھول جائے

وہ گھوڑونکی رسین اگر راس اپن
تو گھوڑے ہوا کے فلک پر اوڑائین

وہ دمچی اگر اسپ باندہی کوئی
تو وہ دم دباکر نہ بھاگی کبھی

وہ تنگ ایسے عمدہ اگر تنگ دل
اونہین لے تو جائے تو نگر مین مل

وہ کاٹھی کہ ہو جسکی کاٹھی قوی
چڑہے عمر بھر وہ نہ ٹوٹے کبھی

وہ نکتہ اگر نکتہ دان دیکھہ پائے
کتاب اوسکی تعریف مین پھر بنائے

وہ جوتہ خریدار سر پر چڑہائین
مگر پانو پیٹین تو وہ ہاتھہ آئین

وہ گرگابی ایسی کہ گرگہ بھی لین
اگر ایک لے ہو تو دوا اوسکے دین

تری وہ کہ نرہی خریدی او سے
سوا اوسکے اور کوئی سودا نہ لے

غرض وہ چرم بے جرم ہی وہان
نہو گا کہین ایسا اندر جہان

صفت پتلی گھر

عجب پتلی گھر ہین غضب پتلیان
کہ سب کام کل سی ہی جاری ہان

چلا کرتی ہی آگ پانی سی کل
کہ سب کام آتے ہین اوسی کل

بُنا جاتا ہے پارچہ وہان تمام
طلسم جہان کا ہی وہ اک مقام

بڑا شور و غل اوس مین ہر دم بپا
کلون کی ہے آواز عبرت فزا

عجب طرح سے سوت کھلتا ہی وہان
بند ہا اوسمین دل رہتا ہی بیگمان

وہ پیچاپ کوئی پیچ مین اوسکی آئے
تو پہر عمر بہر اوس سے نکلا جاے

وہ چرخی کہ چرخ اوسکو دیکھی اگر
تو چکر سے کہاتا پہرے عمر بہر

وہ ہی تانا بانا کہ جوتا نا شاہ
اوسے دیکھہ لے تو کرے واہ واہ

مکان اوسمین وہ وہ بنی دلکشا
بنائے ہین جسنے اوسے مرحبا

عجب طرح سے پارچہ بُنتے ہین
نہین آتا جنکو وہ سر دُہنتے ہین

بہا پاریکو وہان اسقدر
کیا پانی سے پتلا کیا سر بسر

وہ لٹھہ کہ لٹھہ مارین اوسکو اگر
پہٹیگا کسی سے نہ وہ عمر بہر

وہ جہاڑن وہ تولیہ ہین اور کہیس
نہ ایسے کہین ڈہونڈلو دیس دیس

وہ مضبوط بنتا ہی وہان قباجین
پڑی اوسپہ ہرگز شکن اور نہ چین

وہ کپڑہ ہی رنگین عجب رنگ کا
کہ پختہ ہے رنگ اور نئے ڈہنگ کا

ہزار و نکا بجتا ہے وہان صبح و شام
ہزار و نکا ہے خرچ بہی لا کلام

عجایب گہر اوسکو جو کہیے بجا
عجایب غرایب سے بہی ہی سوا

صفت کمپنی باغ

بنا کمپنی باغ وہ پر بہار
کہ باغ ارم کا ہے وہ دوسدار

وہ چکر کی سرکین ہین اوسمین بنی
کہ چکر سے چکر آتے ہین آدمی

وہ سبزہ کا گرد اوسکے ایسا کٹاو
کہ ہو گلعذارون کا جیسے بناو

وہ سرسبزیان ہین وہ گلکاریان
یہہ رنگساز کی سب ہین رنگسانہ بان

ہے سرو سہی بہی عجب راست باز
جو ٹہیرا چلی جان اوسکانہ راز

وہ شمشاد ہی بادل شاد شاد
کہ باتین پتہ کی ہین سب اوسکو یاد

وہ سوسن کہ سوسن کی باتین کرے
زبان اوسکی سے قصہ گو بہی ڈرے

حال پر ملال چاہ گنج شہیدان اغدر واقع کمپنی باغ مسطور

عجب چاہ ہے اک وہان غم زدا
کہ دیکھے سے اوسکی کلیجہ دکھا

وہ گنج شہیدان بنا غدر کا — مکان ہے وہ عبرتکا اور حشر کا
بنا پختہ ہے گول اور خوشنما — اور آگے ہی اوسکے فرشتہ کھڑا
ہے اوس گول گھر پر وہ قصہ رقم — دلاتا ہے یادِ الم دمبدم
کہ صدہا فرنگی ہین مدفون چاہ — گئے بے اجل وہ خدا ہی گواہ
فرشتہ بنا اوسپہ ہے سنگ کا — وہ نور خدا اور اوسی رنگ کا
وہ کہتا ہے بندو خدا سے ڈرو — گناہون مین اپنے کمی تم کرو
نہین زندگی کا ہے کچھہ اعتبار — رہیگا نہ یہان کوئی بہی زینہار
جو اس چاہ مین ہین دغا سے بے — وہ جنت مین داخل سبہی ہو گئے
یہہ جاینگے بخشے بروزِ حساب — مگر اون کے قاتل کی مٹی خراب
یہان سامعین یاد کرلین ذرا — کہ یہہ ماجرا ہائے کیونکر ہوا
مرہٹہ تہا نامی جو اک ناروا — تہی سرکار سے اوسکی ملّت ملاو
وہ جاگیر پاتا تہا سرکار سے — تہی کچہہ گوالیر کے دربار سے
قیام اوسکا رہتا تہا ضلع بہٹور — مگر آمد و شد بہی تہی کانپور
یکایک ہوا غدر کی جو چلی — تو رنگت زمانہ کی تبدیل ہوئی
پہرا تہا ناروہی سرکار سے — وہ باغی ہوا اپنے کردار سے

دیا اوسنے دم آگے یہہ کانہہ پور
ہوا خواہ سرکار مین ہون ضرور

مدد دونگا سرکار کو لا کلام
لڑونگا بھی مین باغیون سی تمام

ولے مصلحت یہہ ہے سب صاحبان
چلین پار گنگا کے اب بے گمان

بندہی سب کی امید اوس سے ذرا
ولے یہہ نہ سمجھے دغا ہے دغا

بیٹھا سب کو کشتی مین پہر عبور
پہر آیا یہہ نانا کی دلمین فتور

گئے ناو دریا کے جب منجہدہار
کیا اوسنے پہر دغا سے یہہ کار

کہ بندوق سے اونکو مارا تمام
کیا قاتلون مین بڑا اپنا نام

اونہین مار کر غرق دریا کیا
ہوا باغی پہر غدر برپا کیا

جو باقی تہے انگریز ناری گئے
اسی چاہ مین ہاے ڈالی گئے

جہنم مین واصل وہ نانا ہوا
جو سچ پوچھو جیتے ہی جی مرگیا

ہوئی غدر کی بعد اوسکی تلاش
ملا وہ نہ باغی بڑا بدمعاش

خدا وقت ایسا نہ لائی کبہی
برے حالمین ہین نہین اپنا کوئی

کیفیت گرجہ گھر باغنوپر نو تعمیر

بنا ایک گرجہ ہے وہ خوشنما
کہ نور خدائی ہے اوسمین بہرا

عمارت ہے پختہ عجب شان کی
فرشتون نے جان اوسپہ قربان کی

نئے ٹھاٹ کی اوسکی چہت ہے بنی
کہ ایسی نہ ہر جگہہ دیکھی سُنی

ستارے ہین اور چاند اوسمین جڑے
فلک کو نہ ایسے میسر ہوئے

عیان اوسے ہے نور خدا سربسر
ملایک کا ہوتا ہے اوسمین گذر

اجابت کا در ہے کہلا ہر گھڑی
دعا مانگی جسنے وہ پوری ہوئی

جہان ایسا معبد پُر انوار ہو
تو اوس شہر پر فضل غفّار ہو

ہو سرسبز آباد یہہ بالضرور
ہے دار القضا بلدہ کانہہ پور

روئداد شہر الہ آباد شاد و آباد

ذرا ساقیا دے دوبارا مجھی
کہ تا اوس سے ہو کچھہ سہارا مجھی

لکھون حال کچھہ مین الہ آباد کا
کہ دل شاد ہو مجھسے ناشاد کا

عجب شہر ہے یہہ الہ آباد بہی
بفضل خدا اب ہے آباد بہی

نہ تہا پہلے آباد اس قدر
مگر جسسے آیا ہے صدر الصدر

دو چندان ہوئی رونق اس شہر کی
ہوئی قابل دید اور سیر کی

کہ آتا ہے ہر سمت کا آوے
ملایک بہی مایل ہین اسپر سبہی

صفائی وہ سڑکونکی ہی خوشنما ۔ سڑک بید ہاٹر کہتی ہین جو بجا

دو رویہ جو سڑکونپہ اشجار ہین ۔ وہ سرسبز اور تازہ بسیار ہین

جدہر جاؤ اشجار کی ہی قطار ۔ قطع ایسے دیکھے نہین زینہار

نہین اونکا سایہ ہی طوبی سی کم ۔ پڑا جسپہ جنت سی ہے وہ بہم

جنھین سایہ اونکا ہی ہردم نصیب ۔ وہ رحمت کے سایہ ہی بس ہین قریب

گزر وہ ہین سیدہی نشان کچی ۔ نہین پاپاڑ ہوسے اونمین کبہی

اگر ایک سوزن بہی گر جای وہان ۔ تو نابینا پالے اوسی ہر زمان

ذکر اتصال دریاے گنگ وغیرہ

ہوی ہین توام وہانپہ دریا تین ۔ نہ ایسی کہین ہین بروے زمین

کہ گنگا ہے وہان اور جمنا بہم ۔ گیا تیسرے سرستی کا قدم

اگر غور کیجے ہین تینون جدا ۔ خدا نے دیا پر اونہین وان ملا

حقیقت یہہ قدرت کی پای مجال ۔ یہہ موجین ہین بحر خدائی مثال

عجب طرح تینون کا ہی اتصال ۔ یہہ قدرت کا ہی شعبدہ او کمال

ملین جسجگہہ تین کی سنجہہ دہار ۔ وہان لہر کی سیر ہے پربہار

ہوئی تین دریا یہہ جیسے توام — یہی آشنا ہون الہی بہم
دل ناظرین کہتے ہین بار بار — کرین موج تینوں کی ہم بہی شمار
مگر بہید دریا کا جانے وہ کیا — جو دریا دل ہو وہ ہی سمجھے ذرا

صفت پل آہنی دریاے مذکور

بنا تینون دریا کا ہی ایک پل — او سے دیکہہ حیران ہی عقل کل
لگا بس کہ اوسمین آہن تمام — رہیگا قیامت تلک اوسکا کام
جو سچ پوچہو اسکو تو ہی پل صراط — اسی رستہ جاینگے سب کائنات
ہی سیدہا بہی اور صاف جون کہکشان — کہ نابینا اوسپر چلے بی گمان
ہی پل پر سے دریا کی سیر اسقدر — کہ آتی ہی قدرت خدا کی نظر
شب و روز ریل اوسکے اوپر روان — اور ہے نیچے خلقت دوان و روان
وہ گولے جو دریا کی منجہدہار ہین — تو تہہ اونکی پانی ہی دشوار ہین
بنا جن کی ہاتہون سی یہہ پل تمام — ملا ایک اونہین جو منتی ہین دوام

صفت قلعہ گردون شکوہ

ہے قلعہ بہی وہ لب دریا بنا — کہ ایسا کسی نے نہ دیکہا سنا

وہ رفعت ہے اوسکی خدا کی پناہ
فلک کو بہی ہے اوسپہ چڑہنے کی چاہ

وہ سامان جنگ ہے مہیا وہان
کہ سن پاوے دشمن تو ہو نیم جان

بلا پاس کوئی نہ پا اوسکے آئے
ستم اوسپہ رستم کا چلنے نپائے

چلے توپ قلعہ کے اوپر سے گر
فلک کی ہی گہر تک کی لے وہ خبر

لڑے عمر بہر گرچہ دشمن لعین
تو اس قلعہ پر دخل پائے نہین

کہ شاہان سابق کا قلعہ ہے وہ
ہے آہن وہ اور سنگ خارا ہے وہ

اور اوسپر یہہ طرہ کہ دریا کنار
فلک اوسکی چوٹی پہ ہردم نثار

یہہ قلعہ ہے اوپر تو نیچے ہے آب
ملا خوب دونو کا ایک ہی قلاب

جو قلعہ پر چڑہ سیر دریا کرے
تو کوثر کے وہ پاس ہی جا بسے

جسے ہو یہہ دریا و قلعہ نصیب
ہے آب حیات اوسکی ہر دم قریب

صفت بازار چوک و سبزمنڈی

ہے بازار وہ چوک کا دلکشا
کہ چارو نطرف رونق ہے اور فضا

دوکانین سجی رہتی ہین وہان مدام
ہین دنیا کی نعمت سب اونمین تمام

صبح وشام خلقت کا وہ ازدہام
کہ تہالی سرون پر بہی لاکلام

صدہا ایکہ بازار ہین ہین کہڑے
کرایہ بہی ارزان ہی اونکا تمام
ضرورت ڈلہ کی ہو گر بندہ کو
دو کالونن پہ عورات ہین بیشتر
پہر چوک سے تا بہ کٹرہ وہان
ادہر آتے ہین اور ادہر جاتے ہین
اور ایکون کا پوچہو تو کیا ہی حساب
جو صدہا ہین گاڑی تو ایکہ ہزار
وہ کثرت سواریکی ہی ریل پہر
بنی سبزمنڈی ہی وہ خوشنما
ہین مغرب کی جانب کو اوسکی مکان
وہ افراط سبزہ کی ہر سمت پہر
وہ میوہ تر و تازہ اور بامزا
شریفہ وہ عمدہ کہ ہر دم شیعت

دوی والون ہی کہتے ہین دو پیرے
کہ پیسے سے آٹہ تلک ہی مدام
تو ہا آپکا ایکہ استنجہ کو
کہ ساڑہی پہنتی ہین سب پر
ہے وہ میل تک روز رونق عیان
عجب گاڑیان لطف دکہلاتے ہین
دورویہ چلی جاتے ہین وہ شتاب
نہ انکا حساب اور نہ اونکی شمار
پیادہ نہین جانی پاتا بشر
ہرا بہرا رکہتے ہی دلکو سدا
ہے سبزہ فروشونکی چاندی وہان
کہ فرش زمرد بچہا ہے بسر
کہ ہے جان شیرین سی شیرین میوا
خریدین اوسکو ہی ازبس لطیف

وہ سفری ہے شیرین کہ اگر بشر
اوسے دور لیجائین وقت سفر

کدو وہ کدہو گر کوئی اوسکو کہائے
مرض کا کچھہ آسیب اوس تک نہ آئے

وہ شیرین ہی اور با مزا رس بہری
کہ خالی نہین اوسکی رس سی کوئی

وہ کہلا ہے شیرین اکیلا جو کہائے
تو لب بند ہو پہر وہ کہلنے نپائے

وہ نارنگی یکرنگی اوسکو جو لے
دو رنگی زمانہ سے بچتا رہے

وہ پہٹا بہری اوس سی ہرگز نہ پیٹ
مٹہا اوسکی کہی کچھہ ایسا لپیٹ

ترنج ہے وہ شیرین اگر کوئی کہائے
تو پاس اوسکی رنج آنے ہرگز نپائے

وہ نیبے کہ لیجے ہی گر اوسکو لے
تو گہر بیچکر اوسکی ہے مونہہ لگی

ہے چہتا بہی اک سبز منڈلی پاس
کہ ہزار نیچے ہین اوسمین لباس

وہ کیٹرہ ہر اک طرحکا رنگ برنگ
کہ لینے کی اوڑہنی ہی دلہن ترنگ

صفت کمپنی باغ

عجب لطف کا ہی یہہ باغ و بہار
بہار اوسپہ قربان ہی اور گل نثار

وہ سبزہ کا فرش ہی روش پر بچہا
نشہ گل کا اوسپر تجمل ہوا

وہ پہولونکی گچہے ہین غنچونکی ساتہ
کلی ڈال ڈالین تو گل پات پات

وہ گلہاے اورنگ ہین دلفریب | جنہین دیکہہ حیران تہا اورنگ زیب
گلابونکے تختونکا وہ بناؤ | دکہاتے ہین ہر رنگ سی تاؤ بہاؤ
گل ارغوان کی ہے کیا کیا بہار | کہ سرخی پہ سب سرخرو ہین نثار
گل نیلوفر مین ہی وہ تازگی | کہ مایل ہوا چرخ نیلوفری
وہ سرو بہی اور شمشاد ہین | کہ دیکہے سے ناشاد بہی شاد ہین
وہ چکر کا سبزا کٹا گول گول | کہ جسنے ہی کاٹا نہین اوسکا مول

صفت یادگار مکان صاحبان مرحومان

مکان دو وہ دیکہی کہ ہین لاجواب | جو اوس شہر مین ہین ہی انتخاب
مکلف بنا خوب ہے میوہ ہال | کہ صانع پہ اوسکے نثار ہی کمال
ہے چہت کا وہ انداز طرز جدید | نہین آجتک دید ہے نے شنید
عجایب وہ چہت اور گلکاریان | سب حیران ہین ہشیار ہشیاریان
ولایت مین ایسے مکان ہوتے ہین | مگر ہند مین یہہ کہان ہوتے ہین
یہہ نقشہ ولایت سے آیا یہان | اوسی پر بنا منتخب یہہ مکان
یقین ہے کہ حوران جنت اگر | جو دیکہین اسی چہوڑ دین اپنا گہر

گورنر تہے یہہ اور بڑے آدمی — انہین کا تو قائل تہا دہ شیر علی

کہان ذرّہ ہے اور کہان آفتاب — قضا یا رضا کا ہے یہہ سب حساب

بنا دوسرا ہال اوسکی قریب — کہ وہ تہارن ہل کو ہوا ہی نصیب

کہ چہت اوسکی بہی دیکہہ حیران تہے عقل — نہین اوسکی صانع کی صنعت مین دخل

عمارات دونو کی عمدہ تمام — بنا سنگ خوشرنگ سی اونکا کام

بہلا رہا ہی دل کو کہ دیکہا کرے — انہین دیکہہ کسکی تمنا کرے

یہہ صاحب بہی اک نامور تہی بڑے — کہ مدت تلک ہند مین ہی رہی

قضا سے مری وہ ولایت مین جا — مکان یادگار اونکا یہہ خوشنما

کتب خانہ اس مین رہا کرتا ہے — کسی روز جلسہ ہوا کرتا ہے

خدا کے جو پیارے ہین دل سی شہر — وہ راحت سی یہان اور وہان بہرہ ور

ذکر مدرسہ نو تعمیر یادگار بے نظیر جناب میور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق ہند وارد حال انگلینڈ

ہے اک اور بہی مدرسہ شاندار — کہ لفٹنٹ میور کے ہے یادگار

بنا نام سے اونکی وہ بحر علم — کہ پاتی ہین تعلیم وہان اہل حلم

عمارت پر اوسکے بہی ہی اتنی صاد ‏ — ‏ دل وجان دیکھی سبہی ہین شاد شاد

وہ مخزن ہے ہر علم کا بے گمان ‏ — ‏ فضیلت کا در ہے کھلا جاودان

پڑھیگا جو وہان وسے لیل ونہار ‏ — ‏ تو بے ہوش بہی ہوگا خود ہوشیار

کہ علم حق مین انسانکی ہی جنتری ‏ — ‏ کہا جا اوسمین جو پڑہ گیا پہر وہ ہی

رہے جب تلک ہند مین حکمران ‏ — ‏ نصیبے سکندر تہی ہیور کی یہان

کہ علم وہنر کے وہ موجد رہے ‏ — ‏ چراغ اسکی دنرات روشن کیے

جو نابینا تہے ہند مین جا بجا ‏ — ‏ نئی سر سے آنکھین اونہین کین عطا

وہ جاری کئے مدرسے ہر دیار ‏ — ‏ کہ ہندی ہوئے پڑھکے سب ہوشیار

گئے اپنے موروثے پوشاک بھول ‏ — ‏ بنے نیچری کوٹ پتلون مین پہول

ستارہ ہو ہیور کا روشن سدا ‏ — ‏ کیا اختر ہند تو نے خدا

ولایت مین ہون یا کہین وہ رہین ‏ — ‏ سدا نام سے اونکی کہیری بسین

ثناے خانہ خدا

ہنے گرچہ گھر بہی وہان چند ہین ‏ — ‏ کہ دیکھے سے ارواح خورسند ہین

ازانجملہ اک کاتلک کا وہان ‏ — ‏ بنا عمدہ اور چند ہین خوبیان

عمارت ہی پختہ اور پایدار — کہ ایسے نہ ہوگی کہین زینہار
ہے یاد الہی کا اوس مین مزا — گیا پاس حق کے تو غم دور ہوا
خدا کا ہے اس جا پہ نور ظہور — وہ ہی پاک ذات اور فسخ و فجور
ہدایت جسے نیک بخشے خدا — لگائی وہ دل وہ دل اپنا اس گھر سدا
رہی تیرگی سے وہ دنیا کی دور — خدا کا بسی جسکے دل ہی مین نور
نہ ادم رہیگا نہ یہان اوسکا دم — قضا سامنے رہتی ہی دمبدم
جو کرنی ہے نیکی وہ کرلو یہان — بدی کا ثمر خوب پاؤگے وہان

ذکر احباب الہ آباد

مروت کے بندہ ہین جی واٹرن — محبت مین مشہور وہ فی زمن
علاوہ ازین ہین بڑے پارسا — سمایا ہے جیسے کہ دل مین خدا
نہ رغبت ہوئی دنیا دار ایسے ہی — خیال آیا اسکا نہ دل مین کبھی
گذاری تمام عمر تنہائی مین — بیاد خدا اور شکیبائی مین
خدا نے دیا اونکو سب اقتدار — مگر وضعداری ہی اونکا شعار
صدر ہائی کورٹ کی سر دفتر ہین — ہماری بہت وہ کرم گستر ہین

ہین انگریزی اور فارسی کی ستون — کہ مخزن علوم اور معدن فنون

بسر عمر کی نوکری ہین تمام — ارادہ ہی پنشن کا اب صبح و شام

ہین اک اور بھی آگرہ کی رئیس — نفاست سے رغبت مزاج نفیس

فرانسیس لائینس ہی اونکا نام — ہی تنہائی سے اونکو ملت تمام

یہہ سعدی کا شعر اونکی ہی حسب حال — یہہ موزون ہوا اونکی حق مین مقال

قناعت بہر حال اولی تر است — قناعت کند ہر کہ نیک اختر است

نہ شادی کی خواہش نہ غم کا گلا — خدا جو کہ چاہے وہ ہی ہی بجا

صدر ہائی کورٹ کی نوکر قدیم — کیا کرتے ہین ترجمہ ہین فہیم

رہی آجتک پر وہ آزاد بھی — ہین دنیا کی جھگڑے سی ناشاد بھی

چلا جاتا ہے وضعداری سے کام — توکل خدا پر ہے اونکو مدام

کسی کے نہ دشمن نہ زیادہ ہین دوست — در انسان ہمین وصف ہردم نکوست

ہماری بھی ہین وہ بڑی ہمجلیس — کہ مدت کی ہولس پرانی انیس

الہ آباد جب کبھی جاتے ہین ہم — تو پاس اونکی آرام پاتے ہین ہم

ہین اک انکی بھائی حقیقی اور — بڑے خوش وضع ہین جو دیکھو بغور

مرغبازی کا اونکو از بس ہی شوق
لڑای کی سب جانتے ہین وہ گہات
پروپرزہ جسوقت پہر کاتی ہین
ہوئے لکہنو مین جو کچہ اونکی جیت
تہی اس شوق کی انکی غم مین جو بات
ملاقات انسے ہماری ہوی
بہت اچہی ہین چالی لائنس ہی نام
ملازم ہین یہہ بہی تو سرکار کے
برادر ہین اک تیسرے عمون زاد
خوش انداز اور وضع رنگین تمام
رئیس اگرہ کے ہین یہہ بہی ضرور
ہمارے پرانے ہین یہہ یار غار
خدا خوش رکہی ہیری لائنس ہی نام
وثیقون پہ کرتے ہین رجسٹری

پر اس سے نہین بڑہ کی ہے کوی دق
کہ ہوتی ہی کاٹنے کی ہر ایک بات
تو پر مین مات اونسے ہی کہاتی ہین
عدو گٹر گٹراے مگر رکہی پیٹ
وہ پالے اوڑالی انہون نے بہی گہات
ابہی رسم تازہ یہہ جاری ہوی
بہی خوبیان ہین بخوبی تمام
صدر ہای کورٹ کے دربار کے
ہی اونکے بہی اخلاق پر اپنا صاد
تصرف مین بہی اہل دل لاکلام
کیا چاکری نے وطن سے ہی دور
محبت کے بندہ ہین اور وضعدار
کہ دیوانی مین بہا انکی پایا ہی کام
سپرد انکی ہے دفتر اسکا بہی

عجب دم ہی انکا ہی لطف و سرور — کہ غم ڈرتا ہے ان سے ہے بالفرور

رہے تینون بہائی پہ فضل خدا — کہ یہہ خاندان ہے قدیم اور بڑا

نئے دوست کا وہان ہوا جنکو ساتہہ — ہے نام اونکا پنڈت اجودہیا ناتہہ

وکیل ہائی کورٹ کی ہین نامور — وکالت ہی شہرت پہ شام و سحر

مقدمہ پیر اگو اونہین نے لیا — مقدم تہا پر دوستی کا مزا

نہو کام جسوقت کرتے ہین بات — مروت کے موجود اونمین صفات

اگرچہ تہا کشمیر اونکا وطن — رئیس آگرہ کے ہین اب فی زمن

محبت کی ہی گرمجوشی مدام — مگر سرو مہرون سے نفرت تمام

طبیعت مین ہی شعر خوانی کا شوق — کلام مکلف سے ہی اونکو ذوق

اگرچہ وکیلون کا ہے اور طور — پر اخلاق کا اونکے برتاؤ اور

رہے بے تکلف وہ ہمسے تمام — مزی شعر خوانی کے تہی صبح و شام

سلامت رہین وہ یہ خلق و وفا — کرے ہائی کورٹ کا جج بہی خدا

رویداد بلدہ لکہنو مردم خیز و شہر زرریز

مجھی ساقیا جام دی غم تراش — ہی ایسی دوا کی مجھے بہی تلاش

کہ اوس سے ذرا ہو غلط میرا غم
کرون حال کچہہ لکہنو کا رقم

اسی شہر لکھون یا جنت کہون
کہ جنت کو تہا رشک اس پر فزون

یہہ صوبہ تہا دہلی کے گو تخت کا
ہوا تخت سے بخت اسکا سوا

جو قسمت سے صوبہ کو تہا اقتدار
نہ تہا شاہ دہلی کو بہی زینہار

نہ تہا ہند مین ایسا کوئی دیار
برستا تہا مینہہ زر کا لیل و نہار

وہ سامان شاہی مہیا تہی وہان
خدائی مین جز جنت ہونگی کہان

خدا مہربان جبکہ ہو اسقدر
تو زر ریز لکہنو سے بہتر

غیاز الدین حیدر کا کیا وقت تہا
کہ ہے اب تلک یاد اوسکی بقا

برستا تہا سونہ وہان پر مدام
تہے ادنی و اعلی کی چاندی تمام

کوئی وقت مین اوسکی ادنی نہ تہا
جو ادنی تہا وہ بہی تو اعلی ہوا

ملازم تہی خورد و کلان جس قدر
تو نگر بنے تہے سبہی گہر بہ گہر

ہوا جب نصیر الدین حیدر کا دور
تو اوس سے بہی بڑہ کر ہوا طور اور

عجب صاحب اقبال یہہ شخص تہا
کہ ثانی نہ اسکا کوئی وہان ہوا

سخاوت رہی اوسکی خدمت گذار
اور حاتم بہی تہا اوسکا ہی تابعدار

بہی عہد مین اوسکی تہی مالامال — کوئی نام مفلس کا لے کیا مجال

ہوا آصف الدولہ وہ نامور — وزارت کہوئی ختم پہر اوسی پر

نہ فیض ایسا دیکہا نہ فیاض بہی — کہ دولت کو خدمتمین تہا بنا رہی

کہا کرتے تہے اوسکو پارس عوام — وہ لوہی کرتا تہا سونہ مدام

ہوا خانخانان بہی ایسا وزیر — نہین پہر ہوا اوسکا کوئی نظیر

اور ایک تہے سعادت علیخان نواب — وزارت کا رکہتے تہی وہ بہی خطاب

غرض یہہ بہی تہی وہ عالی مقام — کہ دنیا و دین دونون پایا نام

ہوئے بعد مین سبکے واجد علی — کہ آخر زمان کی ہوئی یہہ سخی

ہوا بادشاہ تو یہہ بہی انکو فوق — لوٹانی کا زر کی رہا دیمین شوق

لوٹایا تمام عمر وہ سیم و زر — گیا سر سے پدمونکا پانی اوتر

جواہر کو پتہر سے بدتر کیا — کروڑون کا یون گہر برابر کیا

بنائی تہی وہ وہ محل عالیشان — کہ جنت مین ہونگی نہ ایسے مکان

گئے عیش و عشرت وہ دن اور رات — کسی شہ کو حاصل نہ تہی ایسی بات

نہ کچہہ خوف عقبیٰ نہ دینار ہا — خوشی کا نشت و روز چرچا رہا

نہ آیا کبھی پاس دشمن کے غم
خریدا خوشی کو بہ دام و درم

ہزارون یہان آکے بگڑی بنے
نوابون کے تھی گنج بر سو لگے

برس دن بھی نوکر جو کوئی رہا
تمام عمر کے روٹیان لے گیا

عجب مولی دولی بہہ دربار تہا
کہ مولی کو بھی اس سے اک پیار تہا

کیفیت مکانات رشک جنت

بنا قیصری باغ وہ خوش تما
کہ رشک اوس پہ تہا خلد کو برملا

مکان اوس مین وہ بھی عالیشان
کہ قدرت خدائی کی ہین وہ نشان

بنے سنگ مرمر کے بارہ دری
کسی نے نہ مر مر کے دیکھے ستی

اور اوس مین لگے وہ چمن در چمن
کہ مخزن بہارون کی ہین فی زمن

گلون کے وہ تختے ہزارون ہزار
نوا خوش نوایون کے وہان بے شمار

وہ بوٹہ کہ دل اوس پہ عاشق ہو جاے
نہ پائے وہ بوٹے جو پہر ہوش آئے

وہ پتا پتہ کے کبھی وہ پات
کہ دل سبز پوشون کا لیتا تہا ہات

حنا کی وہ سبز پان جابجا
کہ دل سرخ رویون کا اوس پر فدا

وہ سرخی حنا کی لگی جسکے ہات
تو عاشق کا دل بسکے ہوا اسکی سات

وہ سرو سہی کی ہے ہر سو قطار
کہ ہر سرو قامت ہین اونپر نثار

وہ نرگس کہ انکھون مین دل کو چرائے
جو بیمار دیکھے شفا دم مین پائے

وہ گل کاری ہر گل کی ہی پر فضا
کہ گلزار جنت کو رشک ہی سدا

شجر وہ ثمر جنکی ہین خوشگوار
رہا ہین بہولتے پہلتے لیل و نہار

ہوا کرتے تہی جشن اسمین مدام
درختو نپہ پریون کا ہوتا مقام

یہہ رنگین محل مین کہلا کرتا رنگ
پری رہتی پریونکی نشہ کی سنگ

وہ گانے بجانے کی اکد ہوم دہام
سحر عید ہوئی شب برات ہوئی شام

کیا کرتے جب شاہ جوگی کا بہیس
سمان اوسکا مشہور تہا دیس دیس

وہ لٹ دہاری بالونکو دیکہا کری
کہ دل اونکی لٹمین لٹکتا رہے

وہ جوڑہ شنگرفی اور اوسکی بہار
کرین جوگ سب جوگی اوسپر نثار

وہ موتی کی جب راکہہ تن پر ملے
تو نورانی پتلہ ہوئے جوگی جی

چلے لیکے جب گوپی چندر کا نام
تہا پریون کا چارو طرف ازدہام

اور اوسوقت وہ لطف کا راگ رنگ
فرشتے بہی سنکر ہوہی اوسکو دنگ

چہپے شاہ اک گوہ مین آگی جب
تو پریان اونہین ڈہونڈنی نکلین سب

پھر اوس وقت کا جوگ اور جوگ راگ | سنا دیکھا جسنے بڑی اوسکی بھاگ
طلسمات کا تھا وہان اک مقام | کہ تھی وجد مین دیکھہ سب خاص و عام
ہوا کرتا لاکھون کا صرفِ انعام | یہہ مشہور تھا جشن تا روم و شام
تھے یہہ شاہ بھی خوش گلو خوش نوا | تھا آواز مین اونکی جادو بھرا
وہ تانین کہ سنکر ہو دل کو چین | فدا تان پر اونکے تھا تان سین
طبیعت جو رقاصی پر آتی تھے | زمین ٹھوکرون سے ہلا جاتی تھے
کبھی سم پہ اوڑتے تھے جب ہاتھون ہاتھ | تو عنقا بھی اوڑکر نہ دیسکتا ساتھہ
تھے روشن دماغ اور شاعر بڑے | تخلص تھا اختر لکھے اور پڑھے
تھا دیوان حضرت کا لاجواب | مضامین کے گنج اوسمین تھے بیحساب
اونہین علم موسقی سے تھی خبر | بناتے تھے خود راگ اور راگنی بیشتر
ہزارون بنا ڈالے اور ٹھمریان | زمانہ مین مشہور کین ہر زمان
غرض ایسا دیکھا نکوئی بھی شاہ | کہ رنگین تھے رسیا تھے کیا واہ واہ

خوبی حسین آباد مینو سواد تعمیر کردہ محمد علی شاہ مغفور

مکان یہہ وہ دلکش ہے اور دل کشا | کہ دل جان سے کہتا ہی تن سہی جا

بنا ہے وہ دروازہ کا عمدہ کام | درخلد اوسکو کرے ہے سلام
وہ تصویر سنگین ہین وے نثار | کہ دل سنگدل کا بہی اوپر نثار
صحن مین عجب حوض ہاین پُر فضا | کہ ہے آب کوثر سب اوسمین بہرا
روان اوسمین فوّارہ ہین صبح و شام | نہین اب تاب اونکی ہین کچھہ کلام
جو چہینٹون مین اونکی کوئی آبہی جاے | تو پہر ہو کے پانی نکلنے نہ پاے
اور اندر ہین دالان دو صندار | لگے جہاڑ فانوس ہین بے شمار
نظر دیکھہ اونہین وہانسی ٹلتی نہین | جو مردم نکالین نکلتے نہین
بنین چند وہان نامیون کی قبور | ہے نور الٰہی کا اون پر ظہور
مرصع مجلّع ہے ایسا مکان | فلک کو بہی ہوگا میسر کہان
لگا سنگ مرمر ہے سب جا بجا | بناتے ہین صنّاع مرمر گیا
ہوا کرتی ہے روشنی سال وار | کہ روشن دلونکی ہین وہان جو مزار
عجب روشنی ہوتی ہے رشک طور | بہرا قدرت حق کا اوسمین ہے نور
کوئی روشنی وہان کی گر دیکھہ پاے | تو ظلمت کدہ دہر سے دل اوٹہاے
محمد علی شہ کا ایجاد ہے | مکان یہہ نہین خلد بنیاد ہے

صفت شاہ نجف ایجاد نواب غیاز الدین حیدر مرحوم

عجب یہہ مکان ہی طلسمات کا
نمونہ ہے وہ اک کرامات کا

ہین سب بادشاہونکی وہانپر قبور
خدا کا برستا ہے نور و ظہور

مکان یہہ بہی عمدہ ہی اور دلکشا
فرشتے بہی پڑہتے ہین صل علیٰ

تصاویر سب بادشاہونکی وہان
دکہاتے ہین دل ناظرین بے گمان

ہین دیوار و در سب جواہر نگار
کہ سیر اوسکی کو چاہیے اک دماغ

نہین جہاڑ فانوس کی کچہہ کمی
کہ لاکہون کی دولت ہی اوسمین لگی

پہسلتی نظر وہان ہی ہر گام پر
دکہا دل یہی مغفورونکے نام پر

اور ہے اوسکے اندر جو پائین باغ
معطر ہین اوس سے سب عالی دماغ

عجب پہول ہر رنگ کے ہین ہزار
کہ ہے پتہ پتہ سب اوپر نثار

کہین مسکراتے ہین غنچے تمام
کہین خندہ گل ہے ہر صبح و شام

صبا جب سحر جہومتی آتی ہے
تو رخسار گل چومتی جاتی ہے

وہ انگور خوشون سے ہین سب بہرے
ملایک بہی تاک اونکی مین ہین کہڑے

شریفہ وہ شیرین ہے اور خوشگوار
شریف اوسکے رہتی ہین امیدوار

تر و تازہ وہ نانشپاتی ہی وہان — کہ تسکین پاتی ہے جان جاودان
خوشی سے ہی ہر سرو ہر دم نہال — اور ہے شاد شمشاد ولسے کمال
غرض یہہ مکان ہی وہ مینو سواد — کہ قدرت خدا کی دلاتا ہی یاد

صفت بادشاہ باغ ایجاد نصیر الدین حیدر مرحوم

ہے اک بادشاہ باغ وہ شاہ باغ — کہ سیر اوسکے کو چاہیے اک دماغ
نسیم سحر چھپ کے آتی ہی وہان — اوسے خوف گلچین کا ہی ہر زمان
خزان کو نہین تاب ہے اسقدر — کہ بہولے سے ہی جو کرے وہان گذر
وہ رہتا ہے سرسبز و تازہ مدام — ہے کوثر سے سینچا اوسی لاکلام
ہین باغ ارم کی وہان باغبان — گل و بلبل اوسکی ہین تابع وہان
بغیر حکم اوسکے نہ پتّہ ہلے — جو ہل جائے اوسکا پتا کیا ملے
جو حوران جنت کبہی آتی ہین — دبا کر قدم سیر کر جاتی ہین
وہ سایہ درختون کا جس پر پڑے — تو سترّ بلا اوسکی سر سے ٹلے
وہ سرو بہی دیکہہ لے گر کوئی — تو مونہہ راستے سے نہ پہیرے کبہی
وہ سبزہ کا فرش ہی جو ہر سو بچھا — زمرد کا دہوکہ ہر اک کو ہوا

وہ نارنج اور سیب ہاین خوشگوار
ہزارون ہین اک ہزارہ وہان
وہ کیلا اکیلا نہ رہوے کہین
وہ گل اور غنچے کہ خوش ہو دماغ
روش اور چکر ہین عمدہ بہی
غرض نمبر اوّل کا ہے یہہ باغ

کہ آسیب اور رنج سے درکنار
کہ لاکھون تصدق ہوئین اوسپر جان
جو رکہی ہاہی ہہولی پہلے وہ ہاین
نہین دیکہی ہاہی جو روش نے ہی اونکو داغ
کہ چکر سے اونکے نہ نکلا کوئی
لکہے اسکی تعریف کسکو دماغ

صفت بنارسی باغ

چمن یہہ بہی ہاہی ایک رشک ارم
ہر اک طرح چلے ہین جمع وہان طیور
بنی درمیان اوسکے بارہ دری
اور ہاہین متصل سنگ کی پتلیان
جو دم بہر کو جان اونمین ڈالی خدا
وہ پتلی کہ مردم کو پتلا بنائے
وہ سبزہ ہے باغ میوہ سواد

ارم نے بہی ہاہی شاید کہ دیکہا ہو کم
خوش الحانی سے اونکی دلکو سرور
ہے وہ سنگ مرمر کی ساری بنی
غضب صورتین اور خاموشیان
نیچے کوئی مارا نہ اونکا ذرا
اشارہ ہاہین انکہونکے دلکو چرائے
کہ سبزہ رخونکا بہی اوسپر صاد

گلونکی وہ رنگت اوسکی بہار ۔ کہ گل رویون کو رشک اوسپر ہزار

شہِ گل کا تختون پہ جب ہو جلوس ۔ تو غنچے چٹکر بجاتے ہین کوس

وہ کرنا کہ دل اوسپہ ہر دم فدا ۔ نہو جب کہ گلرو تو کرنا ہے کیا

روش کی صفائی نہ ایسی کہین ۔ کہ انکھون مین ہی میل ونمین نہین

ہوئی گل کے ہنسنے سی پیدا یہ بات ۔ کہ باغ جہان سرسبز لے ثبات

جو غنچون کو دیکھا تو وہ بھی خموش ۔ اوڑی بے ثباتی سی اونکی بھی ہوش

وہ شاخون کا ہلنا بذریعہ صبا ۔ نشان وحدکا ہے بیاد خدا

ہوا کہانے جب آتی ہین گلعذار ۔ تو پھلوار ہوتی ہے اونپر سی وار

نسیم سحر جب یہان آتی ہی ۔ نکلنے نہین شام تک پاتی ہے

غرض یہہ چمن رشک خلد برین ۔ ہر اک سے یہہ کہتا ہی رہجا یہین

کیفیت چھتر منزل تعمیر کردہ نصیر الدین حیدر مرحوم

چھتر منزل ہی محل وہ پر فضا ۔ کہ سایہ خدا کا ہے اوس پر پڑا

عمارت وہ عمدہ کہ چشم فلک ۔ نہ سنتے ہی دیدار کو اب تلک

جو باہر سے دیکھو تو ہی سرخ فام ۔ گمان یہہ کہ ہے گل رخونکا مقام

اور اندر کی جب مین لکہون کچہہ ثنا | تو صناع کی ہاتہہ چومون ذرا
بنائے وہ کمرے کہ کم ایسے ہون | جو جنت مین ڈہونڈو تو وہان بہی نہون
وہ گل کاری دیوار وپر عیان | کہ در در پہ ہو وہ پر میسر کہان
وہ ہر رنگ کا ہر مکان مین سنگہار | کہ ہوتی ہے گلدستہ مین جون بہار
اور اوسپر سجاوٹ خدا کی پناہ | کہ دل اچہینتی ہی خدا ہے گواہ
وہ سامان نوری بہرا ہے تمام | خجل اوس سے ہین ماہ وخور صبح وشام
کئے لاکہون جب اوسپہ فی نثار | تو اب تک رہا یہہ مکان یادگار

صفت کوٹہی فرحت بخش ودلارام معمرہ واجد علیشاہ

ہے کوٹہی فرحت بخش فرحت فزا | کہ کوٹہہ پہ چڑہ کی لکہہ اوسکی ثنا
بلندی ہے اوسکی بہت ارجمند | بلند ہمتون کو ہے ازبس پسند
اگر غمزدہ سیر کو اوسکے جائے | تو فرحت وہ پائے کہ گہر کو نہ آئے
کہلے باب فرحت کے ہین چار سو | نہ غم اوسکے آئے کبہی روبرو
وہ ہی کمرہ کمرہ کا روپ اور بناو | کہ پریون کے دل کو بہی اوس سے لگاؤ
عمارات وہ پختہ اور خوشنما | کہ دل پختہ مخزون کا اوسپر فدا

دلارام بھی کوٹھی ہے پر بہار — دل آرام پاتا ہے وہان بے شمار

دل آرامونکے رہنے کا ہے مقام — دلونکو جو رم کرتے ہاین صبح و شام

یہہ کوٹھی ہاین دونو وہ رشک ارم — ہاین زیادہ ارم سے ارم اونسے کم

بنے کمرے صد ہا جواہر نگار — جواہر بھی جن پر ہاین ہردم نثار

اور آرایش کا اونکی گر ہو بیان — تو بند ہو سراسر قلم کی زبان

غرض دونو کوٹھی بہشت برین — زمین آسمان نے نہ دیکھین ہاین کہین

سزاوار شاہونکے ہاین یہہ مکان — خدا کے ہاین پیارے مکین بے گمان

صفت موتی محل تعمیر کردہ واجد علی شاہ صاحب

بنا محل موتی ہے پر برق دم — کہ موتی کی اب اوسکی آگی ہی کم

تجلی وہ اوسکی کہ دیکھی نہو — نظر وہ پڑے جو کہ میلی نہ ہو

صفائی کو اوسکے بشر وہ ہی پائے — کدورت کبھی جسکی دلمین نہ آئے

نہ پائے جو اپنی مین آب اسقدر — تو غیرت سے ڈر نے چھدایا جگر

جو گرچہ عمارے کرین گوہر آب — نہ لائین کبھی اوسکے آگے وہ تاب

نظر آتا ہے دور سے کوہ نور — کہ نور خدا کا ہے اوسمین ظہور

جو اندر سے دیکھو نہ ٹھہرے نظر | کہے دل سے خورکو قربانکر
وہ ساماں ہمرنگ موتی سجا | نہیں دوسرا رنگ اوسکے سوا
جدہر دیکھو ہر چیز ہے برق ساں | چمک سے نظر بند ہو ہر زماں
ہزاروں کی اسباب اوسمیں سجے | ہیں موتی جواہر بہی اوسمیں جڑے
صفائی میں ہے یہہ مکاں لاجواب | کہوں کیا زباں میں نہیں آوتاب

صفت امام باڑہ نواب آصف الدولہ مرحوم

یہہ باڑہ نہیں بلکہ قلعہ بلند | کہ بارہ لاہوں نے کیا پسند
ہے اس باڑہ کی بارہ میں یہہ دلیل | کہ شیعوں کی مشرب کی ہی یہہ سبیل
بلندی پہ اسکے فلک کو ہی رشک | یہاں تاہی جنت سے وہ اپنی رشک
عمارت ہے وہ پختہ اور عالیشان | مقابل نہیں اوسکے کوئی مکان
بنانے میں لاکہوں کا پانی ہوا | نہ صناع کا اوسکے ثانی ہوا
محرم میں جب وہ سجایا گیا | علی کا الم یوں دکہایا گیا
وہ مجلس عزا اوسمیں ہوتی تہی روز | کہ دلمیں تہا درد اور جگر میں تہا سوز
پڑہی جاتی وہاں کلام دبیر | جہاں میں نہیں کوئی اوسکا نظیر

اور اوسکے مقابل جواب انیس — متانت بلاغت مین دونون نفیس
عجب منتخب تھے وہان سوزخوان — کہ دلسوز ہوتے ہین ایسے کہان
خوش آوازون کی وہ شایان پسند — کہ مونہہ عندلیبون کا ہوتا تھا بند
وہ ہر راگنی مین پڑہا مرثیا — کہ ابرالم صاف برسا دیا
وہ ارایش بزم اور روشنی — تہی نورالٰہی کی جلوہ گری
وہ حسنین کا غم خدا کی پناہ — زمین آسمان بہی تہی جس سی سیاہ
اسیطرح چالیس دن بیگمان — رہا کرتا غم بیسون بسوہ وہان
کروڑون کا صرف اسمین تہا جابجا — نہین تہا یہ غم لکھنو سے سوا

صفت لال بارہ دری

وہ ہی لال بارہ دری سرخ فام — سدا سرخ پوشون کا اوسمین مقام
لگا سنگ سرخ اوسمین ہی اسقدر — کہ ایک کوہ مونگا کا ہی سربسر
کرون جو صفت مین کچہہ اوسکی مقال — زبان سرخ اور مونہہ بہی ہی لال لال
بجز سرخرو کے کسی کا قدم — نہین جاتا اوسمین کبھی ایکدم
گل ارغوان وہان کہلا کرتے ہین — گل سرخرویون کی جا پڑتے ہین

گذر لال یون کا ہوتا ہی جب
لگا کر حنا جو پری آتی ہے
زمین آسمان سرخ ہوتا ہی سب
تو عشاق کا خون بہا جاتی ہے
گلابی سب اسباب اوسمین سجا
گلابی جو پی کر وہان آتی ہین
گلسرخ کا ہے گلستان کہلا
سرو رعم بہہ ہی نہین جاتی ہین

صفت کوٹہی مارٹن

یہہ کوٹہی بہی ہی اک بڑی لاجواب
کہ علم و ہنر کا کہلا وان ہی باب
یہہ کوٹہی ہے مشہور وان اسقدر
کہ ملکون سے آتی ہین طالب ہنر
گویا علم اور فیض کی کان ہے
ہنرمند و نکی سرسبد جان ہے
جو اوس مین پڑہا روشن آخر ہوا
نصیبے کا بہی وہ سکندر ہوا
لڑ کا چودہ طبق کو ضرور
پڑہیگا وہان جو کوئی ذی شعور
قلاوہ زمین آسمان کی ملائے
جو پڑہ کر وہان سی گہر اپنے کو آئے
ہین اندر کے کمرے بہشت بیشمار
تصاویر باہر کی بہی طرحدار
عمارت پرانی بہت پایدار
لئے اوسکے آگے زبس شرمسار

صفت کالج گورنر کیننگ صاحب مرحوم

مدرسہ ہے یہہ بھی بہت نامور
کہ تقسیم یہان سے ہے علم و ہنر

نہین درس اسکا ہی لندن سے کم
مدرس بھی ہین یان کی عالی ہمم

کہ ڈرتی ہین علم و ہنر اونسی ہے
فضیلت کرامت کی ہین جان سبھی

جو پڑہتا ہی جاکر وہان خوش نصیب
خدا کی پہونچ جاتا ہی وہ قریب

عمارت نئی طرز کی ہی بنی
کسیے نے ندیکھی نہ ایسی سُنی

رہی کا ابد تک گورنر کا نام
بنایا جنہون نے یہہ ایسا مقام

زر و مال سب خرچ ہین آتا ہی
مگر علم عزت بڑہا جاتا ہے

اسی سے زر و مال پیدا ہوا
ایسی گدا شاہ بھی ہو گیا

صفت مطبع منشی نولکشور مہتمم اودہ اخبار

یہہ مطبع بھی ہی ہند ہین نامور
کہ کام اسکا عمدہ ہے مشہور تر

نکلتے ہین پرچے ہزاران ہزار
دلونکو وہ پرچاتے ہین ہفتہ وار

صحیح الخبر بھی چھپا کرتی ہی
جدا کذب سے وہ رہا کرتی ہی

کتابین طبع ہوتی ہین بے حساب
چھپائی بھی مطبع کی ہی لاجواب

ہین کاتب اسمین بھی وہ عطارد رقم
کہ ہین ہند مین اونکی ثانی بھی کم

صفائی ہی خط کی وہ ہی بے نظیر / پڑی ہی آنکہہ بند کر کے برنا و پیر

وہ کاغذ حنائی لیا جاتا ہے / کہ رنگ حنا اوس سے شرماتا ہی

زمانہ مین ہوگی نہ کوئی کتاب / چہپی ہو نہ اوس مطبع مین لاجواب

اور ہی کانپور مین بہی اوسکی شاخ / کہ مطبع کا ہی حوصلہ ہی فراخ

دوکان ہی کتابونکی دہلی مین بہی / کہ لیتے ہین مشتاق ہو کر سبہی

زبس مہتمم ہی ہین اسکے خلیق / زمانہ کے ہین وہ سراسر شفیق

نہین خوبی کچہہ قابل اظہار ہے / کہ خوبی خود اونکی طرفدار ہے

اسیطرح چہپے ہین سب اہل کار / زمانہ ثنا خوان ہی لیل و نہار

ازانجملہ اک ہین ہمارے ہی یار / وہ پنڈت رتن ناتہہ ہین باوقار

مولعت فسانہ کے ہین وہ تمام / نہین ہی کلام اونکی مین کچہہ کلام

لکہا قصہ ازاد کس دہوم سبہی / کہ وادائی بغداد اور روم سے

دیا اوس مین دریا سخن کا بہا / کہ پاتی ہے بات اوسکی مشکل ذرا

اسیطرح ہی قصہ کوہسار / بلاغت کا اظہار اوس سی ذرا

خداوندر کہے اونہین سا وہان / کہ کان محبت ہین جان جہان

صفت مطبع اودھ پنچ لکھنو

یہہ مطبع بہی ہی ایک عجیب و غریب — کہ مشہور ہے بعید و قریب
اڈیٹر ہی اسکے ہین باغ و بہار — وہ گلزار خوبی کی ہین گلعذار
ہی سجاد حسین اونکا اسم شریف — بڑے خوبیونکی لطیف و ظریف
ظرافت کا حصہ اونہین کو دیا — ظریفون نے موُنہہ اوس سے پہیر لیا
وہ کہدیتے سید ہی ہر یار سے — جو ٹہیرا ہو تو اونکی بیزار سے
سناتے ہین اکثر وہ سرکار کو — نہان کچھہ نہین رکہتے اسرار کو
غرض وہ کسی سے بہی ڈرتے نہین — ظرافت سوا بات کرتے نہین
جو روتا کوئی ہو تو ہنس جاتا ہے — یہہ لطف اونکی تحریر مین آتا ہے
بڑے عمدہ ناظم و ناصر ہین وہ — کہ ہر علم سے خوب ماہر ہین وہ
ہماری بہی اون سی ملاقات ہی — کہ ذات اونکی مجموعہ حسنات ہے

صفت پل آہنی

یہہ پل آہنی ہی طلسمات کا — کہ آہن دلون کا وہ ساختا
نہ کیون لوہا مانے سب اوسکا جہان — گویا پل صراط ہی وہ پل بیگمان

ہی مضبوطی اوسکی اک عالم پسند
قیامت تک اوسکو نہ پہونچی گزند

بنایا جنہون نے عجب تہی پتند
کہ لوہی کی تہی ہاتہہ اونکی نگر

وہ ہین جال در جال اور بی مثال
کہ حیران ہی عقل اوس مین کمال

مقدر کا گر جاے لو ہا ہی لوٹ
تو اوس پل پہ چلنے سی دوڑے گہوٹ

نہین ہند مین ایسا پل کوئی ہی
نظر آپ رکہتا ہے اپنا یہہ ہے

صفت پارچہ چکن لکہنوی

صفا عجب طرحکی ہے چکن
کہ ہے رشک سی برگ گل پر شکن

وہ گلکاری مین اوسکی ہی اک بہار
بہار اوسپہ دیتی ہی دل اپنا ہار

وہ آڑی ہین لہرین عجب بخیہ کار
کہ ٹہیری کو سیدہا کرین بار بار

گل اور بوٹی ایسے کہ جیسے ہو باغ
کرین رشک سی گل کی دل پر ہی داغ

چکن ایسی چکنی صفائی کے ساتھ
نظر اوسپہ پہسلے یہہ خوبی کی بات

وہ آڑے جو بیلون کے صد ہا ہین نہان
چلین پہنکر اونکو ٹہیری جوان

جو اس پارچہ نے یہہ پایا ہے نام
تو کیونکر نہ پہر چاہی دل خاص و عام

خریدار اسکے ہزاران ہزار
کہ لیجاتے ہین وہ بملک و دیار

صفت عطر حنا

یہہ عطر حنا لکہنو کا عجب — بجز شاہ کے کسکو ہونا نصیب

مگر فی زمان قدر ہے اسکی کم — رہے شاہ وہ اور نہ عالی ہمم

مرکب یہہ صد ہا مصالح سی تہا — جو صالح تہی وہ بہی لگانے سدا

اگر مشک مسکی حنا دیکہہ پاے — تو نافہ کو اپنی نہ پہر مونہہ لگاے

کسیکو مصالحہ کا گر ہاتہہ آے — تو پہر عمر بہر اوسکی خوشبو نجاے

نہین پاتا اپنے مین اوسکا رنگ — تو رنگ حنا ہاتہہ ملکر ہے دنگ

وہ دست حنائی مین عطر حنا — خداوندو لو سے دل کو بچا

ہوا ہمسری سے جو وہ ناامید — تو رنگ حنا کا پڑا مونہہ سفید

جب عطر حنا پہونچا تا تار مین — تو مشک آیا خود لینے بازار مین

لگاتے گلہ مین چو گل رو اوسے — وہ لیتے نہین پہر کسیکے گلے

نہین کوئی اس عطر کا اب نظیر — کہ ہے بے نظیر اور ہے بے نظیر

صفت تماکو خمیرہ

تماکو خمیرہ ہے وہ باخمیر — کہ رکہتا نہین وہ بہی اپنا نظیر

وہ خوشبو دہوئین کی دہوان ہار ہے ‌‌ | کہ مشک ختن اور تاتار ہے

لگاتے تہے جب شاہ حقہ کا دم | پہونچتی فلک تک مہک دمبدم

وہ پیتے تہے جب شان سے پیچوان | تو پیچ اوسکی مین آتی پیر و جوان

دہوان کہا کی بل جب نکل آتا ہے | فلک دیکھکر اوسکو چکر آتا ہے

وہ دود جگر سے نہ کم تہا دہوان | مگر اوس مین خوشبو مزیدی بران

اوڑی لیکے باد صبا وہ دہوان | تو پہونچی مہکا اوسکو لے تا جنان

گئین اسقدر مہک جنت کی حور | تماکو کو یہان لینے آئین ضرور

تماکو غرض ایسا ملتا نہین | بجز لکہنو کے نہین ہے کہین

امیر و کبیر اوسکو ہی پیتے ہین | ہمان اور شہمان تام سے جیتے ہین

اگرچہ ہوئی قدر کم فی زمان | مگر پہر بہی قیمت ہی اوسکی گران

روپے کا فقط ملتا ہے سیر بہر | طلب گار اسکے ہی ہین بیشتر

صفت خربوزہ لکہنو

عجب شیرین ہوتا ہی یہہ خربزا | بہلا دیتا ہے قند کا بہی مزا

جو کہا کر اسے کرتا چاہی گا بات | تو لب بند ہو جائین نکلی نبات

وہ شیرینی ہی اسکی جو شیرین لب ۔ کرے رشک اسکا نہین کچھ عجب

جو پہل اسکا کہاتی ہین ہر خاص و عام ۔ تو وہ پہولتے پہلتے ہین پہر مدام

اور اوسپر یہہ طرہ کہ پہل چہوٹا ہی ۔ بڑون سے سوا مزہ کا ہوتا ہے

وہ دریا کہ ہے گومتی جسکا نام ۔ اوسی سے یہہ شیرین ہوا الکلام

اسے دل سے کہتا ہی سارا جہان ۔ کرے تلخ کامونکا شیرین دہان

چلا جاتا ہے پہل یہ ملک دو بار ۔ کہ مشکل نہین ریل سی کچھ یہہ کار

غرض لکھنو ہے وہ خلد برین ۔ کہ ایک ایک شے ہی صد آفرین

ذکر انقلاب زمانہ و تباہی لکھنو غم افزاے خویش و بیگانہ

بدہ ساقیا وہ مے غم فزا ۔ کہ پیتے ہی بے ہوش ہون مین ذرا

کرون ہوش مین آگے پہر کچہہ رقم ۔ کہ ہے لکھنو کا بڑا سب کو غم

یہہ کیا پہلے تہا اور اب کیا ہوا ۔ خطاب اجڑا اسطرح اسکو ملا

گلستان خوبی ملا خاک مین ۔ کیا اوسکو برباد افلاک نے

جہان گل تہے وان خار آئی نظر ۔ خزان کر گئے بے نشان سب شجر

ہے دنیا کا سب کارخانہ یہہ ہی ۔ کہ راحت کبہی اور رنج ہی کبہی

لیا دم مین سرکار نے لکھنو — ہوا قبضہ انگریز کا چار سو

ہوئے پہر تو معزول واجد علی — جو تہے شاہ وہانکے مجسم خوشی

وہ واجد علیشاہ جنکا بیان — کیا مین نے اوپر بصد این و آن

اوسی دم چراغ خوشی گل ہوا — ہنسا گل نہ وہ شور بلبل ہوا

ہوا ایک سکتہ کا عالم تمام — کیا گردش چرخ نے اپنا کام

پہر آخر کو وہ کہلبلی پڑ گئی — کسیکو کسیکی نہ سدہ ہی رہی

ہوا دست بردی کا وہان وہ مزا — پڑا ہاتہہ جو جسکے وہ لے گیا

کرڑون گئے خورد و برد مین ہاے — خدا دن کسیکو نہ ایسا دکہائی

مفصل لکہون گر تو فرصت کہان — بنے گی کتاب اور اک بیگمان

غرض شہ کو یہہ حکم حاکم ہوا — کہ کلکتہ مین جاکے لو آسرا

سوالاکہہ کا پہر مہینا کیا — اونہین لکہنو سے روانا کیا

ہوا اونکی پیچہے وہ کہرام عام — قیامت بہی کرتی تہی اوسکو سلام

لکہون اوس قیامت کا گر ماجرا — تو زیر و زبر ہوے ارض و سما

گئے شاہ کلکتہ بادل فگار — الم دردش پر آہ لب پر ہزار

ملا ایسے شاہین اونکو مکان
گذاری وہان بہی بصد عز و شان
ہوی بعد چندی وہ ہی ٹہاٹ پہر
کہ صدہا بنگالن کو بیگم کیا
بنایا بڑا چڑیا خانہ وہان
وہ لالون کی جنگ اور فتح بی مثال
وہ فتح سی مرغونکی پالی تہی بات
وہ بلبل خوش الحان او خوش بیان
وہ سو ہی پہاڑی نہی کیا لال لال
وہ مینا ہاہین بنگالہ کی خوش بیان
وہ چیتے کہ جب جیت لوٹہین اکیبار
وہ طاوس عنقا برنگ سفید
وہ شیر ببر اور زبردست تہے
وہ آہو کہ وصف اونکی لکہے نجائین

رہی جاکے مجبور وہ نیم جان
کہ ہر جا خدا اونکا تہا نگہبان
لگے عیش و عشرت کی پہر ہونی سیر
رقیع اسطرح دلسے پہر غم کیا
لگے لوگ چڑیاتے بہی بیگمان
صفت مین تہی اونکی زبان لال لال
کہ کانٹی سے خجلت کی دی سکو مات
فقیر ہوکے گل چہوڑ دی گلستان
ہے سرخرویکا اون سے کمال
پکڑتی ہاہین انسان کی وہ زبان
تو سو آہو کا دم مین لاین شکار
کہ متلاشی اونکے ہاہین سب نا امید
کہ دیو اون کے آگی پست تہے
کہان ہاہین وہ آنکہین جو دیکہہ اونکو پائین

وہ گہوڑہ ولایت کی تہے بی بہا — کہ قدمون پہ تہی اونکی دولت فدا

ہزارون طرح کے تہی وہ جانور — کہ جان جہان ہوئی خوش دیکہکر

غرض خرچ کی روز افراط تہی — نہ رہتا تہا ہاتہہ اونکا خالی کبہی

قرضدار رہنی لگے بی حساب — گورنر نے مانگا پہر اونسے جواب

کہا کیا کرین ہم بہی ناچار ہین — کہ صرف ضروری بہی بسیار ہین

گیا قرض سرکار نے پہر ادا — پر آیندہ کو حکم یہہ بہی دیا

کہ انکو نہ قرض آگی دینا کوئی — جو دینا تو ہمسے نہ لینا کوئی

اسیطرح گذرا کئے چند سال — پہر آخر ہوا اون کا وہان انتقال

یکایک پہر اوس گہر مین ہل پڑی — نہ وہ شہ رہی اور نہ شاہنشہی

خرابی ہوئی پہر بحال خراب — ہوا حال پس ماندونکا پر عذاب

قرضخواہون نے گہیرا جب آنکر — تو ورثا کے پہر آبنی جان پر

کیا وہان کا سرکار نے انتظام — ہوا وارثون سے نہ انجام کام

یہ ٹہری کہ نیلام ہو کارخانہ سبہی — ادا قرض خواہون کا ہوا اوس سے بہی

کیا چڑیا خانہ کا نیلام جب — تو اوڑ کر گے آئے خریدار سب

بگڑ مول میں کوڑیوں کی بکا
کسی کی چلی واں نہ چوں وچرا

اسیطرح سب مال پامال ہوا
لیا جسنے ارزاں خوشحال ہوا

ہوئے پہر یہی سرکار ہی دستگیر
بولائے جو وارث تہے برنا و پیر

جو فاضل تہے اونکو تو خارج کیا
جو حقدار تہے اونکو پنشن دیا

غرض ایک دم کا تہا سارا ظہور
اوٹہا اوسکے جاتے ہی شور و نشور

یہی کارخانہ ہے دنیا کا آہ
ہے یکساں نہ اسمیں گدا اور شاہ

رہیگا سدا نام نامی خدا
فنا سب کو ہے اور اوسکو بقا

بیان حال پُر ملال سردہنہ ضلع میرٹھ

پلا ساقیا بادۂ کہنہ سال
کہ پانی ہو جس سے مئی پُرتگال

دوا دم کی ہو میری اکدم ذرا
کہ نام اسکا سبنے ہی دارو رکہا

مجہے حال لکہنا ہی سردہنہ کا
سُنیگا جو کوئی وہ سر دُہنے گا

ریاست عجب یہ یہی گلزار تہی
بہار اسپہ قربان ہر بار تہی

تہا اک جیالا اوسوقت مین نامور
فراسیس کہتے تہے اونکو لشبر

بہادر جو مشہور بسیار تہے
تو مورد عنایات سرکار تہے

کہ اس سے اونہین بہہ ریاست ملی
تہا مشہور نام اونکا سامرڈریس
تہی اک بیگم نامی این رئیس
وطن اونکا کوتانہ اک قصبہ تہا
تہا زیب النسا اونکا مشہور نام
کسی ڈہب سے صاحب نے بہیجا پیام
مقدر مین تہا اونکا جوڑا لکہا
ہوئین پہر تو عیسائی بیگم بدل
اوایل مین مذہب تہا اسلام کا
ہوا مذہب عیسائی پر اعتقاد
ہوئی پہر تو دونو کی شادی وہان
کیا آگے پہر سردہنہ مین مقام
پڑا بعد مدت کے اک تفرقہ
بہہ ہین گردش آسمانکی فتور

کی مدت اونہون نے یہان سرکشی
مگر کہتے شمرو تہے اونکو رئیس
بڑے گہر کی تہی اور مزاج نفیس
شرافت کا بہی اونکی وہان چرچہ تہا
خدا نے دیا پہر اونہین احتشام
گیا پاس بیگم کے وہ لاکلام
تو بیگم نے منظور اوسکو کیا
گئین جا کے صاحب سے دہلی مین مل
کیا ورد عیسی کے پہر نام کا
کیا جان و دل سی مسیحا کو یاد
بندہا عیش و عشرت کا خوب ہی سمان
ریاست کا خوب ہی کیا انتظام
کہ بیگم سے صاحب ہوئی پہر جدا
کہ انسان کو جکڑا اتا ہے بالضرور

گئے وہ کسی کار سرکار پر — نہ پہر سر دینہ آئے وہ اپنی گہر

مگر وقت رخصت اونہون نے کہا — کہ بیگم کو سب راج ہمنے دیا

کرے گی یہہ برسون تلک انتظام — بنے گا میرے نام سے اسکا کام

کسی جا پہ اونکا ہوا انتقال — ریاست مین سب کو ہوا اک ملال

پر اقبال بیگم وہ یاور رہا — کہ صاحب سی بہی تام برتر ہوا

وہ برسون گذاری بہ انصاف و جاہ — کہ سرکار نے بہی کہا واہ واہ

ہوئی پہر تو تعظیم دربار مین — بڑہا رتبہ بیگم کا سرکار مین

کیا مال کا دل سے وہ انصرام — کہ لاکہون کی آمد ہوئی لاکلام

کیا فوج کو بہی وہ آراستہ — شریفون کو سب اوسمین بہرتی کیا

اور عیسائیون کا بڑہایا وقار — ہوا راضی بیگم سے پروردگار

بڑے عہدے عیسائیون کو دئے — کرہی قدر اور کار عمدہ لیئے

سوا ان کے وہ عمدہ تہی اہل کار — کہ ہے اونکی اب تک بہت یادگار

بنایا وہ گرجہ عجب شان دار — نہین اوسکا ثانی کہین زینہار

عمارت وہ اوسکی عجیب و غریب — نہین ہند مین ہی بعید و قریب

ولایت مین بہی شاید ہو گی نہین
وہ کوٹہی جو ہی سردہنہ مین بنی
وہ کرسی ہی اوسکی عجب شاندار
اسیطرح دہلی کی کوٹہی بلند
اور اوس سے فزون کوٹہی میرٹہہ کی ہی
نہ تہی جب کہ اولاد بیگم کے گہر
کیا اوسکو بعد اپنے قایم مقام
ریاست مین وہ عمدہ تہی اہلکار
ہماری نانا تہی وہان ہمنشین
تہا اون کا بہی رتبہ بہت سا بڑا
عنایات بیگم تہی اون پر سوا
اور افواج مین بہی سب اشراف تہا
اور عیسائیونکی تو بیگم تمام
کلان عہدہ تہی سب اونکو ایسے دیگے

نہین ہی نہین ہی کہین ہی نہین
تو لاکہون کی لاگت ہی اوسمین لگی
بلندی پر اوسکے فلک ہے نثار
کیا اوسکو بہی آسمان نے پسند
بنی ایسی ہی وہ نہین دوسری
بنا ڈیوڈ ڈایس کو لخت جگر
ریاست کا وارث کیا لاکلام
کہ ہے اونکی اب تک وہ ہی یادگار
تہی رشتہ مین ڈایس کی بالیقین
ریاست مین عامل کیا اونکو تہا
بڑا رعب اون کا ریاست مین تہا
کہ ایک نام کو بہی نہ اجلاف تہا
قدردان تہی ایسی کہ اب تک ہی نام
کہ ارمان پورے سب اونکی کیے

بدل پرورش اونکی منظور تہی | اور ہر کام اوتکے سی مسرور تہی
غرض چہاونی وہانکی گلزار تہی | بہار اوسپہ قربان بسیار تہی
نمکخوار بیگم کے بے غم تہی سب | ادہر مہربان وہ اودہر سب پہ رب

بیان انقلاب روزگار و درہم برہم ہونا ریاست بیگم صاحبہ عالیقدر

پلا ساقی مجکو مے غم تراش | کہ دل اب ہی اوس سی میرا پاش پاش
نہین یکسان رہتا زمانہ سدا | ہی اسکا ہمیشہ یہی خاصا
ہوا باہمی رنج ڈیوڈ کے ساتہہ | کہ بیگم نے اوس سے نہ پہر کچہہ کی بات
پدر اوسکا بہی شامل اوسکی ہی تہا | کہ دونو سے رنج ہوگیا اب سوا
ہوا دشمن جان وہ لخت جگر | کہ بیگم نے جسکو کیا تہا پسر
اوسی غصہ مین آکی بیگم نے جا | ریاست کو سرکار مین لکہدیا
کہ جب تک ہون زندہ مین مالک ہون | پس از مرگ سرکار کو مین یہہ دون
یہہ سنتے ہی ڈیوڈ نے مانگی معاف | ہوا اوس سی بیگم کا دل صاف صاف
گیئن پہر دوبارہ وہ سرکار مین | ملین جاکی دہلی اکے دربار مین
تہے جرنیل وہان ایک عالی مقام | اونہین کہتے تہے لونی اختر عوام

واقعہ شور صاحب

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کون سا نخل جسنے دیکھی نہ خزان	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

مسٹر جارج پیش صاحب شور زمیندار پرچند پور افسوس کا مقام ہی کہ ۲۳ فروری سنہ ۹۴ء کو دو تین دن مین بیمار رہکر راہی عالم جاودانی ہوئی۔ تمام شرفا شہر میرٹھ عموماً اور شعراے نامدار اور زماندان عالی وقار کو خصوصاً اس برگزیدہ صفات کا وہ قلق ہوا کہ تحریر کے انداز سے باہر ہی خندہ روئی خوش مزاجی خوش خلقی مین یہ نادرہ روزگار عدیم المثال تھا۔ شعر گوئی سخن فہمی فصاحت بیانی۔ طلاقت لسانی مین اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ ہندوستانی وضع دلپسند تھی۔ رتھ کی سواری بہت مرغوب تھی۔ اراکین او رعمائد شہر سے برادرانہ برتاؤ تھا ہنود و اہل اسلام سے ملنا قدیمی شعار تھا۔ بند ضبط نے جو قطعات تاریخ وفات تحریر کیے ہین درج ذیل ہین۔

قطعات تاریخ سنہ عیسوی

حسرتا جارج پیش صاحب شور	رخت ہستی ببسوی عقبیٰ برد

حیف صد حیف کردہ در یکدم
خواب گر دید آن تن آسانی
بادلِ زار این خرابہ دہر
نعرہ وائے می بر آید ضبط

بادنِ مرگ استخوانش خرد
تنگیٔ گور دست و پاش فشرد
جائے می خورد جر عہائے ورد
شاعر نکتہ سنج شور بمرد

ایضاً

شاعر خوش خیال شورای ضبط
از دل خلق این ندا آمد
گشتہ ور لحہ بے نشان آوائے
شور بر خاست از جہان آوائی

دیگر

مرگ سی جارج بیش کے ہر سمت
ضبط سر پیٹ کر سخن بولا
جوش آہ و فغان سے شور ہوا
وائے رخصت جہاں سے شور ہوا

دیگر

مرگیا جارج بیش شورای ضبط
دو لفظوں ہاتھوں چھوڑ کر دنیا
زندگی پر ہے کس کا زور چلا
چار سو شور اوٹھا کہ شور چلا

قطعہ تاریخ

مرگیا جارج پیش شور اے ضبط
دونوں ہاتھو لینے چہوڑ کر دنیا

زندگی پر ہے کس کا زور چلا
چارسو شور اٹھا کہ شور چلا
۱۹ ۱۳

قطعات تاریخ سنہ ہجری

شاعر ذی علم مسٹر جارج پیش
سانس لینے تک کی بہی فرصت نہ دی
پانچ دیوان جسکے شایع ہو چکے
تھی چھٹے دیوان کی فکر انطباع
شعر فہم و شعر گوے و شعر خوان
پیر تھا لیکن طبیعت تھی جوان
زندگی کا کچھہ نہیں ہے اعتبار
موت کا اے ضبط سر کاٹے کوئی

آج رخصت ہو گیا و احسرتا
موت تو نے کیا کیا و احسرتا
اسکا نامہ طے ہوا و احسرتا
ساتویں ہے مثنوی و احسرتا
ہائے یہاں سے چلدیا و احسرتا
نام ہی باقی اب رہا و احسرتا
ہے جہان دار فنا و احسرتا
شور دنیا سے چلا و احسرتا
۱۳۱۱

دیگر

شور کے مرنے کی خبر سنکر
ضبط آتی ہی ہر طرف سے صدا

شاعروں کو ہوا کمال محن
مرگیا واے بادشاہ سخن
۱۳۱۱

دیگر

شاعر نکتہ فہم شور اے ضبط
حسرتا نقد جان بمرگ سپرد

عیش بیدل شدہ ز حسرت و غم
گفت تاریخ شور شاعر مرد ۱۲۸۱

دیگر

شور شیرین کلام بادل تلخ
ہائے اے ضبط شد بسوئے گور

لب جان از الم ہمے گوید
واقعہ جارج پیشہ صاحب شور ۱۲

تاریخ

جارج پیشہ آن شور صاحب باکمال
مالک ملک سخن طبعش بزور

عادل و باذل دلاور رحم دل
کز ہیبتش مار بوسد پائے مور

روز جمعہ بست و دویم فروری
استراحت کرد در آغوش گور

سال رحلت عیسوی بنوشت داغ
اہل عالم کرد ماتم شور شور ۱۸۹۴

تاریخ۔ الحمد لواہب العطایا۔ اس شور نے کیا مزہ چکھایا۔ سبحان اللہ اس قادر بیچون کی اپنی قدرت کاملہ سے باغ جہان مین کیسے کیسے رنگ برنگ کی پھول پیدا کیے پھر اونہیں ہزار جان سے بلبلوں کو شیدا کیا اور اونکی طرب افزا شور سے عاشق مزاجان رنگین مزاج کو

مرزوز کیا۔ اب ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز یہہ واقعہ ہی کہ مسٹر جارج پیش صاحب بہادر متخلص بشور
جسکے شعر وسخن کا زمانہ مین شور ہے۔ زیادہ تر تو یہہ تعجب ہی کہ صاحب بہادر موصوف یورپین۔ پہر
اُردو زبان کی محاورات کا نبہاؤ۔ اور عروس مضمون کا در شعر وسخن سے بناؤ۔ اور طبیعت کا لگاؤ۔ واقعی
وہم خیال سی باہر ہے جسکی پوری کیفیت کا اظہار کرنا گویا دریا کو کوزہ مین بند کرنا ہی صاحب
موصوف کے چہہ دیوان اور ایک مثنوی ہی۔ جسکی ہر سطر نظم ثریا کی لڑی ہی فن شاعری کا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نہین ہوا۔ جناب میم صاحبہ۔ جنکا تعلق ایسے ذی فہم نکتہ سنج سی ایک مدت مدید تک رہا ہے
کیون نہ صحبت کا اثر ہو یا کمال ذوق شوق سے یہی مد نظر ہوا کہ چہٹا دیوان اور مثنوی جو زیر طبع سے
عاری ہی۔ طبع ہو کر شاہد معانی کا ہر خاص و عام کو جلوہ دکہائے مثنوی کیا ہے گویا صاحب
موصوف کی سوانحہ عمری کا ایک مختصر فوٹو ہے مگر افسوس کہ ناتمام ہے۔ جواب زیور طبع سے
آراستہ ہے جسکی خوبی دیکہنے سے تعلق رکہتی ہے صاحب موصوف کی رحلت کا مختصر حال
یہہ ہے۔ کہ بتقریب شادی بتاریخ ۷ر فروری ۱۸۹۴ع بندوبست خانہ جناب مسٹر جمس اسکنر صاحب
بہادر بمقام دہلی تشریف لیگئے وہان ایک ہفتہ تک قیام کرنیکا اتفاق ہوا۔ اسی اثنا مین درد جگر پیدا ہوا
چنانچہ اسی حالت مین دہلی سے بتاریخ ۱۶ر فروری ۱۸۹۴ع میرٹھ کو مراجعت فرمائی۔ ہر چند علاج کیا
مگر لاعلاج رہا۔ بقول شخصیکہ مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی بتاریخ ۲۲ر فروری ۱۸۹۴ع کو اس سرائے فانی سے
عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ دیوان مثنوی یادگار انام ہے جس سے زمانہ مین نام ہی اور ہمیشہ
رہیگا۔ شعر سخن سے زمانہ مین رہتا ہے نام۔ بس اشفاق سے مختصر یہہ کلام۔

تاریخ - اے خدا تیری حکمت و قدرت کے قربان تیری بے نیازی کے شان کی تصدق تو عجب قادر و توانا ہے
تو عجب دانا و بینا ہے تیری خدائی کے راز کیسیکے سمجھ مین نہ آئے تیرے رمز و اسرار کیسینے نہ پائی کل جہان ہے جو تھے
آج وہان خزان ہی چار دن ہوئے جو شاد و خرم تھا آج وہ حیران و پریشان ہے کبھی کچھ رنگ ہی کبھی کچھ
سامان ہی عجب قدرت اور عجیب شان ہی یا وہ دریائے غم ابر کرم مجمع جود اتم اخلاق مجسم بحر نوال بدر الکمال
صاحب جاہ و جلال نازک سخن محاورہ دان فصیح بیان سحر نگار یادگار دیار غربت رشیدہ ہونہار مستر جارج بلنش
صاحب شور رونق بزم امارت و سخندانی تھا چراغ انجمن قدر شناسی و قدر دانی تھا یا اونکی مفارقت کا داغ
ہمارے جگر پر ہے اور اونکی رحلت کا الم دل پر - چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا - ہزارون بلبلون
کی فوج تھی ایک شور تھا غل تھا - خزان کی دن جو دیکھا کچھہ نہ تھا بجز خار گلشن مین - بتاتا باغبان رو رو
یہان غنچہ تھا یہان گل تھا - ۲۲ فروری ۱۸۹۴ء کو جب یہہ آفتاب برج شوکت و جاہ غروب مین آیا اور اس
جہان فانی سے رحلت کی عیش احباب منغص ہوا بزم شعر و سخن برہم ہوئی ہر چند اپنے دلکو تھاما اور صبر کرنا چاہا لیکن
کسیطرح تسکین کی صورت نظر نہ آئی تب میری مخدومہ مکرمہ میم صاحبہ بہادر نے مکرمت سے ارشاد فرمایا کہ دیوان شاد صاحب
بہادر کا چھٹا دیوان (شور قیامت) اور ایک مثنوی اردو زبان کی جو زیور طبع سے عاری ہے اوسے درست کر کے
چھپوا دو تاکہ تمہارے آقائے نامدار کے روح تمسے خوش ہو اور تازہ یادگار باقی رہے چونکہ یہہ عاصی ہیرا سنگہ
ولد سالگرام قوم مہاجن ساکن قصبہ برناوہ تحصیل سردہنہ ضلع میرٹھ بیالیس برس سے ملازم اسی دربار کا تھا
مجکو باوجود کم استعدادی و کم لیاقتی و کم فرصتی بحکم المامور معذور حضور میم صاحبہ کے ارشاد کے تعمیل ضروری ہوئی
اور بہت سعی و جانفشانی سے مینے دیوان اور مثنوی کو ترتیب دیکر طبع کرایا ہیچمدان ذی ہوش سے
آرزو ہے کہ اگر کہین غلطی ہو معاف فرمائین

تمت

معرفت شیخ کلن صاحب کے نام نامی مطبع ہاشمی مین طبع ہوا - بقلم ناقص محمد عبد الرزاق

